الصوم والقرآن یشفعان یوم القیمة

ذخیرۂ عقبےٰ

المعروف بہ

تفسیر الم نشرح

از تصنیف عالم بے بدل فاضل بے مثل کاشف معضلات حلال مشکلات

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول حضرت مولینا و اولنا جناب مولوی

محمد عبد القادر صاحب سجادہ نشین جناب نواب محمد قطب الدین خان صاحب مرحوم مغفور

بہ تصحیح تمام و کوشش مالا کلام

جملہ حقوق کتاب ہذا بحق [illegible] محفوظ ہیں

۱۳۳۴ھ

افضل المطابع دہلی میں باہتمام شفیع الدین چھپی

Marfat.com

تقریظ از جناب فاضل اجل مولانا مولوی حافظ رحیم بخش صاحب مد فیضہ

مدرس اول عربی مدرسۃ القرآن لا یزال المنیر بین الامثال

میں نے اِس رسالہ کا جس کا نام ذخیرۂ العقبےٰ ہے اور جو تفسیر الم نشرح کے ساتھہ زیادہ شہرت رکھتا ہے ابتداء سے انتہا تک سرسری طور پر نہیں بلکہ امعان نظر اور غور و تامل کی دوربین سے مکرر سہ کرر مطالعہ کیا میں یقین کرتا ہوں کہ اس رسالہ سے ہر درجہ کے آدمی خواہ مبتدی ہوں یا منتہی از بس مستفید ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ نہایت معقول اسلوب کے ساتھہ لکھا گیا ہے اگر میری رائے خطا پر نہو تو میں صاف طور پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ اپنے فن میں آپ ہی اپنا نظیر ہے وجہ یہ کہ میں جہانتک خیال کرتا ہوں کتب فقہ میں کوئی کتاب سلیس اردو زبان میں اسکے ہم پایہ نہیں پاتا جس قدر مسائل کی مختصر اور موجز کتابیں فارسی - عربی - اردو مدارس اور عام مکاتب میں پڑہائی جاتی ہیں - اُن سب میں یہ رسالہ زیادہ تر مفید نظر آتا ہے کیونکہ فاضل مصنف نے مسائل کی تحقیق میں نہایت جانکاہی اور عرقریزی کی ہے - اگرچہ میں عدیم الفرصتی کی وجہ سے پوری تعریف لکھنے سے معذور ہوں مگر اجمالی اور مختصر طور پر اسقدر عرض کرنیکی ضرورت سمجھتا ہوں کہ اس کتاب میں لایق مصنف نے اولاً شرح صدر مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت تفصیل و تشریح سے ایک عمدہ پیرایہ اور نرالی طرز کیساتھہ بیان کیا ہے اور اُس میں وہ عجیب و غریب نکات بیان کئے ہیں جنکی خوبی دیکھنے سے کہلتی ہے - ثانیاً معجزات نبویہ اور خصائص محمدیہ نہایت بسط و شرح کیساتھہ بیان کئے ہیں ثالثاً اسلام کے پانچوں ارکان کے علیحدہ علیحدہ ایسے خداداد بیان کیساتھہ تفصیل کی ہے جسکی حسن و خوبی کا فوٹو میرے ناچیز قلم سے کہنچ نہیں سکتا اسمیں سب سے عمدہ اور نرالی بات یہ ہے کہ ہر ایک رکن کے متعلق مطول کتابوں سے صدہا وہ جزئی مسائل مع حوالہ کتب اخذ کئے گئے ہیں جنسے کمتر لوگ واقف ہیں اور جنکو بجز صاحب استعداد کامل اور ماہر علم کے سمجہہ نہیں سکتا یہ مصنف ہی کی جادو بیانی کا اثر ہے کہ بڑی بڑی مشکل اور لاینحل ضروری مسائل کو ایسے سہل لفظوں میں حل کیا ہے کہ لاعلم اور امی آدمی بھی بخوبی سمجہہ سکتے ہیں پس میں اپنے بیان کو ختم کرکے اپنے ہمعصر مدرس اور معلم صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ لوگ بھی اِس کتاب کو اپنے اپنے مدرسوں اور مکتبوں کی پڑہائی میں داخل کرکے ذخیرۂ عقبےٰ حاصل کریں ⁂

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار جناب مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب ایڈیٹر اخبار تحفۂ ہند سلمہ اللہ الصمد

عبد القادر آپ نے کیا کیا — رمز قلوبی - الم نشرح کی
ہوگئی تفسیر آپ کی شہرہ — ہے یہ خوبی - الم نشرح کی
۱۳۱۲ھ

قیمت

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی وفق عبادہ الصالحین لاشاعۃ انواع الخیرات المبرات ویسر لہم
سلوک طرق الباقیات الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی افضل المخلوقات سید الکونین
رسول الثقلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ الاطہار واصحابہ الابرار اما بعد
یہ عاجز ارذل از ہما غرو اکابر خاکپائے مولیان محمد عبد القادر عفی اللہ عنہ بیچ خدمات عالیات جملہ اہل اسلام
و دیندار و تقوی شعار و شائقان کلام ربانی و متفحصان احکام یزدانی کے عرض کرتا ہے کہ رسالہ ہذا مسمی
ذخیرۃ العقبی تفسیر الم نشرح میں نے لکھا ہے کہ جس سے تکمال شرح صدر کا بارہ مجلسوں میں مذکور
ہے اور بعد اسکے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے اور بعد اسکے نماز و روزے
رمضان وحج کا ذکر ہے۔ معہ مسائل فقہیہ ضروریہ کی اگرچہ یہ رسالہ زبان ہندی میں کہ اہل علم اسکیطرف
التفات نہیں کرتے لکھا گیا ہے لیکن اہل علم میں سے جو کوئی اسکو دیکھیگا تو خوبی اسکی
معلوم کریگا کہ کتنے جزئیات لکھے ہیں جب کوئی بڑی بڑی کتابوں میں دیکھے تو پاوے
یہاں بلا مشقت موجود ہیں۔ اب جناب الٰہی میں دعا اس عاجز کی یہ ہے کہ بہ برکت وحرمت
اس سورہ مبارکہ کے میرے گناہوں کو معاف فرماوے اور زیارت حرمین شریفین
مجکو نصیب کرے اور وہیں میری موت ہووے

آمین ثم آمین

الٰہی نجنی من کل ضیق — بجاہ المصطفٰے مولی الجمیع
مہلکی فی مدینۃ قرارا — بایمان ودفن بالبقیع

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اِس کی آٹھ آتیں ہیں اور اٹھائیس کلمے اور ایک سو تیس حرف ہیں۔ ١ الم نشرح
لک صدرك ٥ ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك کیا ہمنے تیرے لئے اے
محمد تیرا سینہ نہیں کھولا کہ وحی کے بوجھ کا متحمل اور اللہ تعالےٰ کے بھیدوں اور اسراروں کا وہ سینہ
گنجینہ ہوجاوے اور امت کو اسلام کی طرف بلانے اور احکام آلہی کی تبلیغ کا غم اور اُمت اور دین کا غم اور دنیا و آخرت
کا غم سب اِس میں سما جاویں یعنے تحمل و بردبادی حاصل ہوا ور میل وکدورت دشمنی و بدخواہی وغیرہ جملہ اخلاق
سے گری ہوئی باتیں اُس سے نکلجاویں اور اُن کے قائم مقام علم کی روشنی ایمان حکمت کا نور بھر جاوے لفظ لک کی
اس مقام میں استعمال کی یہ وجہ ہے کہ دراصل لام نفع کیواسطے آیا کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے نبی صلعم
تیرے سینہ کو کشادہ کرنا تیرے ہی نفع کے واسطے ہے تاکہ تو بڑا کمال حاصل کرے اہل طریقت فرماتے
ہیں کہ قلب کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ تو نفس کی طرف ہے جسکو صدر کہتے ہیں دوسرا
دروازہ روح کی طرف ہے جو صدر کی نسبت بہت کشادہ اور وسیع ہے اور صدر اس کی نسبت بہت
ہی ضیق اور تنگ واقع ہوا ہے پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا صدر کشادہ کیا گیا تو ظاہر ہے کہ
وہ دوسرا دروازہ اس سے زائد کشادہ اور وسیع ہو جاویگا۔ اِس نکتہ کی وجہ سے صدر کا لفظ ذکر فرمایا اور
قلب کو مذکور نہ کیا کیونکہ صدر کا قلب کے لئے بجائے ایک وسیع قلعہ کے سمجھنا چاہئے اکثر

Marfat.com

دنیا کے کاروں اور اس کے ظاہری اسباب اور خواہشوں کی وجہ سے شیطان اسی صدر کی طرف سے دھوم مچاتا اور وسوسہ کرتا ہے اور اس کی تنگی کے سبب سے قلب بھی تنگ ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے عبادت کی لذت اور ایمان کا مزہ کم ہو جاتا ہے۔ پس جب قلب کی یطرف یعنی جانب صدر کشادہ ہو گئی تو عبادت کا ادا ہونا بخوبی میسر ہوا اور خاطر خواہ مطلب حاصل ہوا **واضح** ہو کہ شرح صدر حوصلے کی فراخی سے عبارت ہے اور فراخی حوصلہ ہر شخص کی استعداد کے موافق ہے اور ہر مرتبہ کے حوصلے کی فراخی اور وسعت جب تک کہ اس مرتبہ کے کمال کو نہ پہونچے ہرگز دریافت نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ ہر چند عوام الناس صرف بات چیت سے بادشاہوں کی فراخ حوصلگی تک پہنچنا اور اُن کی اولوالعزمی کو دریافت کرنا چاہتے ہیں مگر ہرگز دریافت نہیں کر سکتے اسواسطے بزرگان دین فرماتے ہیں۔ لا یعرف الولی الا الولی ولا یعرف النبی الا النبی یعنے ولی کو ولی پہچانتا ہے اور نبی کو نبی۔ ولی را ولی می شناسد عام لوگوں کا قول ہے علی الخصوص شرح صدر مصطفوی علیہ الف الف صلوۃ والتحیات کو قرار واقعی دریافت کرنا کسی البشر کا ممکن نہیں کیونکہ جب آپکا کمال مرتبہ یعنی نبوت کا خاتمہ کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا تو آپ کے مرتبہ کی پہچان بھی کسیکو حاصل نہو گی **ولنعم ماقیل** یا صاحب الجمال ویا سید البشر من وجھک المنیر لقد نور القمر لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر الم نشرح متکلم نفی حجد کا صیغہ ہے جب اسپر ہمزہ استفہام انکاری داخل کیا گیا تو پہلی نفی کی نفی ہو گئی اور نفی کی نفی اثبات ہوا کرتا ہے پس بموجب قول نفی النفی اثبات یہ نفی بھی مفید اثبات ہے اور کیا نہیں کھولا ہم نے سینہ تیرا یعنے بیشک ہم نے کھولا سینے تیرے کے ہیں۔ پھر اُس کے بعد دو نعمتیں ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک میں بیان فرماتے ہیں یعنے ہم نے اُس حوصلے کی کشادگی کی وجہ سے تجھسے تیرا بوجھ دور کیا وہ بوجھ جس نے تیری پیٹھ ٹیڑھی کردی تھی اس لئے کہ تیری ہمت چاہتی تھی کہ ان سب کمالات کو حاصل کرے اور نفسانی تشویشات کی وجہ سے تیرا سینہ تنگی کرتا تھا پھر جب ہم نے تیرے حوصلہ کو کشادہ کر دیا تو یہ تمام تشویشیں تجھپر آسان ہو گئیں۔ ان تشویشات میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعضے فرماتے ہیں کہ وہ مکہ معظمہ سے نکلنے کا غم تہا۔ بعضے کہتے ہیں کہ وہ امت کا غم تھا۔ جو شفاعت کا مقام ملنے تو جاتا رہا بعض محققین کہتے ہیں کہ وہ رسالت کی باربرداری کا غم تھا جسکو جاں نثار یاروں اور مخلص خیر خواہوں کے بہم پہنچانے سے نیست و نابود کر دیا۔ جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اجمعین و
ذکرک اور ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر بلند کیا یعنے جب اس مرتبہ کے کمالات کی جمیع
خاطر خواہ حاصل ہوئی تھے کہ مرتبہ الوہیت کا ظل اور سایہ ٹھیرا تو اب تیرا ذکر حق تعالے کے ذکر
کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ یا کہا کرتے
ہیں کہ اللہ اور رسول کا حکم ہے کہ اس کی تابعداری واجب ہے۔ ایک صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے
کہ ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا کہ خداوند تعالے
نے میرے ذکر کو کیونکر بلند کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپکا ذکر خدا تعالے نے اپنے
ذکر کے نزدیک رکھا ہے۔ اذان میں۔ خطبہ میں۔ التحیات میں۔ کلمہ طیبہ میں۔ کلمہ شہادت میں۔ تابعداری
کے کاموں میں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول گناہ کی حرمت
میں چنانچہ ومن یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خلدین فیہا ابدا واضح ہو کہ جہاں
جہاں خدا تعالے کا ذکر ہے وہیں رسول کا بھی ذکر ہے۔ مگر تین موقع ایسے ہیں کہ وہاں صرف خدا تعالے
کا ذکر ہے رسول کا نہیں (۱) اذان کے آخر میں کہ صرف لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے (۲) چھینکنے کے پیچھے کہ محض
الحمد للہ کہا کرتے ہیں (۳) ذبح کے وقت کہ فقط بسم اللہ و اللہ اکبر کہا جاتا ہے فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ
يُسْرًا بلاشبہہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے کہ درگاہ الٰہی سے عین اس سختی میں نصیب ہوتی
ہے پھر وہ آسانی سختی کی متحمل ہو جاتی ہے اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا تحقیق اس مشکل کے ساتھ دوسری
بھی آسانی ہے اور وہ دوسری آسانی درجوں کی بلندی کا سبب ہے اگر کوئی کہے مع کا لفظ لغت عرب
میں معیت یعنے ملنے اور ساتھ ہونے کے معنوں میں آیا کرتا ہے۔ تو اس تقریر پر یہ بات لازم
آتی ہے کہ تنگی اور فراخی کا ایک ہی زمانہ ہوا اور یہ محال ہے کس لئے کہ دو ضدوں کا ایک زمانہ میں جمع
ہونا لازم آتا ہے و الضدان لا یجتمعان یعنی دو ضدیں باہم جمع نہیں ہوسکتیں تو اس کا جواب
یہ ہے کہ دو ضدوں کا واحد اعتبار سے آن واحد میں جمع ہونا منع بلکہ محال ہے مگر انہیں دو ضدوں کا
دو اعتباروں سے جمع ہونا ممکن ہے دیکھئے مسافر کو روزہ رکھنا اگرچہ گراں اور شاق معلوم ہوتا ہے
مگر مسلمانوں کی موافقت اور ہمراہی کی وجہ سے بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ اور مصیبت زدہ
ہرچند کہ درد و دکھ میں مبتلا ہے۔ مگر ثواب کی امید اور اللہ تعالے کی خوشنودی

Marfat.com

[illegible] سے آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح افلاس اگرچہ فقیر کو دنیا کی مشقت کا سبب ہے لیکن آخرت کے [illegible] کتاب سے نجات پانا اور چور اور بٹ ماروں سے بیخوف رہنا اور ظالم حاکموں کے تاوان دینے سے بچنا کمال آسانی ہے تو ہو سکتا ہے کہ ایک ہی چیز ایک زمانہ میں ایک اعتبار سے تو مصیبت ہو۔ اور دوسرے اعتبار سے آسانی بعض اہل تفاسیر نے اس کا یوں جواب دیا ہے کہ مع کا لفظ اگرچہ مقارنت اور نزدیکی کے واسطے آتا ہے مگر کبھی اس چیز کو جو کسی چیز کے بعد جلد جلد حاصل ہوتی رہے تو اس نزدیکی کو بھی ملنا بولتے ہیں اور لفظ مع کا وہاں استعمال کیا کرتے ہیں۔ پس دنیا کی سختی ہر چند کدورت انگیز ہو لیکن آخرت کی آسانی اہل ایمان کو متصل ہے۔ حدیث تفسیر میں آیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت تفسیر کے نازل ہونے کے بعد گھر سے باہر ہنستے ہوئے تشریف لائے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تمکو خوشی ہو اللہ تعالے نے دنیا کی ہر سختی کے بعد دو آسانیاں دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ایک دنیا کی آسانی دوسری آخرت کی آسانی بعضے علمائے ذوفنون کہتے ہیں اذا اشتدت بک البلوی ففکر فی الم نشرح فعسر بین یسرین اذا فکرتہ فافرح یعنے جب بلاؤں کا ہجوم تجھپر ہو تو تجھے الم نشرح کے معنوں میں غور کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایک سختی دو آسانیوں میں واقع ہوئی ہے پھر جب تو اس مضمون میں فکر کریگا تو خوشیاں منا کہ میری بھی سختی رہنے والی نہیں ہے اس مضمون کے قریب قریب حدیث تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ لن یغلب عسر یسرین یعنے ایک سختی دو آسانیوں پر غلبہ نہ کر سکیگی۔ اور اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ اس مقام میں جس طرح لفظ یسر دو جگہ واقع ہے اسی طرح عسر کی وحدت بھی دو جگہ مذکور ہے پھر عسر اور یسر کا تعدد کہاں سے معلوم ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ ماہران عربیت کہتے ہیں کہ جب نکرہ کو بعد نکرہ یا معرفہ کے لایا کرتے ہیں تو وہ جدائی کو چاہتا ہے یعنے دونوں کے مضمون جدا اور علیحدہ ہوا کرتے ہیں۔ اور جب معرفہ بعد نکرہ یا معرفہ کے لایا کرتے ہیں۔ تو وہ اتحاد کو چاہتا ہے یعنے دونوں کے مضمون ایک ہی ہوا کرتے ہیں جیسا کہ عیسائی کا قول و ارسلنا الی فرعون رسولا فعصی فرعون الرسول میں نکرہ کے بعد معرفہ یعنی الرسول رسولا کے بعد آیا ہے اور دونوں لفظوں سے ایک ہی پیغمبر (موسےٰ) مراد ہے اور جاءنی رجل فقال رجل میں نکرہ کے بعد نکرہ آیا ہے جس میں دونوں رجل سے علیحدہ علیحدہ رجل مراد ہیں۔ پس چونکہ اس مقام میں عسر کو دونوں مرتبہ معرفہ لائے ہیں۔ تو

Marfat.com

دونوں عسر سے ایک ہی عسر مراد ہوگی اور یسر کو دونوں جگہ نکرہ لائے ہیں تو اس سے دو یسر چاہے
گئے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمتوں کے شمار اور یاد دہی سے فراغت پائی تو اب
ان نعمتوں کا شکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب فرمایا جاتا ہے فاذا فرغت فانصب
پھر جب تو فارغ ہو ہر مرتبے اور ہر منصب کے حق ادا کرنے سے جو ہم نے تجھ کو عطا کئے ہیں
جیسے نبوت و رسالت اور ہدایت و معرفت اور فلاحت کبریٰ اور قضا اور احتساب اور تعبد اور
ولایت وغیر ذلک پس اللہ تعالیٰ کی یاد میں رنج و محنت کھینچ و الی ربک فارغب اور اپنے رب کی
طرف رغبت کر اور دل لگا بعض مفسرین اسکے معنے یوں بیان کرتے ہیں کہ جب تم فرض نماز سے فارغ ہو تو
دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاؤ بعضے کہتے ہیں کہ جب التحیات پڑھ چکے تو اپنی دنیا و آخرت کے واسطے
دعا کر اس مقام پر واقف کاران عربیت ایک سوال کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ الم نشرح کو مضارع
کے صیغے سے اور اس کے معطوفوں کو یعنی و وضعنا اور و رفعنا کو ماضی کے صیغوں سے تعبیر
کرنے کے کیا معنی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ شرح صدر پہلی نعمت ہے۔ بلکہ درحقیقت تمام نعمتوں
کی جڑ ہے تو ہمزہ استفہام انکاری نفی پر لائے اور مضارع کے صیغے سے ذکر کیا تاکہ شرح صدر کے
تجدد اور دوام پر دلالت کرے اور وضع اور رفع فرعی نعمتیں ہیں اور پہلی کہ صدر کی وجہ سے
حاصل ہوئی ہیں اسواسطے اُن کو ایسے صیغہ سے ذکر کیا کہ استمرار پر دلالت نکرے اور اس ترکیب
میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ شرح صدر کی وجہ سے وضع اور رفع دونوں حاصل ہیں یعنے
جب شرح صدر ہوا تو رفع اور وضع دونوں حاصل ہو چکے کیونکہ وضع اور رفع درحقیقت شرح صدر کا ثمرہ
اور پھل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب اور اس سورت کے نازل ہونیکا سبب
بعض علمانے یوں بیان کیا ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درگاہ الٰہی میں عرض کیا
کہ اے میرے پروردگار تو نے حضرت ابراہیم کو خلت کا مرتبہ بخشا اور حضرت موسےٰ ع کو کلیمی کی
خلعت سے نوازا اور حضرت داؤد کے لوہے اور پہاڑوں کو تابعدار کرکے سرفراز کیا اور حضرت
سلیمان ع کو جنوں اور آدمیوں کی سلطنت دیکر اور آگ اور ہوا پرندوں کی تمام قدرت دیکر سرفراز فرمایا۔
مجھے کس چیز کے ساتھ مخصوص و ممتاز فرمایا اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت
نازل فرمائی بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال معراج ہونے سے پہلے ہوا ہو کیونکہ معراج کے بعد

Marfat.com

ایسی مخصوص نعمتیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوئیں کہ انبیاؤں میں سے کسی نبی کو اُس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں ہوا اب جاننا چاہئے کہ تمثیل کے طور پر مجملاً بیان ہوتا ہے کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے مبارک کو ایک بڑا میدان لق ودق سمجھنا چاہئے اس میدان میں ایک ایسی عظیم الشان عمارت بنی ہوئی ہے جس میں بہت سی مجلسیں ہیں کہ بعضی تو اُن میں سے دنیا سے تعلق رکھتی ہیں اور بعضی آخرت سے اور بعضی دین ودنیا سے مثلاً ایک مجلس میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک بڑا بادشاہ عظیم القدر اس میں بیٹھا ہے اور تمام روئے زمین کے بادشاہ اسکے حضور میں حاضر ہیں اور اس سے سلطنت کے قوانین اور ملک گیری کے آئین پوچھتے ہیں۔ توقیعاتِ کسرےٰ۔ توزکِ تیموری کلماتِ طیبات۔ واقعاتِ عالمگیری۔ آئین اکبری دریافت کرتے ہیں۔ اور ان کتابوں کے مضامین کو جانچتے ہیں۔ کہ یہ آئین اور قوانین جو ان کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ ٹھیک ہیں یا نہیں نیز ملکوں کے انتظام کی تدبیریں صلح اور لڑائی کی گھاتیں ہر ہر اقلیموں اور ہر ہر شہروں کے اس بادشاہ عالیجاہ سے پوچھتے ہیں اور سیکھتے ہیں۔ اور دوسری مجلس میں ایک بڑا حاذق حکیم بیٹھا خانگی امورات کی تدبیریں اور اخلاق کی سنوار اور آداب کی درستی قاعدہ کے موافق بیان فرما رہا ہے اور بڑے بڑے زمانہ کے حکیم اور جہان کے دانا یہ قاعدے اس سے سیکھ رہے ہیں اور جو قواعد وارشاد فرماتا ہے اُس سے ارسطو نصر طوسی ابن مسکویہ ابن سینا وغیرہ جو بڑے دانا اور عالی دماغ ہیں۔ بہت سے علوم وفنون اخذ کرتے اور نکالتے ہیں اور اپنے فنون میں اُنہیں رواج دیتے ہیں اور تیسری مجلس میں ایک بڑا قاضی عدالت کے مسند پر بیٹھا ہوا جھگڑے اور قصے لوگوں کے چکا رہا ہے اور دونوں جھگڑنے والوں کو راضی کر رہا ہے۔ تمام جہان کے قاضی اسکے حکموں کو دستور العمل جانکر بڑی احتیاط کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ اور چوتھی مجلس میں ایک ایسا مُفتی علامہ عصر فتوے کے مسند پر بیٹھا ہوا ہے جسکی مبارک زبان پر فتوے کا دریا جوش مار رہا ہے اور ہر ایک نئے معاملہ کا حکم اصول اور قواعد کے موافق کتاب وسنت سے نکالکر بیان کر رہا ہے۔ اور جہان کے روایتوں کے لکھنے والے اور فرائض کے ماننے والے اس کے گرداگرد ہجوم کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اُس کا ایک ایک لفظ نقل کرکے اپنی حاجتوں کے وقت اُس پر عمل کرتے ہیں۔ پانچویں مجلس میں ایک محتسب دبدبہ اور سطوت کے مسند پر بیٹھا ہے اور جو جلاد اسکے سامنے کھڑے ہیں، وہ گناہگاروں اور فاسقوں کو اسکے سامنے

Marfat.com

لا کر ہر ایک کو موافق اُس کے گناہ کے سزا دیتے ہیں کسی پر حد کسی پر تعزیر کوئی قید خانہ میں بھیجا جاتا ہے کسی کو صرف چشم نمائی ہورہی ہے۔ تمام لوگ احتساب کے قاعدے یعنی کوتوالی کے حکم اور تعز[illegible] کی اقامت اور بدعتیوں کی تنبیہ وغیرہ اس سے سیکھہ رہے ہیں اور وہ برائیوں کے رخنے بند کرنے اور شہوت وظلم کے راستوں کو روک دینے میں خوب کوشش کررہا ہے۔ چھٹی مجلس میں ایک قاری خوش خوان اور خوش الحان حنجرۂ داؤدی سے ساتوں قراءتیں سیکھتے ہوئے سامنے پڑھ رہا ہے اور جہان کے قاری وہاں حاضر ہیں اور ہر وجہ اور ہر روایت کی تحقیق اس سے کررہے ہیں اور وہ کسیکو اوغام کا قاعدہ اور ارشاد فرما رہا ہے اور کسیکو ہمزہ کی تخفیف کی بحث اور کسی کو سیر ملوں کا قاعدہ اور کسیکو اظہار و اخفا اور اسی طرح ہر ایک کی تعلیم ہورہی ہے۔ اور ساتویں مجلس میں ایک عابد درود اور وظائف اور نوافل میں ایسا مشغول ہے۔ کہ دنیا و مافیہا سے کچھ خبر نہیں رکھتا۔ صبح سے شام اور شام سے صبح تک قرآن مجید کی تلاوت اور اذکار امام نووی اور حصن حصین جزری اور حزب اعظم ملا علی قاری۔ اور اوراد شیوخ رحمہم اللہ اجمعین کے مطالعہ میں مشغول ہے۔ اور انوار و اذکار کی کثرت سے فرشتے آسمان و زمین کے اس کی مجلس میں انسیت حاصل کرکے گروہ کے گروہ اُسکے گرد اگرد ہجوم کئے ہوئے ہیں اور اُن کو اُسکے حضور میں نہایت پوچھ پاچھ کرتے ہیں۔ اور وہ کسی کو رات دن میں نفلوں کے ادا کرنے میں کیفیت تعلیم کررہا ہے اور کسیکو کپڑا پہننے کی اور پانی پینے کی اور کھانا کھانے کی اور نئے چاند دیکھنے کی اور سوائے اسکے دعائیں بتا رہا ہے اور سب لوگ اُسکی ہدایت کے سبب سے ذکر اور ورد سے اپنی اپنی عمر کے وقتوں کو معمور رکھتے ہیں۔ آٹھویں مجلس میں ایک عارف کامل جملہ ذات وصفات اور افعال آلہی کے اسرار جو سب جہان میں پھیل رہے ہیں۔ و[illegible] کے سوائے دوسرے علوم بے نہایت اپنی زبان سے اس طرح بیان کررہا ہے کہ گویا موتی جھڑ رہے ہیں۔ اور اس علم کے شوقین لوگ فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے مضمون وعبارت کو اسکی زبانی پر لکھ رہے ہیں۔ اور اُس کی لذتیں حاصل کررہے ہیں۔ نویں مجلس میں ایک واعظ منبر پر بیٹھا ہے اور وعظ و نصیحت کے کلمات نہایت توضیح و تشریح سے بیان کررہا ہے اور عام مجلس اسجگہ جمع ہے اور اُسکے کلمات نصیحت آمیز کی تاثیر سے دل جنبش میں ہیں اور روحیں حرکت میں ہیں۔ کسیکو بڑے ثواب کی رغبت دلاکر راہ پر لاتا ہے اور کسیکو بڑی دردناک تحریرات سے خوف دلاکر توبہ کراتا ہے اور قبر کے احوال اور

حشر و نشر کی تکلیفیں اور حساب و میزان کی کیفیت اور پلصراط پر چلنے کی مشقتیں اور دوزخ کے طرح طرح کے رنج و عذاب اور بہشت کے بڑے بڑے مرتبے اور ثواب اور وہ عمل جو اِس مقام کے لیے نفع بخش اور مضرت دہ ہوں۔ اِن سب کا احوال خوب بشرح اور بسط سے بیان کر رہا ہے کہ سخت دل نرم ہو جاتے ہیں۔ اور ناشناس لوگ شناسا ہو جاتے ہیں۔ دسویں مجلس میں ایک اولوالعزم پیغمبر جو بیٹھا ہوا اِس طریق سے اُمت کو سیدھی راہ اختیار کرانے اور سمجھانے کیواسطے ہزاروں تدبیر اور حیلے سوچ رہا اور کر رہا ہے۔ اور جن لوگوں کو اِس کام کی تدبیر کے واسطے اپنا رفیق کر رہا ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کو اُن کے حوصلے کے موافق احکام الٰہی کے پہونچانے کے واسطے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے چاروں طرف بھیج رہا ہے۔ اور ہر قوم کا معاملہ اپنے رسول سے سنکر اِس معاملہ کے بندوبست کے واسطے کارگر تدبیریں اپنی عقل اور فکر سے خوب سوچکر اُن رسولوں کو تعلیم کر رہا ہے۔ گیارھویں مجلس میں ایک کامل مرشد صاحب طریقت بیٹھا ہے اور ہزاروں مرید خدا کے طالب اُسکی خدمت میں حاضر ہیں اور اپنی اپنی مشکلیں اُس سے حل کرا رہے ہیں۔ اور وہ ہر ایک کی استعداد و حوصلے کے موافق بیگانگی کے پردے کے دور کرنے میں کوشش کر رہا ہے اور مطلب کے پہونچنے کی راہ کا پتا بتلا رہا ہے اور ہر ایک احوالوں اور مقاموں اور مرتبوں اور منصبوں کی رہنمائی کر رہا ہے۔ اور مریدوں اور فائدہ لینے والوں کے باطنوں میں طرح طرح کی تاثیریں اپنی باطنی توجہ سے پہنچا رہا ہے اور ہدایت اور نفس کی پاکی کے کارخانہ کو رونق دے رہا ہے۔ بارھویں مجلس میں ایک نازنین محبوب چاند کا سا ٹکڑا بلکہ کعبے کی مانند بیٹھا ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے جمال کی تجلی نے اُس گلبدن کے بدن کو اپنا پاک گھر ٹھیرایا ہے۔ اور طور کی مانند ایک تجلی گاہ ہے۔ کہ حسن ازلی کے انوار نے اُسکو روشن کر کے خدا کے محبوب کی شان اور ہمنشینی جلوہ گر کر رکھی ہے وہ اپنی محبت کی کشش سے لوگوں کے دل کو شکار کر رہا ہے اور لاکھوں اُس ازلی حسن کے عاشق بڑی بڑی دور سے بدون کسی منفعت کی اُمید کے اور بغیر خواہش کسی کمال کے حاصل کرنے کے واسطے فقط دیدار کے بھوکے دیوانوں کیطرح دوڑے چلے آتے ہیں اور اپنی اپنی پیشانیاں اُسکے فیض کے آستانہ پر رگڑتے ہیں اور اُسکے جمال کی ایک جھلک کے مشتاق ہیں اور یہ مرتبہ

Marfat.com

اُن مرتبوں سے ہے کہ کسی بشر کو حاصل نہیں ہوا مگر اُسی محبوب و مقبول کے طفیل سے اور اُسکی
اُمت کے اولیاؤں کو تھوڑا سا حصہ اُس محبوبیت الٰہی سے نصیب ہوا ہے۔ اِسی سبب سے
وہ اولیا جو اِس مرتبہ سے بہرہ مند ہوئے ہیں۔ تو سب دلوں کے محبوب اور خلائق کا مرجع بنگئے
ہیں پس اِن بارہ مجلسوں میں غور کرے جو در حقیقت کمال محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک نادر
جھلک ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک سینہ تمام کمالات ظاہری و باطنی سے پُر
تھا۔ چنانچہ ماہران حالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر روشن ہے اور حکمت کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ
ایک طرح پر کاموں کا ہونا۔ جبتک اُن کاموں کا بخوبی بلکہ نہ ہو ممکن نہیں پھر وہ کام کمال کے مرتبے
میں جسقدر منتظم ہوں گے اسیقدر اُس ملکے کے کمال پر دلالت کرینگے۔ واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خلافت و نیابت عنایت کی مثل آدم و داؤد علیہما السلام
کے اور ملک و سلطنت سلیمان علیہ السلام جیسے مرحمت فرمائی اور حسن و جمال یوسف
علیہ السلام کا اور خلت و اتحاد ابراہیم علیہ السلام کا اور کلام و خطاب موسےٰ علیہ السلام کا، ور
عبادت و طاعت یونس علیہ السلام کی اور شکر نوح علیہ السلام کا اور خلافت نیابت خدا اور
مخلوق کو احکام شرعیہ کی تبلیغ اور امورات دینیہ کا رواج اور اُمت کی سیاست اور تدبیر مملکت اور
انتظام عالم اور اصلاح حال بنی آدم جو بندگان خدا کی معاش و معاد کی اصلاح سے متعلق ہے
عبارت ہے اور ملک و سلطنت سے مراد کامل ریاست اور پوری حکومت ہے اور وصف
حسن و جمال سے ہمہ تن تناسب اعضا اور سراپا خوش اسلوبی مراد ہے اور وصف خلت
جس کی تفسیر یار جانی اور دوست روحانی اور ایک جان دو قالب ہی سمجھنا چاہیے اور یہ ایک
کیفیت خاص وجدانی ہے کہ بیان اُسکا الفاظ و استعارات میں ممکن نہیں اور وصف کلام سے متکلم
ہونا جناب باری تعالےٰ کے ساتھ مراد ہے اور وصف عبادت سے کمال عجز و انکسار اور خشوع
و خضوع سے متوجہ ہونا حضرت صمدیت کی طرف مقصود ہے۔ اور اپنے تئیں معدوم محض
سمجھنے سے عبادت ہے اور وصف شکر سے رضا و تسلیم مشیت ایزدی پر راضی رہنا مراد ہے۔ پس
جو صفات تمام انبیاء کرام کو بانفراد ملے تھے۔ وہ سب کے سب ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
کی ذات والاصفات میں اگر متمع ہوئے اگر آدم اور داؤد علیہما السلام ملقب بخلیفۃ اللہ ہوئے

Marfat.com

تو ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی پانچوں وقت نوبت زمین و آسمان میں اشہد
ان محمدا رسول اللہ بجتی ہے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اگر ایک شخص تخت بلقیس
اٹھا لایا تو کیا تعجب ہوا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے زینب رضی اللہ عنہا سے
نکاح کے مقدمہ میں جناب کبریا تعالیٰ شانہٗ خود فرماتا ہے زوجنکھا اسیطرح حسن و جمال یوسفی عام ہے
اور ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حسن بالکمال خاص ہے۔ اور جو فرق عام و خاص میں ہے وہ
ظاہر ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو اگر لباس خلت ملا تو ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو خلعت محبوبیت عنایت ہوا موسے علیہ السلام نے اگر کوہ طور پر کلام باری تعالےٰ شانہٗ سنا تو
ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرش بریں پر جو کچھ کہنا تھا۔ اللہ تعالےٰ سے کہا حضرت
نوح علیہ السلام تو شکر میں ہی مشہور ہیں ہمارے ہیں۔ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
شکر و صبر دونوں میں مشکور ہیں۔ اُن کے علاوہ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بھی
بہت سے اوصاف مثل ولایت اور محبوبیت مطلقہ اور برگزیدگی خاص اور دیدار حق اور قرب کامل اور
شفاعت کبرےٰ اور جہاد و محاربہ دشمنان خدا کے ساتھ اور علم وسیع و عرفان اتم اور منصب قضا اور
اور اجتہاد اور احتساب کہ آجتک بے کم و کاست دستور العمل چلا آتا ہے اور جسطرح حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سامنے دیکھتے تھے ویسا ہی آپ کو پس پشت سے بھی نظر آتا تھا چنانچہ اس حدیث سے
واضح ہوتا ہے فانی اراکم امامی ومن خلفی آپکو یہ حاجت نہ تھی کہ کسی چیز کو منہ پھیر کر ملاحظہ فرمائیں۔ اور اندھیری
رات میں مانند روشنی کے ملاحظہ فرماتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت بینائی اسقدر
تیز اور باریک تھی کہ جب آپ نے مدینہ منورہ کی مسجد کی بناڈالی تو کعبہ معظمہ کو بچشم سر دیکھکر سمت قبلہ
کی درست فرمائی اور عقد ثریا جو گیارہ ستارے ہیں بے تکلف بدیدۂ ظاہر شمار کر لیتے تھے آپ کی سماعت
کی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ ایک روز مجمع صحابہ میں ارشاد فرمایا کہ اس وقت میرے کان میں
آسمان کے ایک دروازہ کھلنے کی آواز آئی کہ وہ دروازہ اس سے پہلے آجتک کبھی نہیں کھلا اور
اس دروازہ سے ستر ہزار فرشتے سورہ انعام کے ساتھ آتے ہیں۔ اور آپ کے لعاب دہن
میں خدا تعالےٰ نے عجیب وصف رکھا تھا کہ جنگ خیبر میں جب حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ
عنہ کی آنکھ میں درد ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اُن کی آنکھ پر

Marfat.com

ذرا سا لگا یا پس اُسیوقت آنکھیں اچھی ہوگئیں اور ایک روز حسب اتفاق حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیاسے تھے۔ آپ نے اپنی زبان مبارک اُن کے منہ میں دیدی تمام دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پانی نہ پیا۔ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے۔ کہ اُنس بن مالک نے کنواں بنوایا اتفاقاً اُس کا پانی کھاری نکلا۔ اُنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے ایک قطرہ اپنے لعاب دہن کا اُسمیں ڈالدیا پھر پانی اُسکا ایسا میٹھا ہوگیا کہ کسی کنوئیں کا پانی مدینہ طیبہ میں ایسا میٹھا نتھا۔ آپ کے جسم مبارک کی نرمی اور لطافت کا یہ حال تھا کہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے کسی دیبا و حریر کو آپ کے کف مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا اور کسی مشک وغیرہ کی خوشبو آپ کے جسم مبارک کی بوئے لطیف سے زیادہ نہ دیکھی چنانچہ مشہور ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لیجاتے اور صحابہ کو معلوم نہ ہوتا تو خوشبو سے آپ تک پہونچ جاتے اور جس جگہ آپ کا گذر ہوتا وہ گلی کوچہ معطر ہوجاتا اور معجزہ شق القمر کا عرب سے ہند تک مشہور ہے چنانچہ راجہ سراندیپ نے جب یہ معجزہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھا تو اپنے شاستر دان برہمنوں سے اُسکا حال پوچھا اُنہوں نے کہا کہ عرب میں ایک خدا کا رسول ظاہر ہوا ہے جسکا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے یہ اُسکا معجزہ ہے یہ سنکر وہ راجہ مسلمان ہوا اور راجہ بھوج حاکم دکن نے یہ معجزہ بچشم خود دیکھا اور مسلمان ہوا علے ہذا القیاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات اسقدر ہیں کہ جنکا شمار ہرگز نہیں ہوسکتا اور ارباب احادیث نے کتب سیر میں چونسٹھ ہزار معجزے قلمبند کئے ہیں۔ اور وصف اور کمال سیر معراج کا اور سواری براق کی اور بمقام قاب قوسین او ادنے تک پہنچنا اور سب سے پہلے آپ کا قبر سے اُٹھنا اور ستر ہزار فرشتوں کا جلوہ میں ہونا اور عرش کے داہنے جانب کرسی پر بیٹھنا اور مقام محمود سے مشرف ہوتا اور لوا الحمد ہاتھ میں رکھنا اور تمام حضرت آدم کی اولاد کو اُسکے سایہ کے تلے کھڑا رکھنا اور پہلے پلصراط سے گذرنا اور سب سے پہلے بہشت کے دروازہ کو کھولنا۔ اور سب کی شفاعت کرنا یہ کمالات آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ مخصوص ہیں اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد الف الف ذرۃ والف الف مرۃ و علی الہ وصحبہ اجمعین آمین یارب العلمین۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مکان پر روز خندق میں بہت سے لوگوں کو مسیر بھر جو میں کھانا

کھلایا (متفق علیہ) اور اسیطرح حضرت ابوطلحہ رض کے مکان پر تھوڑی غذا سے بہت لوگون کو
شکم سیر کردیا (رواہ الشیخان عن انس) اور ایک بار دو ڈیڑھ سیر جو اور ایک بکری کے بچے
سے اسّی آدمیوں کو کھانا کھلایا (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ عن جابر) اور یہ روایت بخاری میں
بھی بدون ذکر عدد منقول ہے اور ایک بار حضرت انس رضی اللہ عنہ جو کی چند روٹیاں اپنے
ہاتھ میں لے گئے۔ اُن کو اسّی آدمیوں سے زیادہ کو کھلایا (مسلم بروایت انس رضی اللہ
عنہ) اور ایک مرتبہ تھوڑے سے خرمے بشیر کے بیٹے ہاتھوں میں لائے اُنسے آپ نے
سب لشکر والوں کا پیٹ بھر دیا۔ اور پھر بھی بچ رہے (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ عن بشیر
بن سعد) اور ایک چھوٹا پیالا تھا کہ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پھیل نہ سکتا
تھا۔ اُس میں اپنا دست مبارک رکھا۔ تو آپکی اُنگلیوں میں سے پانی پھوٹ نکلا۔ جس سے تمام
لشکر نے وضو کیا اور پانی پیا اور سب پیاسے تھے (رواہ البخاری ومسلم عن انس رض
اور اُن میں صرف وضو کا ذکر ہے۔ اور ابو نعیم نے بروایت انس رض پینے کو بھی ذکر کیا ہے اور
ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کا پانی تبوک کے چشمہ میں ڈالدیا اور اُس میں پانی
نہ تھا۔ تو اِس میں پانی اتنا چڑھ آیا کہ لشکر والوں نے جو ہزاروں تھے۔ پانی پیا اور چھک گئے
(رواہ مسلم عن معاذ بن جبل) اور ایک بار حدیبیہ کے کنوئیں میں بقیہ وضو ڈالا تو اسمیں
باوجودیکہ پانی نہ تھا۔ مگر ایسا پانی جوش کر آیا کہ پندرہ سو آدمیوں نے پیا (رواہ مسلم عن سلمۃ
بن الاکوع) اور بخاری میں یہ ہی روایت براء سے منقول ہے اور دونوں میں لوگوں کی تعداد چھ سو اور
ایک روایت میں پندرہ سو ہے اور حضرت عمر فاروق رضے اللہ عنہ کو آپنے ارشاد فرمایا کہ تھوڑے
سے خرمے جو ملکر شتر کے گھٹنے کی برابر تھے چارسو سواروں کو زاد حوالہ کرو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
نے سب کو زاد بھی دیا اور اسی قدر بچ بھی رہے (احمد بروایت نعمان بن مقرن) اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی لشکر کفار کی طرف پھینکی سب کی آنکھوں میں پڑی اور بیکار
کردیا۔ ومارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی یعنی تو نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی جس وقت پھینکی تھی
لیکن اللہ نے پھینکی (مسلم بروایت سلمۃ بن الاکوع) اور اللہ تعالے نے کہانت کو آپکے
مبعوث ہونے سے باطل کردیا بالکل نیست و نابود ہو گئے حالانکہ پیشتر علانیہ طور پر موجود تھے

Marfat.com

(بخاری بروایت مرداس بن قیس) اور آپ کے لئے جب ممبر تیار ہوا تو جس ستون کے سہارے آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے اُس نے نالہ کیا یہاں تک کہ اُس کی آواز شتر جیسی سب اصحاب رضی اللہ عنہ نے سُنی آپ نے اُسکو اپنے سینے سے لگایا وہ خاموش ہوگیا (بخاری بروایت جابر وسہل بن سعد اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود اکو ارشاد فرمایا کہ موت کی تمنا کرو پھر اُن کو آگاہ کردیا کہ موت کی تمنا نہ کرسکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بول بھی نہ سکے اور اظہار تمنا سے عاجز ہو گئے۔ اِس کا قصہ سورہ جمعہ میں مذکور ہے جو مشرق سے لیکر مغرب تک کی جامع مسجدوں میں جمعہ کے روز پکار کر اُسی آیت کی عظمت کے لئے پڑھی جاتی ہے (متفق علیہ بروایت ابی موسے رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمار کو فرمایا کہ اُسکو باغی گروہ قتل کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنے حضرت رضی اللہ عنہ کی یہ پیشین گوئی جنگ صفین میں صادق ہوئی (مسلم بروایت ابی قتادہ وام سلمہ وبخاری بروایت ابی سعید) کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوکے جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ باغی لوگ وہ تھے جو بسرا سے نام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھے اُنھوں نے شہید کیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ کہ اے عثمان تم کو بلوہ پہنچے گا۔ یعنے ایک بڑی مصیبت پہونچیگی اور ظالم بے رحموں کے ہاتھ سے شہید ہو گے جسکے بعد جنت ہے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا (بخاری) اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے باب میں ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ اُن کے سبب سے مسلمانوں کی دو بھاری جماعتوں میں صلح کرائیگا (بخاری بروایت ابی بکرہ) اور ایک شخص یعنے قزمان کو جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دوزخی ہوگا۔ تو ایسا ہی ہوا یعنے اُس نے خود اپنے آپ کو ہلاک کیا اور یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ جن وجہوں سے معرفت پیشتر کی ہوجاتی ہے اوروں سے کسیطرح نہیں معلوم ہوسکتیں نہ نجوم سے کہانت سے نہ رمل سے نہ فال سے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے آگاہ کرنے اور وحی سے آپ کو معلوم ہوتا تھا۔ اور ہجرت کے سفر میں سراقہ بن جعشم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا تو آپ کی دعا سے اُس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اور ایک دھواں اُس کے پیچھے آیا یہاں تک کہ اُس نے آپ سے فریاد کی آپ نے اُسکے لئے دعا فرمائی تو گھوڑے

کے پاؤں زمین سے نکل آئے آپ نے اُسکو خبر دی کہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ بادشاہ کے کنگن پہنائے جائینگے ایسا ہی ہوا (بخاری و مسلم بروایت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) آپ نے اسود یمنی کے قتل کی خبر دی تھی جس نے نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کیا تھا اُسی شب میں بیان فرمایا حالانکہ وہ صنعا میں مارا گیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف رکھتے تھے یہ قصہ سیر میں مذکور ہے اور قاتل کا نام فیروز دیلمی ہے صحیحین میں بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ یوں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے خواب میں دو کنگن سونے کے اپنے ہاتھ میں دیکھے مجھکو اُسکی تعبیر سے رنج ہوا اور خدا کیطرف سے حکم ہوا کہ اُن کو پھونک ماریں میں نے پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے پھر میں نے اُن کو دو جھوٹے آدمیوں سے جو میرے بعد ہونگے تعبیر دیا تو ایک ان میں کا عنسی صاحب صنعا ہے ایک اُونٹ نے اپنی بے بسی کی شکایت صحابہ کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں کی تھی اور آپ کا منقاد ہوگیا تھا۔ (ابوداؤد بروایت عبداللہ بن مسعود اور چند صحابہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں مجتمع تھے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص دوزخ میں جائیگا۔ اس کی ڈاڑھ کوہ احد جیسی ہوگی تو ایسا ہی ہوا۔ سب لوگ اسلام پر مرے اور ایک مرتد ہوگیا۔ اور اُسی بے دینی کی حالت میں مارا گیا۔ اور نام اُسکا دجال عتیق تھا۔ (دارقطنی بروایت ابی ہریرہؓ) اور آپ نے واسطے قضاء حاجت کے دو درختوں کو بلایا وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور ملگئے پھر آپ نے حکم فرمایا تو وہ جدے ہوکر جہاں سے آئے تھے وہیں چلے گئے (احمد بروایت ابی ہریرہؓ) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ ابی بن خلف کو میں قتل کروں گا۔ پس جنگ احد میں اُسکے ایک عضو کو ایسا چبا دیا کہ اُسمیں اُسکی موت ہوئی (بیہقی بروایت سعید بن مسیب مرسلاً) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بے پہلا بکری کے تھن کو ہاتھ لگا دیا جس نے کبھی دودھ نہ دیا تھا۔ پس وہ دودھ دینے لگی چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اسلام کا یہی معجزہ سبب واقع ہوا (احمد بروایت ابن مسعودؓ) اور ایک بار ام سعید خزاعیہ کے خیمہ میں آپ نے ایسا ہی کیا تھا اسکی سند تخریجات عراقی میں نہیں ملے اور کسی صحابی کی آنکھ نکلکر گر پڑی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اُسی جگہ رکھدیا تو وہ آنکھ دوسری سے صحیح اور خوبصورت زیادہ ہوگئی (ابونعیم و بیہقی بروایۃ...)

Marfat.com

قتادہ بن نعمان) اور یہی صحابی ہیں جنکی آنکھ گر گئی تھی - اور خیبر میں حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں آپ نے اپنا لب مبارک لگادیا اسیوقت اچھی ہوگئیں اور آپ نے انکو جھنڈا دیکر روانہ فرمایا (بخاری و مسلم بروایت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے (بخاری بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) ایک صحابہ کی ٹانگ میں ضرب آئی تھی - آپ نے اپنا مبارک ہاتھ اسپر پھیر دیا وہ فوراً اچھے ہوگئے (بخاری در قصہ قتل ابی رافع) اور ایک بار جو لشکر ہمراہ رکاب تھا اسکے زاد کی کمی ہوئی آپنے فرمایا کہ جسقدر لوگوں کے پاس بچا ہوا توشہ رہ گیا ہے وہ سب کا سب میکر پاس لاؤ چنانچہ لوگوں نے اپنا اپنا بچا ہوا کھانا جمع کیا تو وہ بہت ہی تھوڑا تھا آپ نے اُس میں برکت کی دعا مانگی پھر اہل لشکر کو اجازت فرمائی کہ لیجاؤ اُنہوں نے اٹھالیا لوگوں کے پاس جو کچھ برتن تھے - سب پُر ہوگئے - (متفق علیہ بروایت سلمہ بن الاکوع) اسکے علاوہ اور بہت سے آپ کے وہ معجزات و دلائل مطولات میں موجود ہیں جو صدق نبوت پر صراحۃً دلالت کررہے ہیں جسکو مزید توضیح منظور ہو وہ مطولات ملاحظہ فرماوے اور بڑا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن مجید ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہان کے بلیغوں سے عموماً اور عرب کے فصیحوں سے خصوصاً علانیہ طور پر فرمایا کہ اگر تم کو قرآن مجید میں شک ہے تو اس کا مثل لے آؤ اور اپنے مددگاروں سے معاونت بھی طلب کرلیو اجتمعت الانس والجن على ان يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا یعنے اگر جمع ہوں آدمی اور جن اسپر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاوینگے ایسا اور پڑے مدد کریں ایک کی ایک اور یہ عاجز کرنے کو فرمایا تھا - چنانچہ اس سے عاجز ہوئے اور اپنی جانوں کو قتل کرایا مگر قرآن مجید کا معارضہ نہ کرسکے آجتک کہ تیرہ سو برس گذرے ہزاروں فصیح بلیغ دنیا میں پیدا ہوئے مگر قرآن حمید کی چھوٹی سے چھوٹی سورۃ کی برابر بھی نہ بناسکے یہ معجزہ تا قیامت قائم و دائم چلا جائیگا وہ شخص بڑا بدبخت و غبی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال و افعال و اقوال و اخلاق و معجزات کو دیکھے اور سُنے پھر آنجناب سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوے اور بڑا توفیق یافتہ وہ شخص ہے

کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے اللھم ارزقنا اتباع نبیك وحبیبك ورسولك
محمد صلے اللہ علیہ وسلم امین ثم امین یا رب العلمین قال موسے علیہ السلام رب
اشرح لی صدری وقال لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم الم نشرح لك صدرك بعونہ تعالی مما
ترکہ علے ھذہ الحالۃ بل قال وسراجا منیرا فانظر الی التفاوت فان شرح الصدر ھو
ان یصیر الصدر قابل النور والسراج المنیر ھو ان یعطی النور فالتفاوت بین موسے علیہ
السلام ومحمد صلے اللہ علیہ وسلم کالتفاوت بین الاخذ والمعطی (کبیر) وایضا کلمۃ
لا الہ الا اللہ نور ہے اور وضو نور ہے اور نماز نور ہے اور قبر نور ہے اور جنت نور ہے۔ پس بحق
انوار جو عطا کیا ہم کو دنیا میں محروم نکر ہمکو انوار فضل واحسان اپنے سے قیامت کو اور پوچھے گئے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شرح صدر سے فرمایا نور یقذف فی القلب فقیل وما امارتہ
قال التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل النزول
یعنے فرمایا دور اور الگ ہونا دنیا سے اور رجوع ہونا آخرت کی طرف اور طیار رہنا پہلے آنے موت
کے اور ذکر کیا اللہ تعالے نے دس چیزوں کو بالنور پہلے ذات اپنی کو اللہ نور السموت دوسرے
رسول کو قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین تیسرے قرآن حمید واتبعوا النور الذی
انزل معہ چوتھے ایمان یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم پانچویں عدل اللہ واشرقت
الارض بنور ربھا چھٹے ضیاء القمر وجعل القمر فیھن نورا ساتویں نہار وجعل الظلمت والنور
آٹھویں بینات انا انزلنا التورٰىۃ فیھا ھدی ونور نویں انبیاء علیہم السلام کو نور
علے نور دسویں معرفت کو مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح کانہ قال رب اشرح لی
صدری حتی یصیر القلب کالسراج واللص اذا رای السراج یوقد فی البیت
لا یقرب منہ واللہ قد اوقد سراج المعرفۃ فی قلبك فکیف یقرب الشیطان منہ
واعلم انہ تعالی اعطے قلب المؤمن تسع کرامات احدھا الحیاۃ اومن کان میتا فاحیینٰہ
وقال علیہ السلام من احیا ارضا میتۃ فھی لہ فالعبد لما احیا ارضا فھی لہ والکتشران
الرسول یھدی نفسك والقرآن یھدی روحك والمولی یھدی قلبك فلما کانت الھدایۃ من
الکفر من محمد صلے اللہ علیہ وسلم لاجرم تارۃ تحصل واخری لا تحصل الك لا تھدی من احببت

الله يهدي من يشاء وهداية الروح لما كانت من القرآن فتارة تحصل واخرى لا تحصل يضل به كثيرا ويهدي به كثيرا اما هداية القلب فلما كانت من الله فانها لا تزول لان الهادي لا يزول ويهدي من يشاء الى صراط مستقيم اعلم ان البدن بالكلية كالمملكة والصدر كالقلعة والفؤاد كالقصر والقلب كالتخت والروح كالملك والعقل كالوزير والشهوة كالعامل الكبير الذي يجلب النعم الى البلدة والغضب كالاسفهسالار الذي يشتغل بالضرب والتاديب ابدا والحواس كالجواسيس وسائر القوى كالخدم والعملة والصناع ثم ان الشيطان خصيم لهذه البلدة ولهذه القلعة ولهذه الملك فالشيطان هو الملك والهوى والحرص وسائر الاخلاق الذميمة جنوده فاول ما اخرج الروح وزيره وهو العقل فكذا الشيطان اخرج في مقابلة الهوى فجعل العقل يدعو الى الله تعالى والهوى يدعو الى الشيطان ثم ان الروح اخرج الفطنة المالعة للعقل فاخرج الشيطان في مقابلة الفطنة الشهوة فالفطنة توقفك على معائب الدنيا والشهوة تحركك الى لذات الدنيا ثم ان الروح امد الفطنة بالفكرة لتقوى الفطنة بالفكرة فتقف على الحاضر والغائب من المعائب على حال قال عليه السلام تفكر ساعة خير من عبادة سنة فاخرج الشيطان في مقابلة الفكرة الغفلة ثم اخرج الروح الحلم والثبات فان العجلة ترى الحسن قبيحا والقبيح حسنا والحلم يوقف العقل على قبح الدنيا فاخرج الشيطان في مقابلة العجلة والسرعة فلهذا قال عليه السلام ما دخل الرفق في شيء الا زانه ولا الخرق في شيء الا شانه وقال بعضهم المواد الاربعة الصدر والقلب والفؤاد واللب فالصدر مقر الاسلام افمن شرح الله صدره للاسلام والقلب مقر الايمان ولكن الله حبب اليكم الايمان وزينه في قلوبكم والفؤاد مقر المعرفة ما كذب الفؤاد ما رأى ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسؤلا واللب مقر التوحيد انما يتذكر اولوا الالباب

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین قوتیں عنایت کی ہیں ایک قوت عقلی ہے جسکے سبب سے نیک و بد کو دریافت کرتا ہے دوسری قوت شہوی جسکے سبب سے چیزوں کی طرف خواہش کرتا ہے تیسری قوت غضبی ہے کہ اُس کے سبب سے اپنے مخالف و مزاحم کو دفع اور دور کرے پس جب یہ قوتیں آدمی کی تابعدار ہو جائیں اور وہ شخص اپنی قوت عقلیہ کو شریعت کے

Marfat.com

نور سے روشن کرے اور انبیاء کے طریقے پر چلاوے اور نیک کو نیک اور بد کو بد پہچان کے ان دونوں قوتوں کو کام میں لگاوے تب مرتبہ تقویٰ کا حاصل ہووے اور اگر خدا نخواستہ قوت عقلیہ اُس کے نور شرع سے منور نہووے اور نیک کو بد اور بد کو نیک جانتا باوجود منور ہونے کے شریعت کے نور سے حکم قوت عقلیہ کا ان دونوں پر جاری نہوا بلکہ قوت غضبیہ وشہویہ نے قوت عقلیہ کو اپنا تابعدار کر لیا اُس وقت مرتبہ فجور کا حاصل ہوگا۔ آمدیم بر فضائل سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے ارقام فرمائے ہیں۔ مختصراً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خصوصیتیں جناب اقدس الٰہی سے حاصل ہوئی ہیں سو دو قسم ہیں پہلی قسم وہ ہے جسمیں اور پیغمبر بھی شریک ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نعمتیں سب سے آگے اور ان سب سے زیادہ دی ہیں اور اسی سبب سے آپکو اُن سب سے ممتاز فرمایا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو اُنہیں کو مخصوص ہے اور کسی کو اُن میں شرکت نہیں یہاں مختصر کر کے بیان کرتا ہوں ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیٹھ کے پیچھے سے ایسا دیکھتے تھے جیسے روبرو اور رات کے وقت اور اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے جیسا دن کو روز روشن میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک کا لعاب کھاری پانی کو میٹھا کرتا تھا اور شیر خورے بچوں کو اپنے منہ مبارک کے لعاب سے ایک قطرہ چکھاتے تھے تو وہ بچے سارا دن پیٹ بھرے رہتے تھے دن بہر دودھ طلب نہ کرتے تھے چنانچہ عاشورے کے دن اہلبیت کے بچوں سے تجربہ ہوا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بغلیں سفید رنگ اُجلی شفاف تھیں اُن میں اصلاً بال کا نام نہ تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سو جاتی تھیں اور دل جاگتا رہتا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز اتنی دور جاتی تھی جو اور کی آواز اُسکے دسویں حصہ تک بھی نہ جاتی تھی اور آپ کی آواز اتنی دور سے سنتے تھے جو اوروں کی آواز اُس پلے سے سُن نہ سکتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری عمر میں جمائی نہ آئی اور کبھی احتلام نہ ہوا اور اُن کے بدن مبارک کا پسینہ مشک سے بہت خوشبودار تھا یہاں تک کہ اگر کسی رستے سے تشریف لیجاتے تو لوگ آپکے پسینے کی خوشبو کے سبب سے جو اُس ہوا میں پھیلی رہتی تھی معلوم کر لیتے تھے اور کسی آدمی

Marfat.com

سے آپ کے بول و براز کو نہ دیکھا زمین پھٹکر نگل لیتی تھی اور اُس جگہ سے مشک کی خوشبو
نکلتی تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تولد کے وقت ختنہ کئے ہوئے ناف کٹے ہوئے
اور پاک صاف کہ اصلاً اُن کے بدنِ مبارک پر پلیدی کا اثر نہ تھا پیدا ہوئے اور زمین پر سجدہ
کرتے ہوئے اور اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے تشریف لائے
اور اُن کے تولد کے وقت ایک نور چمکا اور ایسی روشنی ہوئی جو اُنکی ماں کو اُس روشنی کے
سبب سے شام کے شہر نظر آئے اور فرشتے اُنکو جھولا جھلاتے تھے اور چاند اُن کے
ساتھ بچپن کے وقت جھولے میں باتیں کرتا تھا اور جب اُس کو اشارہ فرماتے تو آپکی طرف
جھکتا تھا اور بارہا جھولے میں جھولتے کلام کیا ہے اور بادل آپ پر ہمیشہ دھوپ کیوقت
سایہ کرتا تھا۔ اور اگر درخت کے تلے تشریف لاتے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف متوجہ ہوتا تھا
اور آپ کا سایہ زمین پر نہ گرتا تھا۔ اور آپ کی پوشاک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور اگر آپ کسی جانور پر سوار
ہوتے تو وہ جانور آپ کی سواری کی مدت تک لید اور پیشاب نہ کرتا تھا اور عالم ارواح میں
جو اول پیدا ہوئے وہ آپ تھے اول ما خلق اللہ نوری اس کا مصداق ہے اور جس نے
پہلے الست بربکم کے جواب میں بلے کہا وہ آپ ہی تھے اور معراج اور براق کی سواری بھی
مخصوص آپکو تھی اور آسمان پر جانا اور قاب قوسین تک پہنچنا اور دیدار الٰہی مشرف ہونا اور فرشتوں
کو اُن کی فوج و سپاہ بنانا کہ لشکر کی طرح آپ کے ہمراہ ہو کر لڑیں یہ بھی خاصہ آپ کا ہے
اور چاند کا دو ٹکڑے کرنا اور دوسرے عجائب معجزے بھی آپ کے ہی ساتھ مخصوص ہیں اور
قیامت کے دن جتنا کچھ آپ کو ملیگا اتنا کسی اور کو نہ ملیگا ولسوف یعطیک ربک فترضٰی اُسپر
دال ہے اور جو پہلے قبر سے اُٹھیگا سو آپ ہی ہوں گے اور جو پہلے ہوش سے ہوشیار ہوگا وہ
بھی آپ ہی ہونگے اور آپ ہی کو حشر میں براق پر لاوینگے اور ستر ہزار فرشتے آپکے چوگرد
ہونگے اور آپ کو عرش عظیم کے داہنی طرف کرسی پر بٹھا دینگے اور مقام محمود سے مشرف
کرینگے اور لواء الحمد کا آپ کے ہاتھ میں دینگے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اُنکی اولاد اُسی
جھنڈے نیچے ہونگے اور تمام انبیاء اپنی اُمتوں سمیت آپکے پیچھے چلیں گے اور پروردگار
کا دیدار دیکھنا پہلے انہیں سے شروع ہوگا اور انہیں کو شفاعت عظمیٰ سے مخصوص کرینگے

Marfat.com

اور پلصراط پر پہلے گذر کریگا سو آپ ہی ہونگے اور محشر کی ساری خلائق کو حکم ہوگا کہ اپنی آنکھوں کو بند کرو تاکہ اُن کی بیٹی حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پلصراط پر تشریف لیجاویں اور پہلے جو بہشت کا دروازہ کھولیگا وہ آپ ہی ہونگے اور آپ ہی کو قیامت کے وسیلے کے مرتبے سے مشرف کرینگے عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا اُس کا شاہد ہے اور وہ وسیلہ ایک ایسا بلند مرتبہ ہے جو مخلوقات میں سے کسی کو میسر نہ ہوگا اور اُسکی حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم قیامت کے دن جناب بلوی سے قرب منزلت میں ایسے ہونگے جیسا وزیر شاہ سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام شریعتوں میں جن چیزوں کے ساتھہ مخصوص ہیں سو بہت ہیں مختصراً قدرے قلیل بیان کرتا ہوں ایک یہ کہ مال غنیمت آپ کو حلال ہوا اور ساری زمین آپکے واسطے حکم مسجد کا رکھتی ہے جسجگہ چاہیں نماز پڑہیں سوائے مقبرہ ومزبلہ وغیرہ نجس جگہ کے اور زمین کی مٹی کو پاک اور پاک کنندہ کہا اور نماز پنجگانہ اور وضو اس طریق سے اور اذان واقامت اور سورۂ الحمد اور آمین اور جمعہ کا روز اور قبولیت کی ساعت جو جمعہ کے دن میں ہے اور رمضان شریف اور شب قدر کی برکتیں وغیرہ کہ یہ سب آپ ہی کے واسطے مخصوص ہیں اور آپ کی وہ خصوصیتیں جو باطنی کے مراتب کے ساتھہ متعلق ہیں اور وہ تعلقات جو روز بروز بڑہتے اور زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ حالات اور مقامات جو آپ کے اُمتیوں کو آپکی تابعداری کرنے کے طفیل سے حاصل ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں اور قیامت تک حاصل ہونگے اور وہ علوم اور عرفان جو آپ کو عطا ہوئے ہیں سو بے انتہا ہیں وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی میں ان سب چیزوں کا اشارہ ہے ولہذا عطا کو خاص نہ کیا یعنے یہ کچھہ اور اتنا نہ فرمایا اور حقیقت شرح صدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بغیر بیان کرنے ایک مقدمہ کے سمجھنا مشکل ہے سو وہ مقدمہ یہ ہے کہ غیب کے عالم کی نسبت ظاہر کا عالم ایسا ہے جیسے اصل کی نسبت فرع سے ہوتی ہے اور جیسے آدمی کی نسبت اُس کے سایہ سے سو جو چیز کہ عالم ظاہری میں پائی جاتی ہے اگر عالم غیب میں اُس کی کچھہ اصل ہے تو بہتر ہے اور جو نہیں ہے تو جلدی دہو کا کہ ایک وہم میں بسٹ جاتا ہے اور بہ جیسے جھوٹا خیال کہ کچھہ اصل نہیں رکھتا اسیطرح سے

جو چیز کہ عالم غیب میں پائی جاتی ہے اگر اس کی کوئی مثال یا کوئی صورت ظاہر کے عالم میں نہیں
ہے تو اُس کی مثال ایسی ہے جیسے بے پھل کا درخت اور بد بو بے دلیل اور بے نشان
اِسی واسطے کہا ہے کہ جو کچھ عالم ارواح اور عالم غیب میں ہے وہ مصدر اور جڑ ہے اور
جو کچھ عالم اجسام اور عالم ظاہری میں ہے وہ منظہر اور شاخ اُسکی ہے پھر جب یہ مقدمہ جانا گیا
تو اب واضح ہو کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معنوی شرح صدر عالم غیب میں ثابت
ہوا تو عالم ظاہری میں یہ معاملہ چار مرتبہ بظہور پایا پہلی مرتبہ میں اُس وقت ہوا تھا۔ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں تھے کہ آپ کے والد نے وفات پائی
پھر جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے چاہا کہ پرورش کے لئے کسی دائی کی سپرد
کریں کیونکہ عادت عرب کی یوں تھی کہ اپنی اولاد کو پرورش کیواسطے باہر کی دائیوں کو دیدیتے
تھے اور وہ دائیاں اپنے اپنے گھروں میں لیجا کر پرورش کرکے دو چار برس کے بعد پہنچا
دیتی تھیں اتفاقاً اُن دنوں میں بھی کتنی عورتیں دودھ والیاں بنی سعد کے قبیلے سے جو طائف
کے گرد و نواح میں رہتی تھیں بچوں کے لینے کے واسطے مکہ معظمہ میں آئی تھیں اور مالداروں
کے بچوں کو لے کر اپنے گھروں میں روانہ ہوئیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یتیمی
کے سبب سے کسی نے قبول نہ کیا ایک عورت جسکا نام بی بی حلیمہ تھا یہ بھی اُن عورتوں کے
ساتھ آئی تھیں اور بہت مفلس تھیں اس سبب سے کسی نے اپنا بچہ پرورش کرنے کو
اُن کو نہ دیا تھا حیران و پریشان تھیں بغیر کوئی بچہ لئے خالی ہاتھ لوٹ جانا بڑی خجت و شرمندگی
کی بات تھی۔ لاچار ہو کر یہی دل میں ٹھیرایا کہ اِس لڑکے یتیم کی اگرچہ پرورش کرنے میں بظاہر
کوئی منفعت کی صورت نظر نہیں آتی لیکر چلیے یہ سوچکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لیکر روانہ
ہوئیں اور اُن کی سواری کا گدھا نہایت ہی دُبلا تھا کہ چل نہیں سکتا تھا جونہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو گود میں لیکر اُس پر سوار ہوئیں وہ گدھا اس قدر قوی اور تیز رو ہو گیا کہ سب گدھوں
سے آگے نکلگیا باوجودیکہ وہ سب آگے چلی تھیں تمام قافلہ والوں کو اسبات کے دیکھنے
سے نہایت تعجب ہوا۔ جب بی بی حلیمہ اپنے گھر میں پہنچیں اور اپنی بکریوں کو جنھیں دُبلی
اور بے دودھ چھوڑ آئی تھیں سب کو موٹا تازہ اور دودھار پایا اُن سب باتوں کے

دیکھنے سے اُن کو یقین ہوا کہ یہ سب اِس بچے کے قدموں کی برکت سے ہے سو نہایت شفقت
و پیار سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے لگیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اُن کے گھر میں چار سال کے ہوئے ایک دن بی بی حلیمہ کے بیٹوں کے ساتھ بکریاں
چرانے کو تشریف لے گئے تھے اور وہ لڑکے آپ کو جنگل میں بکریوں کے پاس چھوڑ کر
اپنی ماں کے پاس کہانا لینے کو گئے تھے اور آپ اکیلے بکریوں کے پاس کھڑے تھے
کہ یکایک دو گدھ کی شکل جانور نمودار ہوئے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا یہ وہی
شخص ہے دوسرے نے کہا ہاں یہ وہی شخص ہے پھر دونوں آپکی طرف متوجہ ہوئے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو اُنسے خوف معلوم ہوا تو وہاں سے آپ بھاگے آخر اُن جانوروں نے
آپ کو آ کے لیا اور دونوں بازو آپکے پکڑ کر زمین پر چت لٹا دیا اور اپنی چونچ سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کو چاک کیا اور سینے کے اندر سے دل کو بھی نکال کر
چاک کیا اور اُس دل کے اندر سے ایک پھٹکی جمی ہوئی سیاہ خون کی نکال کر پھینک دی اور
کہا یہ خون جما ہوا مردار شیطان کا حصہ ہوتا ہے ہر آدمی میں اسی واسطے اُن کے دل سے
نکال ڈالا تا کہ کبھی شیطان کے وسوسے کو اُن کا دل قبول نہ کرے اُس کے بعد ایک
نے دوسرے سے کہا وہ برف کا پانی لایا پھر اُس نے آپ کے سینۂ مبارک کو دھویا پھر اُولے
کا پانی منگوا کر اُس سے آپکے دل کو دھویا اُس کے بعد سکینہ منگوایا اور سکینہ ایک چیز تھی وزور
کی طرح اور وزور کہتے ہیں چھڑکنے والی چیز کو اُس کو آپکے قلب مبارک پر چھڑکا پھر ایک نے دوسرے
سے کہا کہ اب اسکو سی دے پھر اُسکو سی دیا اور نبوت کی مہر کر دی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے سینۂ مبارک بھی سی کر برابر کر دیا چنانچہ اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے خاص خادم تھے کہتے ہیں کہ میں نے اِس سینے کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سینے مبارک پر دیکھا تھا القصہ بی بی حلیمہ کے لڑکے جو کہانا لینے گئے تھے آ پہنچے اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے اور اُسی وقت اپنی والدہ سے جا کر کہا
وہ یہ حال سُنکر نہایت گھبرائیں اور اپنے خاوند کو لیکر اُسیوقت آپ کے پاس اُس جنگل
میں جا پہنچیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بھونچک سے کھڑے ہیں اور رنگ مبارک

آپ کا زرد ہو رہا ہے بی بی حلیمہ نے آپ کو نہایت شفقت سے اپنی گود میں لیکر تسلی و دلاسا دیا اور احوال پوچھا کہ کیا ماجرا گذرا آپ نے زبان مبارک سے جو کچھہ کہ گذرا تھا سب بیان فرمایا بی بی حلیمہ نے اُس روز سے آپ کی نگہبانی بہت کرنا اختیار کیا اور اکیلا گھر سے باہر نجانے نہ دیتی تھیں یہاں تک کہ اُن کے خاوند نے اُنسے کہا کہ یہ لڑکا کچھہ عجیب و غریب ہے ایسے ایسے معاملہ اِس کے ساتھہ ہوتے ہیں کہ ہماری عقل میں نہیں آتے ایسا نہ ہو کہ اِسکو کسی طرح کی اذیت یہاں پہونچے بہتر یہ ہے کہ انکو اِن کے دادا عبد المطلب کے پاس پہنچادیں چنانچہ آپ کو اسی عمر میں آپ کے دادا پاس پہنچادیا **واضح ہو** کہ اُسوقت کی شرح صدر سے اللہ تعالی کو منظور یہ تھا کہ لڑکوں کے دلوں میں جو رغبت کھیل کود کی و دیگر نامناسب کاموں کی ہوتی ہے وہ آپ کے دل سے نکلجاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو طفولیت کی حالت میں بھی کھیل کود کی طرف رغبت و خواہش نہ تھی جس طرح اِس عمر میں دوسرے لڑکوں کو ہوتی ہے اور آپ کا اُٹھنا بیٹھنا ایک انداز با تمکین سے تھا۔ اللّٰھم صل وسلم علے سیدنا و مولٰنا و شفیعنا محمّد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ اٰمین یا رب العلمین۔ اور دوسری بار شرح صدر کا بیان یہ ہے کہ ابن حبان اور حاکم اور ابو نعیم اور ابن عباس اور ضیاے مقدسی اور عبد اللہ بن احمدؒ نے مسند کے زوائد میں صحیح سند سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب دس برس کے ہوئے تو ایک جنگل میں تھے وہاں دو آدمیوں کو دیکھا اور فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے تمام عمر ایسے نفیس نورانی چہرے کے آدمی نہیں دیکھے اور ایسی خوشبو اُن میں آتی تھی کہ میں نے کسی عطر میں نہیں سونگھی اور اُن کے کپڑے ایسے نفیس اور شفاف اور براق تھے کہ پھر ایسا کپڑا اور وہ آجتک میری نظر سے نہیں گذرا اور وہ دونوں شخص جبرائیل اور میکائیل تھے اور اُن دونوں نے میرے دونوں بازو ایسے آہستگی سے پکڑے کہ مجھکو کچھہ بھی معلوم نہوا اور مجھکو پیٹھہ کی ہڈی پر چت لٹایا کہ کوئی جوڑ میرا بیکل نہ ہوا اور دکھہ نہ پایا پھر اُنہوں نے میرا پیٹ چاک کیا اِس طرح سے کہ کچھہ دکھہ درد نہوا اور خون بھی نہ نکلا اور ایک اُن میں سے سونے کے طشت میں پانی لاتا

تھا اور دوسرا اندر سے میرا پیٹ دھوتا تھا پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اُن کے دلکو
چاک کر کے کینہ اور بدخواہی کو اس سے دور کر دو اُس نے دلکو چیر کے ایک خون کی منڈھی
پھٹکی نکال کے پھینک دی پھر کہا شفقت اور مہربانی اُن کے دلمیں ڈالدو سو ایک چیز چاندی
کی تل جیسی لا کر میرے دل میں ڈالدی اور ایک سوکھی دوا مانند زور یعنی چھڑکنے کی چیز کی مانند
لاکر اُس پر چھڑکی پھر میرا انگوٹھا پکڑ کر کہا جاؤ ہمیشہ خوش رہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میں اُس وقت سے اپنے دل میں ہر چھوٹے بڑے پر شفقت و مہربانی پاتا ہوں اور اُس وقت
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سن بلوغ کے قریب پہونچے تھے اور جوانی کے لوازمات میں سے
شہوت یعنے نفس کی خواہشوں کی جانب جھکنا اور غصیکا جوش مارنا ہے لہذا اُن گناہوں کے بچانے
کیواسطے جو شہوت و غضب سے تعلق رکھتے ہیں اور اکثر اُنکا غلبہ اور جوش و خروش عین جوانی یا
بعد جوانی کے ہوا کرتا ہے آپکے سینۂ مبارک کا چاک کرنا دوسری مرتبہ ہوا تیسری مرتبہ کا بیان یہ ہے
کہ جب بعثت کا زمانہ قریب پہونچا اور وحی کے نازل ہونیکا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
مبارک دل پر نزدیک آیا تو پھر تیسرے مرتبے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کو صاف کرنے
اور قوت دینے کے واسطے چاک کر ڈالا چنانچہ اس قصہ کو بیہقی اور ابونعیم نے دلائل میں اور ابوداؤد
طیالسی اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنے اپنے مسندوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
یوں روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے کے اعتکاف کی نذر مانی تھی
اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپکے ساتھ اس اعتکاف میں شریک ہوئی تھیں اور اتفاق سے وہ
مہینہ رمضان کا تھا یہ دونوں ایک غار میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک رات وقت کو دیکھنے اور تاروں کی طرف نظر کرنے کیلئے باہر نکلے کہ یکایک ایک آواز السلام علیک کی آئی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے یہ جانا کہ یہ آواز جنون کی جھپٹ جیسی ہے یعنے کسی جن
کا اس مکان میں گذر ہوا میں سوچکر دوڑا اور غار میں پہونچا اور حضرت خدیجہ کو اس حال سے خبردار کیا حضرت
خدیجہ نے کہا کہ یہ خوشخبری کی آواز ہے کیونکہ السلام علیک کا لفظ امن اور اُنسیت کا نشان ہے
اس آواز سے مت ڈرئیے آنحضرت فرماتے ہیں پھر جب دوسرے مرتبے میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں
کہ جبرائیل علیہ السلام ایک تخت پر جسکی چمک آفتاب کی سی ہے بیٹھے ہیں اور اپنا ایک پر مشرق میں ایک

Marfat.com

مغرب میں پہونچا یا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اِس حالت کے دیکھنے سے مجھکو پھر ڈر معلوم ہوا اور چاہا کہ پھر غار میں گھس جاؤں لیکن جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اتنی فرصت ندی اور جھٹ غار کے دروازے پر آدھمکے اور مجھمیں اور غار کے دروازہ میں حائل ہو گئے یہان تک کہ اُنکے دیکھنے اور اُنکے کلام کے سننے سے میری دہشت جاتی رہی بلکہ اُنسیت حاصل ہوئی پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجھسے وعدہ لیا کہ فلانے وقت اکیلے آنا آپ فرماتے ہیں میں اِس وعدے کیوقت اکیلا آکر دیر تک انتظار میں کھڑا رہا جب بہت دیر ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ اب گھر کو جاؤں یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام دونوں کے دونوں آسمان اور زمین کے درمیان بڑی عظمت اور شان و شوکت سے آتے ہیں انہوں نے آتے ہی مجکو زمین پر لٹاکر میرے سینہ کو چاک کر ڈالا اور میرے دلکو نکالکر سونیکے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا اور ایک چیز اُسمیں سے نکال ڈالی مگر میں معلوم نہ کر سکا کہ وہ کیا چیز تھی پھر دلکو اپنے مکان پر رکھکر سینے کو درست کر دیا پھر دونوں فرشتوں نے میرے ہاتھ پاؤں پکڑکے اُلٹا کیا جسطرح لوگ برتن کو اندر کی چیز گرانے کیلئے اوندھا کرتے ہیں پھر ایک مہر میری پیٹھ پر کردی یہاں تک کہ اس مہر کرنیکا صدمہ میں نے اپنے دلمیں پایا چوتھے مرتبہ معراج کی رات میں آنحضرت کا سینہ چاک ہوا اور اس مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینہ کے چاک ہونیکا سبب یہ تھا کہ آپکا مبارک دل عالم ملکوت یعنے عالم ارواح کی سیر کی قوت حاصل کرے اُور اُن تجلیات کی روشنی دیکھنے کی طاقت پیدا کرے جنکے دیکھنے سے دلمیں وحشت آجاتی ہے معراج چڑھنے کے آلہ یعنے سیڑھی کو کہتے ہیں گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے ایک سیڑھی رکھی تھی کہ اُسپر سے آسمان پر چڑھے چنانچہ ایک روایت میں یون ہی آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر چڑھے تو ایک سیڑھی اُنکے لئے رکھی جسپر سے اوپر گئے اور وہ ایک سیڑھی ہے کہ ملائکہ اُس پر سے چڑھتے اترتے ہیں اکثر علما اُسپر ہیں کہ معراج ربیع الاول کے مہینے نبوت کے بارہویں سال ہوئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ ستائیسویں رمضان کو ہوئی پر مشہور یہی بات ہے کہ ستائیسویں رجب کو ہوئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ نبوت کے سنہ پانچ یا چھ میں ہوئی تھی اور جاننا چاہیے کہ اس مقام میں دو لفظ آئے ہیں ایک اسرای دوسری معراج اسرای تو مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک ہے اور معراج مسجد اقصےٰ سے آسمان تک اور اسرا کا ثبوت نص قرآن سے ہے جسکا منکر کافر ہے اور معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہی جسکا منکر گمراہ اور بدعتی

Marfat.com

ہے اقوال علماء اِس باب میں مختلف ہیں کہ معراج خواب میں ہوئی یا بیداری میں اور ایک بار ہوئی یا کئی بار یا ایک بار جاگتے میں اور کئی بار سوتے میں اور جو کچھ کہ سوتے میں تھی تو طیبہ اور تمہید اُسکی تھی کہ جاگتے میں ہوئی تاکہ قوت و انسیت اُس عالم کیسنا تھہ حاصل ہوئی یا جاگتے میں تھی بدن کیساتھہ بیت المقدس تک اور روح کیساتھہ آسمان تک اِس باب میں محقق مسئلہ یہ ہے کہ معراج بدن شریف کیساتھہ ایک بار بیداری کی حالت میں ہوئی اسطرح کہ آپ مسجد حرام سے مسجد اقصے تک اور وہاں سے آسمان تک اور آسمان سے وہاں تک کہ خدا نے چاہا پہونچے علماء نے وہ پورا قصہ جو حدیثوں میں مذکور ہے یہاں نقل کیا ہے اور یہی مذہب جمہور فقہا اور متکلمین اور صوفیہ کرام کا ہے اور اِس میں صحابہ سے احادیث صحیحہ اور اخبار ثابتہ بکثرت وارد ہوئی ہیں فی الواقع بات یہی درست اور ٹھیک معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر معراج خواب میں ہوتی تو اِس عام فتنے اور غوغا کا باعث نہوتی اور نہ باعث اختلاف اور ارتداد ہوتے اور معراج جسم کیساتھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے یعنی انبیاء میں سے کسیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ یہ بات میسر نہیں ہوئی یہ تشریف و تکریم کا خلعت خاص حق سبحانہ و تعالی کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قد نازک پر درست اور ٹھیک آیا مگر یہ معنے سمجھے گرفتاران عقل کے حوصلے سے باہر ہیں یہاں تو ایمان لانا چاہیے اور اُسکی کیفیت علم الٰہی کے سپرد کرنی چاہیے در حقیقت اطوار نبوت اور وحی اور معجزے احاطۂ عقل و قیاس سے باہر ہیں جو کوئی اِسکو قیاس کے تابع کرے اور اپنی عقل و فہم پر اُسکو موقوف رکھے اور کہے تاوقتیکہ یہ مسئلہ میری عقل میں نہ آئے اِسکو کبھی نہ مانونگا اور ہرگز اعتقاد نکرونگا وہ شخص اپنے ایمان کے حصہ سے محروم ہو چکا اولیاء اللہ کو گو ایک مقام میں پہنچکر اسکی کچھہ حقیقت روشن اور واضح ہو جاتی ہے مگر پہلے پہنچنے سے اِس مقام کو طور ایمان کا ہے یعنی جو اللہ رسول فرمائیں بلاشک مان لیوے ہرگز چون و چرا نکرے کہ سلامتی اُسمیں ہے نسأل اللہ العافیۃ واللہ اعلم عن مالک بن صعصعۃ ان نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حدثہم عن لیلۃ اسری بہ قال بینما انا فی الحطیم و ربما قال فی الحجر مضطجعا اذ اتانی آت فشق ما بین ہذہ الی ہذہ یعنی من ثغرۃ نحرہ الی شعرتہ فاستخرج قلبی ثم اتیت بطست من ذہب مملو ایمانا فغسل قلبی ثم حشی ثم اعید وفی روایۃ ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملیٔ ایمانا و حکمۃ ثم اتیت بدابۃ دون البغل و فوق الحمار ابیض یقال لہ البراق یضع خطوہ عند اقصی طرفہ فحملت علیہ فانطلق بی جبرئیل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح قیل من ہذا قال جبرئیل قیل و من معک قال

Marfat.com

محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئ جاء ففتح فلما خلصت فاذا فيها آدم فقال هذا ابوك
آدم فسلم فسلمت عليه فرد السلام ثم قال مرحبا بابن الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی
حتی اتی السماء الثانية فاستفتح قيل من هذا قال جبرئيل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل
اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئ جاء ففتح فلما خلصت اذا يحيى وعيسیٰ وهما ابنا خالة قال هذا يحيى وهذا عيسیٰ
فسلم عليهما فسلمت فردا ثم قالا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی الی السماء الثالثة فاستفتح
قيل من هذا قال جبرئيل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا فنعم المجئ جاء ففتح فلما خلصت
اذا يوسف قال هذا يوسف فسلم عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی
حتی اتی السماء الرابعة فاستفتح قيل من هذا قال جبرئيل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال
نعم قيل مرحبا به فنعم المجئ جاء ففتح فلما خلصت فاذا ادريس فقال هذا ادريس فسلم عليه فسلمت
عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی حتی اتی السماء الخامسة فاستفتح
قيل من هذا قال جبرئيل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئ جاء
ففتح فلما خلصت فاذا هارون قال هذا هارون فسلم عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح
والنبی الصالح ثم صعد بی حتی اتی السماء السادسة فاستفتح قيل من هذا قال جبرئيل قيل ومن معك قال محمد
قيل وقد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئ جاء ففتح فلما خلصت فاذا موسیٰ قال هذا موسیٰ فسلم عليه فسلمت
عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح فلما جاوزت بكیٰ قيل ما يبكيك قال ابكی لان غلاما بعث
بعدی يدخل الجنة من امته اكثر ممن يدخلها من امتی ثم صعد بی الی السماء السابعة فاستفتح
قيل من هذا قال جبرئيل قيل ومن معك قال محمد قيل بعث اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئ جاء فلما
خلصت فاذا ابراهيم قال هذا ابوك ابراهيم فسلم عليه فسلمت عليه فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح
والنبی الصالح ثم رفعت الی سدرة المنتهی فاذا نبقها مثل قلال هجر واذا ورقها مثل اذان الفيلة
قال هذه سدرة المنتهی فاذا اربعة انهار نهران باطنان ونهران ظاهران قلت ما هذان
يا جبرئيل قال اما الباطنان فنهران فی الجنة واما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع لی البيت المعمور
ثم اتيت باناء من خمر واناء من لبن واناء من عسل فاخذت اللبن فقال هی الفطرة انت عليها و
امتك ثم فرضت علی الصلوة خمسين صلوة كل يوم فرجعت فمررت علی موسیٰ فقال بما امرت قلت امرت

Marfat.com

بخمسین صلوۃ کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمسین صلوۃ کل یوم وانی واللہ قد جربت الناس قبلک وعالجت بنی اسرائیل اشد المعالجۃ فارجع الی ربک فسلہ التخفیف لامتک فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسی فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسی فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسی فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی عشرا فامرت بعشر صلوات کل یوم فرجعت الی موسی فقال مثلہ فرجعت فامرت بخمس صلوات کل یوم فرجعت الی موسی فقال بما امرت قلت امرت بخمس صلوات کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمس صلوات کل یوم وانی قد جربت الناس قبلک وعالجت بنی اسرائیل اشد المعالجۃ فارجع الی ربک فسلہ التخفیف لامتک قال سالت ربی حتی استحییت ولکن ارضی واسلم قال فلما جاوزت نادی مناد امضیت فریضتی وخففت عن عبادی متفق علیہ

مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے خبر دی صحابہ کو احوال اس رات کے سے جسمیں آنحضرت کو معراج ہوئی اور فرشتے آسمان پر لے چڑھے فرماتے ہیں ایک وقت میں حطیم میں تھا اور بعض وقت فرمایا حجر میں (ف حطیم ح کی زبر سے اور حجر ح کی زیر سے خانہ کعبہ کے صحن میں دو مقاموں کا نام ہے) میں لیٹا ہوا تھا کہ ناگہاں میرے پاس ایک آنیوالا آیا یعنے فرشتہ پس چیرا اُس چیز کو کہ درمیان اُسکے ہے یعنی حلق سے لیکر ناف تک چیر ڈالا پھر میرا دل نکالڈالا ف آنحضرت کے مبارک سینہ کا یہ شق اُس شق کے علاوہ ہے جو صغر سنی میں واقع ہوا۔ اسواسطے کہ وہ شہوت وخواہش کے مادہ کے نکالنے کیلئے تھا حضرت کے دلسے اور یہ شق اسواسطے تھا کہ آپکے قلب شریف میں کمال علم اور معرفت داخل ہو جاوے (انتہی یہ علامت ترجمہ ہے) پھر میرے پاس ایک سونے کا لگن ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا ف یہ کنایہ تمثیل کے قبیل سے ہے یا یہ کہ ایمان ایک صورت بنایا گیا تھا جیسے کہ قیامت کے دن بندوں کے اعمال تولنے اور گواہی دینے کیواسطے صورتونمیں متشکل ہونگے ت پس میرا دل دھویا گیا پھر بھرا گیا یعنے رب کی محبت سے یا علم وایمان سے پھر پھیرا گیا دل یعنے اپنی اصلی جگہ رکہا گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پھر دھویا گیا پیٹ یعنے اندر کی چیزیں عموماً یا صرف دلکی جگہ زمزم کے پانی سے پھر بھرا گیا ایمان وحکمت سے پھر میرے پاس ایک ایسا جانور جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا لایا گیا۔ اور اُسکا رنگ سفید تھا جسے براق کہا جاتا تھا یعنے اُسکے رنگ کی روشنی اور برق وبجلی کی مانند جلد اور تیز چلنے کی وجہ سے اُسے براق کہتے تھے اپنی منتہا البصر یعنے نگاہ کے تمام ہونے کے نزدیک قدم رکہتا تھا ف بعض علماء فرماتے ہیں صحیح تو یہ بات ہے کہ وہ براق تمام انبیاء کے واسطے معین ومقرر تھا۔

Marfat.com

مگر بعض صاحب یوں بھی فرماتے ہیں کہ ہر نبی کیلئے علیحدہ ایک براق اُس کے مرتبہ اور مقام کے مناسب ہے جسطرح آخرت میں ہر ایک کیلئے ایک مخصوص حوض ہے اُسکے مقام اور مرتبہ کی موافق پس اِس قول سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ یہ براق مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تہا۔ شیخ عبدالوہاب متقی فرماتے ہیں کہ اُسکو براق اور مرکب اور دابہ کہنا چاہئے گھوڑا کہنا نہ چاہئے جیسا کہ بعض شعرا کے کلام میں واقع ہوا ہے اور بعضوں نے اِس قول سے اِس بات پر استدلال کیا ہے کہ براق کا آسمان پر پہونچنا ایک ہی قدم کیساتہہ ہوا کیونکہ اُسکی نظر زمین سے آسمان پر پہنچتی تھی اِس لحاظ سے اُس کا ساتوان آسمان پر پہنچنا سات قدم کیساتہہ ہو گا ف پس سوار کیا گیا میں اُسپر ف ۱۸ اس عبارت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہونا محض اللہ کی مدد اور قدرت سے تہا اور ممکن ہے کہ کہا کہا جاوے کہ اُس براق پر سوار کرنیوالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جبرئیل علیہ السلام تھے اپنی قوت ملکیہ کیساتہہ اور یہ کچھہ بعید نہیں کیونکہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نازل کے اور فیض الٰہی کے پہونچانے میں واسطے اور وسیلہ سے زیادہ اور کوئی چیز نہ تھی اور یہ ایک طرح کی خدمت ہے کہ خادم بادشاہوں کی کیا کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام اِس رات میں آنحضرتؐ کے چاکر اور غاشیہ بردار تھے چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جبرئیل عؑ نے آنحضرتؐ کی رکاب پکڑی تھی اور میکائیلؑ براق کی باگ ہاتھہ میں تھامے ہوئے تھے ف پھر مجھکو جبرئیل لے چڑھے یہاں تک کہ نیچے کے آسمان پر آیا ف ۱۹ اِس حدیث کے مفہوم سے بظاہر یہ ہی بات معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آسمان پر چڑھے تک براق ہی پر رہے اور اِس سے اُن لوگوں نے تمسک کیا ہے جو کہتے ہیں کہ معراج ایک اور رات میں علاوہ شب اسرای کے ہوئی تھی جسمیں آپ صرف بیت المقدس تک تشریف لیگئے تھے پس لیکن معراج بنا بر غیر اِس روایت کے اخبار سے یہ ہے کہ نہیں تھے براق بلکہ چڑھے معراج پر کہ جسکو سیڑہی کہتے ہیں جیسا کہ صراحۃً واقع ہوا ہے ذکرہ العسقلانی میں کہتا ہوں کہ یہ راوی کا اختصار اور اُس روایت کا اجمال ہے جسمیں یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براق کو اِس حلقہ میں باندھا جہاں تمام انبیا باندھتے تھے اور یہ ہی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہو کر چلنا صرف بیت المقدس تک ہو پھر آسمان تک معراج کے ذریعہ سے ہوا اور وہ ایک سیڑہی ہے واللہ علم پس گویا راوی نے سقط کیا یعنے مختصر کیا روایت کو ف پس جبرئیل نے آسمان کے دروازے

Marfat.com

کو کھلوانا چاہا گیا یعنے آسمان کے دربانوں نے پوچھا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں ف:
ع اس سے معلوم ہوا کہ آسمان میں درحقیقت دروازے اور چوکیدار ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ دروازے
بیت المقدس کے مقابل ہیں اور اُس سے اذن چاہنے کا بھی ثبوت ہوا اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی
کا انا زید کہنا یعنی اسی پر اکتفا کرنا کہ میں ہوں جیسا کہ متعارف ہے درست ہے اسلئے کہ اس سے منع آیا ہے بلکہ اپنا
نام لیکر میں فلانا ہوں ف کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے جبرئیل نے کہا میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں کہا فرشتوں نے بطریق استفہام کیا تحقیق اُنکی طرف کوئی بھیجا گیا ہے یعنے محمدؐ جو کہ تمہارے ساتھ آئے
ہیں بلائے ہوئے آئے ہیں یا آپ سے آئے ہیں جبرئیل نے کہا ہاں بلائے ہوئے آئے ہیں فرشتوں
نے کہا محمدؐ کو مرحبا ہو یعنے خدا تعالیٰ اپنے نبی کو فراخ جگہ لایا اور اچھا آنا آیا پس آسمان کا دروازہ کھولا
گیا اور جب میں پہلے آسمان میں پہنچا اور داخل ہوا ناگہاں اُسمیں آدم تھے جبرئیل نے کہا یہ آدم تیرے
باپ یعنے تیرے دادا ہیں سو اُن کو سلام کر ف ح علماء نے لکھا ہے کہ جبرئیل نے آنحضرتؐ کو انبیاء پر
سلام میں سبقت کرنیکا اسواسطے حکم کیا تاکہ آپکو تواضع اور شفقت کی تعلیم و تلقین ہو چونکہ آنحضرت صلعم
ایک ایسے عالی مرتبہ کو پہونچے تھے کہ اُس سے زیادہ کوئی مرتبہ ممکن اور متصور نہ تھا لہذا ضرور ہوا کہ
کہ تواضع اور شفقت کریں اور علما نے یہ بھی کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر گذرنے کے
سبب سے کھڑے کا حکم رکھتے تھے اور جو اپنے مقام میں ثابت تھے بیٹھنے کا حکم رکھتے تھے اور کھڑا بیٹھے
پر سلام کرتا ہے اگرچہ اُس سے افضل ہی کیوں نہو ف سو میں نے آدم علیہ السلام کو سلام کیا اور اُنہوں نے
میرے سلام کا جواب دیا پھر کہا نیکبخت بیٹے اور صالح پیغمبر کو مرحبا ہو جیو ف ع آدم علیہ السلام نے عموماً
اور تمام انبیاء نے خصوصاً جو اس حدیث میں مذکور ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکبختی کی ایساتھ
تعریف کی تو معلوم ہوا کہ نیکبختی عظیم مرتبہ اور بلند مقام ہے اور جملہ خصائل خیر کو شامل لہذا کہا گیا ہے کہ صالح
وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ اُس چیز کے کہ لازم ہو اُسپر قسم حقوق اللہ اور حقوق العباد سے اور پروردگار
نے بھی کتاب مجید میں انبیا کا صلاح کیساتھ وصف کیا ہے چنانچہ فرمایا وکل من الصلحین وکلا
جعلنا صالحین۔ ف پھر مجھے جبرئیلؑ اوپر لے گئے یہاں تک کہ ہم دونوں دوسرے آسمان پر
آئے پس جبرئیلؑ نے دروازہ کھلوانا چاہا پس کہا گیا کون ہے جبرئیل نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں کہا گیا
اور تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد صلعم ہیں کہا گیا تحقیق بھیجا گیا تھا کوئی اُن کی طرف یعنے بلانے کو کہا ہاں

Marfat.com

کہا گیا مرحبا اُن کو پس اچھا آنا آیا پہر دروازہ کہولا گیا جبکہ میں دوسرے آسمان پر پہونچا ناگہاں یحیےٰ اور عیسےٰ کھڑے تھے اور وہ دونوں باہم خالہ زاد بہائی ہیں وجہ یہ کہ مریم کی بہن حضرت ذکریا کے گھر میں تھیں جو یحییٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں بدین وجہ ذکریا مریم کی کفالت کیا کرتے تھے جبرئیل نے کہا کہ یحییٰ ہیں اور یہ عیسیٰ پس اُن کو سلام کریں میں نے اُنکو سلام کیا اور اُن دونوں نے میرے سلام کا جواب دیا یعنے اچھی طرح پھر دونوں نے کہا مرحبا صالح بہائی اور صالح نبی کو پھر جبرئیل مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے پس کہلوایا دروازہ کہا گیا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد ہیں کہا گیا اور تحقیق بہیجا گیا تھا کوئی اُن کی طرف کہا ہاں کہا گیا مرحبا اُن کو پس اچھا آنا آیا پس کہولا گیا دروازہ پس جبکہ پہونچا یعنے تیسرے آسمان میں ناگہاں وہاں یوسف کھڑے تھے جبرئیل نے کہا کہ یہ یوسفؑ ہیں اُن پر سلام کرو سو میں نے اُنکو سلام کیا اُنہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا صالح بہائی اور صالح نبی کو پھر جبرئیلؑ مجھے چوتھے آسمان پر لے چڑھے پھر کہلوایا دروازہ کہا گیا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا میں ہوں کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد کہا گیا اور تحقیق بہیجا گیا ہے کوئی اسکی طرف کہا ہاں کہا گیا مرحبا اُنکو پس اچھا آنا آیا پس کہولا گیا دروازہ پھر جبکہ پہونچا میں یعنے اُس آسمان میں پس ناگہاں ادریسؑ تھے پس جبرئیل نے کہا یہ ادریس ہیں اُنہیں سلام کرو میں نے اُنکو سلام کیا سو اُنہوں نے مجھے سلام کا جواب دیکر کہا کہ بہائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو ف۔ اگرچہ حضرت ادریس علیہ السلام آنحضرتؐ کے دادا وٗں میں سے تھے لیکن انبیاء علیہم السلام باہم سب کے سب بہائی ہیں اور چونکہ آدم اور ابراہیم علیہما السلام کا باپ ہونا مشہور اور روشن تر تہا بدینوجہ اُنہوں نے ابن صالح فرمایا ف۔ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے چڑھے پھر دروازہ کہلوایا چوکیداروں نے کہا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا میں ہوں کہا گیا تیرے ساتھ اور کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا تحقیق اُن کی طرف کوئی بہیجا گیا تہا جبرئیل نے کہا ہاں کہا گیا اُنکو مرحبا خوب آنا آیا پھر دروازہ کہولا گیا جب میں وہاں پہونچا ناگہاں حضرت ہارون کھڑے تھے جبرئیل نے کہا یہ ہارون ہیں اُنہیں سلام کریں میں نے اُن کو سلام کیا سو اُنہوں نے میرے سلام کا جواب دیکر کہا نیکبخت بہائی اور نیکبخت پیغمبر کو مرحبا اُس کے بعد مجھکو جبرئیلؑ چھٹے آسمان تک لے چڑھے اور اُس کا دروازہ کہلوایا کہا گیا یہ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا میں ہوں کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد ہیں کہا گیا تحقیق بہیجا گیا ہے کوئی اُن کی طرف کہا ہاں کہا گیا اُن کو مرحبا وہ اچھا آنا آئے جب میں چھٹے آسمان

Marfat.com

میں پہونچا تو وہاں موسے علیہ السلام تھے جبرئیل نے کہا یہ موسیٰ ہیں انہیں سلام کر چنانچہ میں نے اُنہیں سلام کیا
اُنہوں نے میرے سلام کا جواب دیکر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا جب میں کچھ آگے بڑھا تو موسے
علیہ السلام رونے لگے اُن سے کہا گیا کہ تمہیں کس چیز نے رلایا اور تمہارے رونیکی کیا چیز باعث ہوئی موسے
علیہ السلام بولے میرے رونیکا باعث یہ ہے کہ میرے پیچھے ایک ایسا نوجوان لڑکا بھیجا گیا ہے جسکی اُمت
کے لوگ میری اُمت کے لوگوں سے زیادہ بہشت میں داخل ہونگے ف ح علماء فرماتے ہیں کہ موسے
علیہ السلام کا رونا کچھ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کی فضیلت پر حسد کی حیثیت سے
نہ تھا کیونکہ حسد خواص تو خواص عوام مومنین کے اعتبار سے بھی بُرا ہے اور یہ مذموم صفت اُس عالم میں پاک
لوگوں سے بالکل نکال ڈالی گئی ہے۔ پس یہ بُری صفت ایک ایسے شخص سے جسکو خدا نے برگزیدہ کیا ہو۔ اور
بیواسطے کلام کیا ہو اور بھید کی باتیں اُس سے کہی ہوں کس طرح سرزد ہونے لگی بلکہ اِس رونیکا باعث یہ تھا۔ کہ
حضرت موسے علیہ السلام کا وہ اجر و ثواب جس پر درجات اور مراتب مرتب ہوتے صرف اس وجہ سے کہ اُن کی
اُمت نے اوامر الٰہی کی مخالفت اور احکام الٰہی کی عدم متابعت کی اور ایسے کام کئے جو اُن کے اجر و ثواب
کے سلئے موجب نقصان ہوئے فوت ہو گیا اور اس سے حضرت موسےٰ کے ثواب میں نقصان ہونا
ظاہر بلکہ لازمی بات ہے کیونکہ ہر پیغمبر کے لئے اُس شخص کا ثواب ہوتا ہے جو اُس کی متابعت اور فرمانبرداری
کرتا ہے اور بعض علماء اس جملہ کی یوں توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت موسے اپنی اُمت کے حال زار پر ازراہ شفقت
و مہربانی کے روئے کہ جیسا اِس اُمت مرحومہ نے اپنے پیغمبر کی متابعت اور فرمانبرداری کی وجہ سے
باوجود چھوٹی عمروں کے فائدہ اٹھایا ویسا اُنہوں نے حضرت موسےٰ کی متابعت سے باوجود بڑی اور
دراز عمروں کے فائدہ نہ اُٹھایا اور اُن کی کثرت اس امت کی کثرت کو نہ پہونچی چونکہ تمام پیغمبروں کے
دلوں میں بو نسبت اپنی اُمت کے اوروں سے زیادہ شفقت و مہربانی کا مادہ رکھا گیا ہے بدینوجہ موسےٰ
علیہ السلام ایسے وقت میں جو کثرت مہربانی اور زیادت کرم کا وقت تھا اپنی امت پر ازراہ رحم سے
روئے کہ شاید خدا تعالےٰ اِس ساعت کی برکت کی وجہ سے اُن پر اپنی بیحد مہربانی فرمائے اور بعض علماء
اس کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ موسےٰ علیہ السلام کا مقصود ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا
دل خوش کرنا تھا۔ باینوجہ کہ ہمارے پیغمبر کے بہت لوگ تابع ہیں اور جسقدر بہشت میں آپ کی اُمت کے
لوگ داخل ہوں گے اسقدر بہ نسبت اور اُمتوں کے کوئی بھی داخل ہوگا یعنے آپ کی اُمت بہشت میں

Marfat.com

تمام امتوں سے زیادہ ہوگی اور موسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میرے بعد ایک نوجوان لڑکا بھیجا گیا ہے آنحضرت کی حقارت پر محمول نہیں ہو سکتا بلکہ یہ کلمہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار کی قدرت و کرم کو بڑا جاننے کے اعتبار سے فرمایا کہ خدا کی کیا قدرت عظیم الشان ہے کہ اس پیغمبر کو جوانی کے سن و شباب کے عالم میں یہ کچھ مرتبہ عنایت فرمایا کہ اگلوں کو باوجود درازی عمر کے نہ ملا اور ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ نے لفظ غلام بمعنے کم کہا ہو کہ جب آنحضرت آسمان پر تشریف لے گئے ہیں اور آپکا انبیاء پر گذر ہوا ہے تو اُسوقت آپ کی عمر اُن کی دنیاوی عمروں کی حیثیت اور عالم برزخ میں ایک دراز زمانہ گزرنیکے اعتبار سے بہت ہی کم تھی۔ پھر مجھے جبرئیل ساتویں آسمان کی طرف لے چڑھے اور اُس کا دروازہ کھلوایا وہاں سے کہا گیا یہ کون ہے جبرئیل بولے میں جبرئیل ہوں کہا گیا تیرے ساتھ اور کون ہے کہا محمد صلعم کہا گیا کونی اُنکی طرف بھیجا گیا تھا ہاں آسمان کے چوکیدار بولے اُن کو مرحبا وہ خوب آنا آئے جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا ناگہاں وہاں حضرت ابراہیم تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ تمہارے والد ابراہیمؑ ہیں انہیں سلام کرو پس میں نے انہیں سلام کیا حضرت ابراہیمؑ نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا نیکبخت بیٹے اور صالح نبی کو مرحبا فع حافظ سیوطی فرماتے ہیں۔

آسمانوں میں انبیاء علیہم السلام کی ملاقات پر ایک بڑا اشکال لازم آتا ہے وہ یہ کہ آنحضرت کا اسمانوں پر انبیاء کو دیکھنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے حالانکہ اُن کے اجسام قبروں میں ہیں اُن کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ انبیاء کی روحیں اُن کے بدنوں کی صورتوں میں متشکل ہوگئی تھیں یا یوں کہئے کہ آنحضرت کی تعظیم و بزرگی کیلئے شب اسرا میں آپ سے ملاقات کرنے کو اُن کے بدن حاضر ہوئے تھے۔ اب علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ انبیاء مذکورین میں سے ہر نبی کا ایک آسمان کے ساتھ مخصوص ہونا کس سبب سے تھا اور اسمیں کیا حکمت تھی سب سے مشہور تر یہ بات ہے کہ اُنکا یہ تفاوت مقام بحسب تفاوت درجات تھا چنانچہ ابن ابی حمزہ اُسکی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ آدم کی خصوصیت پہلے آسمان سے اس معنے کر ہے کہ وہ تمام انبیاء میں اول نبی اور سب کے اول باپ ہیں تو اُنکا پہلے ہی آسمان پر ہونا مناسب ہوا اور عیسےٰ کا دوسرے آسمان کے ساتھ مخصوص ہونا اس سبب سے ہے کہ اُنکا زمانہ اور انبیاء کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے قریب تھا اور اُن کے قریب یوسف علیہ السلام تھے وجہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بہشت میں اُن کی صورت میں داخل ہوگی۔ اور حضرت ادریسؑ کا چوتھے آسمان پر ہونا اس سبب ہے کہ حقتعالےٰ نے اُن کے باب میں ورفعناہ مکاناً علیا فرمایا ہے اور چوتھا آسمان اول اور ساتویں میں اوسط اور معتدل ہے اور ہارون علیہ السلام اپنے نہائی

کی قربت کی وجہ سے پانچویں آسمان کے ساتھہ خصوصیت رہکتے تھے ۔ حضرت موسے علیہ السلام چھٹے آسمان پر ہارون سے اوپر اسوجہ سے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کلام کی فضیلت سے معزز و بزرگ فرمایا تہا اور حضرت ابراہیم ساتوین آسمان کے ساتھہ اِس واسطے خصوصیت رہکتے ہہتے کہ وہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل انبیاؑ ہیں ۔ میں کہتا ہوں اب یہ بات باقی تہی کہ اور تمام انبیاء علیہم السلام علاوہ حضرات مذکورین کے کہاں تھے اور اُن کا کون سا مقام تہا سو واضح ہو کہ شاید وہ لوگ بھی اپنے اپنے مقام اور درجہ کے مناسب وہیں آسمانوں پر موجود ہوں اور ہر آسمان میں علاوہ ایک ایک مشہور پیغمبر کے اور ونکا ذکر نہ کیا گیا ہو اور باقی بزرگواروں سے صرف انہیں حضرات پر اکتفا کیا گیا ہو ف پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کیطرف اُٹھایا گیا ف ح سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان میں ایک درخت ہے اور اُس کی جڑ بھی ساتویں ہی آسمان میں ہے اور سدرۃ لغت میں بیر کے درخت کو کہتے ہیں اسے منتہیٰ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ خلائق کے علوم ملائکہ وغیرہ کی قسم سے اُسی درخت تک پہونچتے ہیں اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی شخص بھی وہاں سے آگے نہیں گذرہ ۔ چنان گرم در پیۂ قربت براند ؛ کہ در سدرہ جبریل ازو بازماند ؛ اُس درخت کے بیر ہجر کے مشکوں کی برابر اور اُس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی برابر تھے ف ح فیلہ کسر فا اور فتح یائے فیل کی جمع ہے جیسے دیکہ دیک کی جمع آیا کرتی ہے اور یہ تشبیہ فہم عوام اور قیاس عقل کی مقدار پر ہے ورنہ اُن کی کلائی اور بڑائی احد حصر سے خارج ہے ف ت جبرئیل نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے ف ح اِس کہنے سے جبریل کا مقصود یا تو آنحضرت صلعم کو اِس مقام کا معلوم کرانا تہا اور آپ کو ایسے مقام پر پہونچنے کی خوشخبری دینا تہا کہ جو عقل اور علوم خلائق کا منتہیٰ ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت اور آپ کی مصاحبت سے پیچھے رہجانے کا اعتذار مقصود تہا ۔ بگفتار فراتر مجالم نماند ؛ بماندم کہ نیروئے بالم نماند ؛ اگر یک سر موئے برتر پرم ؛ فروغ تجلی بسوزد پرم ؛ ناگہاں وہاں چار نہریں موجود تھیں دو نہریں تو چھپی ہوئی اور دو ظاہر تھیں میں نے کہا اے جبرئیل یہ دونوں ظاہر اور باطن کی نہریں کیسی ہیں اور اُن کی کیا حقیقت ہے جبرئیل نے کہا یہ پوشیدہ دونوں نہریں بہشت میں ہیں ف ح طیبی فرماتے ہیں کہ اُن میں سے ایک کا سلسبیل اور دوسری کا کوثر نام ہے اور انہیں باطن یعنے پوشیدہ اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ دونوں کے دونوں بہشت ہی میں جاری ہیں اُس سے باہر نہیں نکلتیں بعضے لوگ کہتے ہیں انہیں باطن کہنے کی یہ وجہ ہے کہ ثقلین یعنے جن والنس انکی حقیقت اور

Marfat.com

وصف بیان کرنے سے عاجز ہیں ف لیکن ظاہر کی دو نہریں نیل اور فرات ہے ف ح ظاہر یہ بات ہے
کہ نیل سے نیل مصر اور فرات سے فرات کوفہ مراد ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ وہ دونوں سدرہ کی جڑ
سے نکل کر زمین پر گرتے اور روان ہوتے ہیں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ بطور تشبیہ کے فرمایا گیا ہے
مطلب یہ کہ ان دونوں نہروں کا پانی لطافت اور شیرینی اور منافع میں بہشت کے پانی کے مانند اور مشابہ
ہے یا قبیل اسماء سے ہے یعنے جسطرح دنیا میں ان دونوں نہروں کا نام نیل و فرات ہے اسیطرح
بہشت میں بھی دو نہریں ہیں جنکا نیل و فرات نام ہے واللہ اعلم ف پھر مجھے بیت المعمور دکھایا گیا ف ح
بیت المعمور ساتویں آسمان کے خانہ کعبہ کے مقابل اور محاذی میں ایک خانہ خدا ہے اگر اُس کا زمین پر گرنا
فرض کیا جائے تو سیدھا خانہ کعبہ ہی پر آکر گر پڑے اور اُسکا تفصیلی ذکر ایک اور حدیث میں آیا ہے ف پھر
میرے پاس ایک شراب کا برتن اور ایک دودھ کا باسن اور ایک شہد کا ظرف لایا گیا یعنے اسواسطے
تاکہ اُنمیں سے ایک کو جسے چاہوں اختیار کروں چنانچہ میں نے اُنمیں سے دودھ کو لیلیا جبرئیلؑ نے کہا
دودھ فطرت ہے ف یعنے دین و اسلام جسپر لوگ مخلوق ہیں علماء فرماتے ہیں کہ اس عالم میں وہ دودھ
دین و علم کی مثال ہے حتےٰ کہ اگر کوئی شخص خواب میں اپنے آپکو دودھ پیتا دیکھے تو اُسکی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ دین
و علم سے منتفع اور محفوظ ہوگا وجہ یہ کہ یہی دودھ آدمی کی ابتدائی غذا ہے اور اس میں اچھی صفتیں اور لطافت و شیرینی
اور خوشگواری بھی ہے ف کہ تو اور تیری امت اُس فطرت پر ہوگی ف ح آنحضرت نے شراب کو اسواسطے اختیار نہ کیا کہ وہ
ام الخبائث اور تمام شر و فساد کی جڑ ہے چنانچہ دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جبرئیلؑ نے کہا اے محمدؐ اگر آپ
شراب پیتے تو آپ کی اُمت میں بہت ہی فتنے اور فساد برپا ہوتے گو اس زمانہ میں شراب کا استعمال مباح تھا خاصکر
جنت کی شراب مگر اُس کی تعبیر اُس جہان میں یہی تھی اور شہد اگرچہ شریں اور شفا بخش ہے مگر دودھ کی لطافت
اور خوشگواری اُس سے کہیں زیادہ ہے بعض حدیثوں میں صرف دودھ اور شراب ہی کا ذکر آیا ہے۔
شہد مذکور نہیں ہوا ہے اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے پاس ان تینوں برتنوں کا
لانا آسمان پر تھا۔ مگر بعض حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جسوقت آنحضرت مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے
اس وقت یہ برتن آپ کے آگے لائے گئے ان دونوں مختلف مضمونوں میں یوں تطبیق ہو سکتی
ہے کہ یہ واقعہ دونوں مقاموں میں پیش آیا ہو بیت المقدس میں تو شراب اور دودھ کے
برتن پیش کئے گئے ہوں اور آسمان پر شہد اور دودھ اور شراب کے برتن لائے گئے

Marfat.com

ہوں واللہ اعلم ف پھر مجھپر نماز فرض کی گئی یعنے رات دن میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا پھر جب میں درگاہ الٰہی
سے واپس آنے لگا تو رستہ میں موسےؑ پر گذر ہوا یعنے ابراہیمؑ پر گذرنے کے بعد موسےؑ سے ملاقات ہوئی
چنانچہ ترمذی شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شب معراج میں ابراہیمؑ سے
ملا انہوں نے کہا اے محمدؐ اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچا کر کہنا کہ جنت میں خوشگوار اور شیریں پانی
ہے - اور ایک چٹیل میدان ہے جسکے درخت اور پودے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا
اللہ واللہ اکبر ہیں ف موسےؑ نے مجھے کہا اے محمدؐ تمہیں کونسی عبادت کا حکم ہوا ہے میں نے کہا مجھے
ہر رات دن میں پچاس نمازوں کے ادا کرنے کا حکم کیا گیا ہے موسےؑ نے کہا اے محمدؐ تمہاری اُمت رات دن
میں پچاس نمازیں ادا نہ کر سکے گی (عادتاً یا سہولۃً یا ضعف و کسل کیوجہ سے) خدا کی قسم میں نے تم سے پہلے لوگوں کو
آزمایا اور دریافت کیا کہ اُن کی طبیعتوں پر مشقت و تکلیف اُٹھانا سخت دشوار ہے گو میں نے بنی اسرائیل کا
سخت ترین علاج کیا مگر وہ کسی طرح علاج پذیر نہ ہوئے باوجودیکہ وہ آپ کی اُمت کی بہ نسبت بڑے قوی اور
طاقتور تھے - پس جب انکا یہ حال ہے تو آپ کی اُمت اتنی نمازیں کس طرح ادا کر سکے گی تم اپنے رب کے
پاس پھر جاؤ اور اپنی امت کے واسطے تخفیف و آسانی کا سوال کرو پس میں دوبارہ اپنے پروردگار کے
عالیشان دربار میں گیا اور پچاس میں سے دس نمازیں کم کی گئیں پھر میں وہاں سے موسےؑ کے پاس آیا اور
اُنہوں نے اب بھی وہی بات کہی جو پہلی مرتبہ کہی تھی چنانچہ میں موسےؑ سے رخصت ہو کر پھر خدا تعالٰی کی درگاہ
میں گیا اور دس نمازیں اُن میں سے اور کم کی گئیں یعنے تیس باقی رہیں - پس میں وہاں سے موسےؑ کے پاس
آیا اور اُنہوں نے اب بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا پھر میں خدا کے پاس گیا اور دس نمازیں اور کم ہوئیں یعنے
بیس باقی رہیں پھر جب میں موسےؑ کے پاس آیا تو بھی اُنہوں نے وہی کلمہ کہا جو پہلے کہا تھا غرض اسی آمد و شد
میں ہر رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم کیا گیا - جب میں پھر موسےؑ کے پاس آیا اور اُنہیں پانچ نمازوں کی خبر دی
تو اُنہوں نے کہا اے محمدؐ آپکی اُمت کے اکثر افراد ان پانچ نمازوں کی بھی طاقت نہیں رکھیں گے یعنی تمام
و کمال اُس کی مداومت و محافظت اُن سے نہ ہو سکے گی آپ سے پہلے لوگوں کو بہت آزمایا ہے اور بنی اسرائیل
کا بخوبی علاج کیا ہے مگر وہ اس سے کم مقدار عبادت پر بھی مواظبت اور ہمیشگی نہ کر سکے آپ اپنے رب کے پاس
پھر جائیے اور اپنی امت کے واسطے تخفیف و آسانی کی درخواست کیجئے ف ع خطابی کہتے ہیں کہ حضرت
موسےٰ علیہ السلام نے جناب سرور کائنات افضل موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ تعالٰے کے

Marfat.com

پاس بار ہا بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے تخفیف چاہی اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُنھوں نے معلوم کر لیا تھا کہ پہلا حکم واجب قطعی نہیں ہے ورنہ اِس قسم کی تکرار اُن سے صادر نہ ہوتی آنحضرت سے بار بار عرض کا صادر ہونا اِس بات پر صاف دلیل ہے کہ پہلا حکم قطعاً غیر واجب تھا کیونکہ جس چیز کا وجوب قطعاً ثابت ہو جاتا ہے وہ قابل تخفیف و تسہیل نہیں ہو سکتا ذکرہ الطیبی - میں کہتا ہوں جو چیز واجب نہیں ہوتی اُسمیں تخفیف چاہنے کی حاجت نہیں ہوا کرتی پس صحیح وہی بات ہے جو بعض محققین فرماتے ہیں کہ پہلے پہل خدا تعالےٰ نے اُمت محمدیہ پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں مگر بعد کو اپنے بندوں پر رحم فرما کر پچاس کے عوض پانچ نمازیں فرض کیں اور اِن پانچ سے اُن پچاس کو منسوخ فرما دیا جیسے کہ اور احکام میں نسخ جاری ہوا ہے ف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے موسےٰ میں نے اپنے رب سے تخفیف کا سوال کیا حتی کہ کثرت سوال کی وجہ سے مجھے بحد شرم آتی ہے - اب تخفیف کی خواستگاری کے واسطے میں نہیں جا سکتا گو اِن پانچ نمازوں پر بھی اُمت کی عدم محافظت کا ظن ہو سکتا ہے مگر میں راضی ہوں یعنے امر الٰہی کو تسلیم کرتا اور اس کے حکم پر راضی ہوتا ہوں یا یہ مطلب ہے کہ میں اپنا اور اپنی اُمت کا کام خدا تعالیٰ کو سونپتا ہوں حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ جب میں اُس مقام سے گذرا تو اللہ کیطرف سے ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ مقرر میں نے اپنا فرض جاری کیا (یعنے اول مرتبہ) اور اپنے بندوں سے تخفیف کی متفق علیہ - **نماز کا بیان** - واضح ہو کہ نماز ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت کافر اور مجنوں اور نابالغ لڑکے پر فرض نہیں ہے جب بچہ سات برس کی عمر کو پہونچے تو اُسے نماز کا حکم کریں اور جب دس برس کا ہو اور نماز کا حکم نہ مانے تو اُس پر اُسے سزا دیجائے کیونکہ حدیث نبوی صلعم میں آیا ہے مُرُوا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ یعنے اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جب وہ پورے سات برس کے ہوں اور انہیں اُن کے نہ ماننے پر مارو - جب وہ پورے دس برس کے ہوں اُسی قیاس پر روزے کو سمجھنا چاہئے نابالغ بچوں پر گو نماز فرض نہیں ہے مگر دس برس کی عمر کو پہنچنے کے وقت نماز کے ترک سے دنیا میں سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں تاکہ وہ نماز سے خوگر ہوں اور اُسے قضا نہ کریں نماز کی فرضیت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے کتاب اللہ میں ایسی بہت سی آیتیں ہیں جنسے نماز کی فرضیت ثابت ہوتی ہے از انجملہ یہ آیت ہے - اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا مسلمانوں پر نماز فرض موقت ہی

یعنے معینہ اوقات پر اُس کا ادا کرنا فرض ہے جو اُس کے وقت مقرر ہیں اُن سے تاخیر کرنا ہرگز جائز نہیں
ہاں عذر کی حالت میں تاخیر بھی جائز ہے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ حَتّٰى مَضٰى
وَقْتُهَا ثُمَّ قَضٰى عُذِّبَ فِي النَّارِ حُقْبًا وَالْحُقْبَةُ ثَمَانُوْنَ سَنَةً وَالسَّنَةُ ثَلٰثُمِائَةٍ وَسِتُّوْنَ يَوْمًا كُلُّ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ
اَلْفَ سَنَةٍ یعنے جس نے نماز ترک کردی یہانتک کہ اُس کا وقت گذر گیا پھر قضا پڑھی تو اُس کے عوض آگ
کو دوزخ میں چند حقبے عذاب کیا جائیگا اور حقبہ اسی برس کا ہوگا اور ایک سال کے تین سو ساٹھ دن ہونگے
جس کا ایک دن ہزار ہزار برس کا ہوگا اس حساب سے اُس عالم کے اسّی برس یہاں کے برسوں کے حساب
سے دو کرور اٹھاسی برس کے ہوئے پس ایک حقبہ اتنے برسوں کا ہوگا مگر اب یہ معلوم نہیں کہ وہ کتنے حقبے
ہونگے کیونکہ حدیث شریف میں چند حقبوں کا ذکر آیا ہے خدا تعالیٰ اِس جانکاہ عذاب سے تمام مسلمانوں
کو بچاوے اور وہ عذر شرعی جن سے نماز میں تاخیر کرنی مباح ہو جاتی ہے کُل چھ ہیں۔ نسیانؔ۔ نیندؔ۔ بیہوشیؔ۔
جنونؔ۔ حیضؔ۔ نفاسؔ۔ پس اِن شرعی عذروں کے علاوہ نماز کی تاخیر اُس کے وقت سے ہرگز جائز نہیں
یہاں تک کہ ذخیرہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب کسی حاملہ عورت کے بچہ کا سر نکل آیا اور اُسے نماز کیوقت
فوت ہونیکا خوف لاحق ہوا تو وضو کرے اگر طاقت ہو ورنہ تیمم کرکے اور بچہ کا سر کسی منڈیا یا زمین کے
گڑھے میں رکھکر رکوع سجود کے ساتھ بیٹھکر نماز ادا کرے اگر رکوع وسجود کی طاقت نہ ہو تو اشاروں ہی سے
ادا کرے غرضکہ اپنے مقدور کے موافق جس طرح ممکن ہو اور جس ڈھب سے پڑھ سکے نماز کو ادا کرے
جائے کیونکہ عورت سے نماز ساقط نہیں ہوتی تا وقتیکہ نفاس والی نہ ہو اور وہ نفاس والی جب ہی ہوتی ہے
کہ اکثر بچہ باہر نکل آئے اور خون جاری ہو جائے اسی طرح جو شخص دریا میں کسی تختہ پر بیٹھا ہو اور نماز کے وقت
کے ضائع ہونیکا خوف ہو تو اُسے چاہئے کہ وضو کی نیت سے اپنے اعضاء وضو کو پانی میں داخل کرے پھر
اشارہ سے نماز پڑھے اسی طرح مثلاً ایک ایسا شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور اُسکے
پاس کوئی دوسرا شخص وضو کرانیوالا یا تیمم کرانیوالا موجود نہیں ہے تو ایسا شخص اپنے دونوں پہنچوں اور منہ کو تیمم کی
نیت سے دیوار پر ملے اور نماز پڑھے نماز کا ترک یا اُسکے وقت سے تاخیر کرنا ہرگز جائز نہیں پس عاقل کو اُن مسائل
میں غور و تامل کرنا چاہئے جنہیں فقہاء نے بیان کیا ہے اگر کچھ بھی فکر و عقل سے کام لیگا تو عجز کامل کے
عذر کے علاوہ تاخیر نماز میں اور کوئی وجہ نہ پائیگا چہ جائیکہ اُسکے ترک کرنے میں اس تمام تقریر کا خلاصہ یہ ہے
کہ مکلف کو نماز کے ترک کرنے میں یا اُسے اُسکے وقت سے تاخیر کرنے میں باوجود قدرت کے کوئی وجہ گنجائش

Marfat.com

نہیں ہے یہ نماز کے فرض موقت ہونیکا بیان ہے رہا پانچ نمازوں کا ثبوت وہ اس آیہ کریمہ سے ہوتا ہے قَالَ اللّٰہ تعالیٰ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کیا تم قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا ذکر پاتے ہو انہوں نے فرمایا بیشک قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے اور یہ آیت پڑھی پس حِیْنَ تُمْسُوْنَ سے مغرب اور عشا کی نماز مراد ہے اور حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ سے فجر کی نماز اور لفظ عَشِیًّا سے عصر کی نماز اور حِیْنَ تُظْہِرُوْنَ ظہر کی نماز مقصود ہے اسی طرح نماز کی فرضیت کا ثبوت سنتِ رسول اللہ یعنے حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں بکثرت آیا ہے از انجملہ ایک یہ حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ خَمْسَ صَلَوٰاتٍ یعنے بلاشبہ خدا تعالےٰ نے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور یہ حدیث منجملہ اُن مشہور احادیث کے ہے جنسے احکام کا ثبوت ہوتا ہے اور اجماع اُمت سے نماز کی فرضیت کا ثبوت یوں ہو سکتا ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آجتک نماز پنجگانہ کی فرضیت پر تمام اُمت اجماع رکھتی ہے پس جب نماز کی فرضیت کا ثبوت اِن قطعی دلائل سے ثابت ہوگیا تو اب اُس کا ترک کسی کو بھی جائز نہ ہوگا۔ بلکہ تارک صلوٰۃ کے لئے اِس قسم کی شدید وعیدیں اور غلیظ تہدیدیں وارد ہوئی ہیں جنکے سننے سے بدن پر رونگٹا کھڑا ہوتا اور لرزہ آتا ہے منجملہ اُن کے ایک یہ روایت ہے مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ ہمارا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے نماز قصداً چھوڑ دی۔ وہ بلاشبہ کھلم کھلا کافر ہوگیا اور فرمایا لَا تَتْرُکُوا الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَکَہَا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّۃِ یعنے اے میری اُمت کے لوگو تم قصداً نماز کو نہ چھوڑو جس نے نماز کو قصداً چھوڑ دیا وہ مقرر ملت اسلام سے خارج ہوچکا اور فرمایا اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَہَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَہَا فَقَدْ ہَدَمَ الدِّیْنَ یعنے نماز دین کا ستون ہے جسنے نماز کو برپا رکھا بلاشبہ اُس نے اپنا دین برپا رکھا اور جسنے نماز کو ترک کیا مقرر اُس نے دین کو ڈھا دیا اور اُن وعیدوں کے وارد ہونے کے سبب سے علماء نے اُس شخص کے کفر میں اختلاف کیا ہے جو نماز کو بلا عذر قصداً چھوڑ دے۔ پس اکثر صحابہ وغیرہم اس طرف گئے ہیں کہ تارک نماز بلاشبہ کافر ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبداللہ اور ابو درداء اور ابوہریرہ اور عبدالرحمن بن عوف وغیرہم

رضی اللہ عنہم صحابہ میں سے اور امام احمد بن حنبل رح اور اسحق بن راہویہ اور عبداللہ بن مبارک اور حکیم ابن عینیہ
اور ابو ختیان نے اور ابو داؤد طیالسی اور ابو بکر ابن شیبہ وغیرہم مجتہدین میں سے اس طرف گئے ہیں کہ
جو شخص بلا عذر شرعی قصداً نماز کو ترک کردے وہ کافر ہے مگر عطا کہتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ پر کفر کا اطلاق اسوقت
ہوسکتا ہے جب وہ انکار بھی کرے یا یہ زجر وعیدی ہے اور اُن کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خمس صلوات افترضهن اللہ تعالیٰ من احسن وضوءهن وصلهن
لوقتهن واتم ركوعهن وسجودهن وخشوعهن كان له على الله عهد ان يغفر له ومن لم يفعل فليس
له على الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه یعنے اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر پانچ
نمازیں فرض کی ہیں جس نے اُن کا وضو اچھا کیا اور اُن کو اُن کے وقتوں پر پڑھا اور اُن کا رکوع
وسجود پورا پورا کیا اور اُن میں خشوع وخضوع کیا کے لئے اللہ پر عہد ہے یہ کہ اسکو بخشدے اور جسنے
ایسا نہ کیا تو اُس کے لئے اللہ پر کوئی عہد نہیں ہے اگر چاہے اُسے بخشدے اور اگر چاہے
عذاب کرے۔ پس حدیث بالا میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ان شاء غفر له تارک
صلوٰۃ کے عدم کفر پر دلیل ہے اور فرمان واجب الاذعان ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما
دون ذلك (بلاشبہ خدا تعالےٰ اُس شخص کو نہیں بخشتا جو اُسکے ساتھ شرک لاوے اور شرک
کے علاوہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے) بھی تارک صلوٰۃ کے عدم کفر پر صریح دلیل ہے البتہ ایسے شخص
کے فاسق ہونے میں کسیکو کلام نہیں اور حماد بن زید اور مکحول اور شافعی رح اور مالک رح اور احمد بن حنبل رح
وغیرہم اس طرف گئے ہیں کہ تارک صلوٰۃ قتل کیا جائے یعنے جو شخص بلا عذر قصداً نماز کو چھوڑ دے اُسے
قتل کرنا درست ہے البتہ فرق اتنا ہے کہ امام احمدؒ کے نزدیک ایسے شخص کو کفر کی وجہ سے قتل کرنا
مباح ہو جاتا ہے اور امام احمد کے علاوہ اور صاحبوں کے نزدیک تارک نماز کو ازراہ حد قتل کرنا درست
ہے۔ مگر حضرت امام اعظم رح فرماتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ پر نہ تو کفر کا حکم کیا جاسکتا ہے اور نہ اُسے قتل
کرسکتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے قید کیا جائے گا اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ایسا شخص ضرب شدید سے
مارا جاوے حتےٰ کہ اُس سے خون بہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُسے یہاں تک ماریں کہ وہ نماز پڑھے
یا مر جائے پس وجوہ بالا کے اعتبار سے ہر مومن مرد اور مومن عورت پر فرض ہے کہ نماز پنجگانہ
کے ادا کرنے پر ہمیشہ محافظت اور مواظبت کرے اور یہ پانچوں نمازیں خدا تعالےٰ نے

Marfat.com

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر شب معراج میں ہفتہ کی رات رمضان کی سترہویں تاریخ ہجرت سے ڈیڑہ برس پہلے فرض کیں گو ایک قول یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج رجب میں ہوئی مگر دونوں قول مشہور ہیں کذا فی الطحطاوی سمنی کہتے ہیں کہ اس سے پہلے دو نمازیں تھیں ایک آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور ایک آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے ابن حجر شرح ہمزیہ میں کہتے ہیں کہ مکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز پڑھنا یقینی بات ہے ہاں اسمیں اختلاف ہے کہ آیا کوئی نماز فرض تھی ان پانچ نمازوں میں سے یا نہیں بعضوں نے کہا ہے کہ طلوع آفتاب کے پہلے ایک نماز اور غروب آفتاب سے پہلے ایک نماز فرض تھی آدمی پر اسلام کا حکم اور اطلاق چار شرطوں کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ وقت پر نماز پڑھے یعنے ادا دوسری یہ کہ مرد جماعت سے نماز پڑھے۔ تیسرے یہ کہ اقتدا کرنیوالا ہو۔ چوتھے یہ کہ نماز تمام کرنیوالا ہو۔ یعنے اُسے قصداً فاسد نہ کر ڈالے اسیطرح اگر وقت میں اذان دے یا سجدہ تلاوت کرے یا سائمہ کی زکوٰۃ دے ایسا شخص مسلمان ہوگا نہ وہ شخص جو غیر وقت میں نماز پڑھے یا جماعت سے نماز نہ پڑھے اکیلا ہو کر نماز ادا کرے یا امام ہو یا فاسد کر ڈالے نماز کو یا اور عبادت کرے۔ یعنے یہ چیزیں اسلام کی علامات نہیں ہوسکتیں وجہ یہ کہ یہ چیزیں صرف ہماری شریعت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں بخلاف اوپر کی چیزوں کے کہ وہ ہماری شریعت کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہیں اور چونکہ نماز محض عبادت بدنیہ ہے۔ بدیں وجہ اسمیں نیابت مطلق جائز نہیں یعنے نماز کے قائم مقام کوئی اور فعل نہیں ہوسکتا نہ نفس کے ساتھ جیسے روزے میں شیخ فانی کیطرف سے فدیہ دینا صحیح اور درست ہے۔ یہ مسائل در المختار اور طحطاوی اور طوالع وغیرہ سے لکھے گئے ہیں اس بنا پر ہر مسلمان کو لازم ہے کہ نماز پنجگانہ پر محافظت کرے اور اُن کے لئے وضو اچھی طرح کرے اُن کے وقتوں کی رعایت بخوبی بجالائے اُن کے رکوع سجود اور خشوع وغیرہ تمام وکمال کے ساتھ ادا کرے جماعت سے نماز پڑھا کرے نیز سنتوں اور نفلوں کے پڑھنے میں جد کوشش کیا کرے تاکہ اُن کی وجہ سے اپنے فرائض کو کامل کرے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیمۃ صلوٰۃ فان وجدت تامۃ کتبت تامۃ وان انتقص منھا شیٔ قال اللہ تعالیٰ انظروا ھل لعبدی من تطوع فان کان لہ تطوع یکمل لہ ما ضیع من فریضۃ من تطوعہ یعنے قیامت

Marfat.com

کے دن بندہ کا حساب سب سے پہلے جس چیز کے ساتھ کیا جائیگا وہ نماز ہوگی اگر کامل اور پوری نماز پائی جائے گی تو پوری لکھی جائے گی اور اگر اُس میں سے کوئی چیز کم کی جائے گی تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے فرمائیگا اے فرشتو دیکھو تو آیا میرے بندہ کے لئے کچھ نفل ہیں۔ پس اگر اُس کے لئے نفل ہیں تو فرضوں میں سے جو کچھ ضائع کیا گیا ہے وہ نفلوں سے پورا اور کامل کردیا جائیگا بشرطیکہ وہ نفل مقبول بھی ہوں رہا تعدیل ارکان سو وہ امام ابویوسفؒ اور امام شافعیؒ صاحب کے نزدیک فرض ہے یعنے اُس کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور امام ابوحنیفہ اور محمدؒ صاحب ہے نزدیک بحسب صحیح روایت واجب ہے یعنے اُسکے ترک سے نماز تو باطل نہیں ہوتی مگر پلے درجے کی ناقص ہو جاتی ہے پھر اگر نمازی نے اُسے سہواً ترک کیا ہے تو سجدہ سہو کا لازم آئیگا اور اگر قصداً ترک کیا ہے تو گناہ سے قطع نظر کرکے اُس نماز کا پھیرنا واجب ہو جاتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کی بعض روایت میں تعدیل ارکان مسنون ہے سو اس روایت کی حیثیت سے جس نماز میں تعدیل ارکان متروک ہو تو اُس کا پھیرنا مستحب ہے مگر اس صورت میں بھی مستحق عتاب اور حرمان شفاعت کا ہوگا عاقل کو چاہئے کہ اسبات کا ضرور لحاظ رکھے اور اُسے خفیف اور ہلکی بات نہ خیال کرے سوچے تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ عیاذاً باللہ منہ اور تعدیل ارکان سے یہ مراد ہے کہ اپنے اعضا کو ہموار اور درست کرے حتی کہ تمام اعضا اپنے اپنے ٹھکانے آجاویں۔ اونٰے بات یہ ہے کہ ایک تسبیح کی مقدار تو ضرور ٹھیرے رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ میں حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ رکوع وسجود پورا نہ کرتا تھا۔ کوتلے جیسے زمین پر ٹھونگیں مارتا تھا۔ اُس پر آنحضرت نے فرمایا لَوْ مَاتَ ھٰذَا عَلٰی حَالَتِہٖ ھٰذِہٖ مَاتَ عَلٰی غَیْرِ مِلَّۃِ مُحَمَّدٍ یعنے یہ شخص اگر اسحالت پر مریگا تو محمدؐ کے دین وملت پر نہ مریگا بعض لوگ صرف اس بات پر کہ اماموں کی کتابوں میں واقع ہوا ہے کہ جو شخص قومہ اور جلسہ طمانیت کو ترک کرے تو اُس کے حق میں یہ جائز ہے۔ غافل اور مغرور جاتے ہیں حالانکہ اصول فقہ میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جواز عبادات میں بمعنے سقوط فرضیت قضا کے ہے نہ یہ کہ اُس فعل کا کرنا حلال ہے اور اُس میں کسی قسم کا گناہ نہیں ہوتا اُس پر نظر نہیں کرتے فقہاء نے پورے طور پر تصریح کی ہے کہ قومہ اور جلسہ طمانیت کا ترک کرنا مکروہ ہے چنانچہ قرطبی نے تذکرہ میں کہا ہے کہ اُس شخص کے قول پر اعتبار کرنا کسی طرح لایق نہیں جو کہتا ہے کہ واجب ارکان نماز سے اول

اُس چیز کا کہ جس پر اُسکا اسم اطلاق کیا جاے کیونکہ جس شخص نے اُس پر اقتصار کیا تو اس پر یہ بات صادق آے گی کہ یہ شخص نماز میں ٹھونگیں مارتا ہے اور بلا شبہہ شخص اُس برائی میں جو حدیث نبوی میں وارد ہے داخل ہوتا ہے چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا تلک صلوٰۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین قرنی الشیطان قام فنقر یعنے یہ نماز منافق کی ہے کہ آفتاب کے غروب ہونیکا بیٹھا انتظار کرتا ہے یہانتک کہ جب آفتاب شیطان کے دو سینگوں میں ہوتا ہے تو اُٹھکر کوے جیسے ٹھونگیں مارنے لگتا ہے پس جب نماز اس صفت کے ساتھ ہوگی تو اُس کا پڑھنے والا اس وعید میں داخل ہوگا فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا یعنے پھر اُنکی جگہ ناخلف لوگ آئے جنہوں نے نماز کو بالکل ضایع کر دیا اور مزوں کے پیچھے پڑ گئے سو قریب ہے کہ ایسے لوگ غی میں پڑینگے (غی دوزخ میں ایک نالہ کا نام ہے اس آیت کی تفسیر میں علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ یہاں نماز کو ضایع کرنے سے اُسکا ترک کر دینا مراد نہیں ہے۔ بلکہ ضایع کرنے سے یہ مقصود ہے کہ نماز کی حدود درست اور ٹھیک نہ کرے اُسکے وقت کی رعایت کرے اور اُس کے طہارت اور اُس کے رکوع و سجود وغیرہ نہ تمام کرے پس بلا شبہ جس نے نماز پر محافظت نہ کی یعنے اُس کے اوقات کی رعایت نہ کی اور اُسے بالکل برباد اور ضایع کیا تو ایسا شخص نماز کے علاوہ اور عبادات کو بدرجہ اولے ضایع کریگا اور بڑے بڑے کام اُس سے ضایع ہونے کوئی بڑی بات نہیں ہوگی چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا احسن الرجل الصلوٰۃ فاتم رکوعھا وسجودھا قالت الصلوٰۃ حفظک اللہ کما حفظتنی فترفع واذا اساء الصلوٰۃ فلم یتم رکوعھا وسجودھا قالت الصلوٰۃ ضیعک اللہ کما ضیعتنی فتلف کما یلف الثوب الخلق فیضرب وجھہ یعنے جب کوئی شخص اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور اُس کا رکوع و سجود پورا کرتا ہے تو نماز کہتی ہے اے شخص اللہ تعالی نگاہ رکھے جیسا تو نے مجھے نگاہ رکھا پھر وہ نماز اُسیوقت اوپر چڑھائی جاتی ہے یعنے مقبول ہوتی ہے اور جب کوئی آدمی نماز پڑھتا اور اُس کے رکوع و سجود کو پورا پورا ادا نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے اے آدمی تجھے خدا تعالی ضایع کرے جیسا تو نے مجھے ضایع کیا پھر وہ نماز ایسی لپٹی جاتی ہے۔ جیسے پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے پھر وہ نماز اُس کے منہ پر ماری جاتی ہے ایک روایت حضرت ابوہریرہؓ سے یوں بھی آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے مگر اُس کی ایک نماز بھی قبولیت کے درجہ کو نہیں پہونچتی کیونکہ وہ اگر رکوع پورا کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا اور اگر سجدہ پورا کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں

Marfat.com

کرنا سو جو کوئی اس بات کو پہچاننا چاہے کہ میری نماز قبولیت کے درجہ کو پہونچی یا نہ پہونچی تو اُسے چاہئیے کہ اللہ تعالےٰ کے اس قول کی طرف نظر کرے کہ الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر یعنے نماز بیحیائی اور خلاف شرع کی باتوں کو روکتی ہے۔ پس جو شخص پانچوں وقت کی نماز تو پڑھتا ہو مگر فواحش اور منکرات میں بھی مبتلا رہتا ہو تو معلوم کر لے کہ میری نماز مقبول نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ نماز اُس شخص کے حق میں وبال اور اللہ سبحانہ سے دور کرنیوالی ہے حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں من لم تامرہ صلوٰتہ بالمعروف ولم تنہہ عن المنکر لم یزدد بصلاتہ من اللہ تعالیٰ الا بعدا یعنے جسکو اُس کی نماز اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور بُرے کاموں سے باز نہ رکھے تو یہ نماز اُس کے لئے وبال جان ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور رحمت سے دوری زیادہ پیدا کرتی ہے اللھم حول حالنا الیٰ احسن الحال باللہ الجمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الصلوٰۃ الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینہن اذا اجتنبت الکبائر رواہ مسلم یعنے پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک اُن گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو اُن کے درمیان میں ہوتی ہیں۔ جبکہ گناہ کبیرہ نہ کئے ہوں رواہ مسلم اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من حافظ علیہا کانت لہ نورا وبرہانا ونجاۃ یوم القیمۃ ومن لم یحافظ علیہا لم تکن لہ نورا ولا برہانا ولا نجاۃ وکان یوم القیمۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف یعنے جو کوئی نماز پر محافظت کرتا ہے اُس کے لئے یہ نماز نورانیت کا سبب اور اُس کے کمال ایمان پر واضح دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا سبب اور جو کوئی نماز پر محافظت نہیں کرتا اُس کے لئے نہ تو نماز نور ہوگی نہ دلیل نہ بخشش بلکہ ایسا شخص معذب ہوگا اور قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ اسکو امام احمدؒ اور دارمیؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے **ف** نماز پر محافظت کے یہ معنے ہیں کہ اُسے بلا ناغہ ہمیشہ ادا کرتے رہے اور فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کے ساتھ پڑھتا رہے

فرائض نماز کا بیان مع واجبات و سنن

فرائض نماز کی نشوی ور قلق واجبس نوق تفق رسق۔ الف سے مراد اندام کا پاک کرنا اور پہلے جیم سے جامہ کا پاک کرنا اور دوسرے جیم سے جگہ کا پاک کرنا اور سین سے ستر عورت اور نون سے نیت کرنا اور واؤ سے وقت کا پہچاننا اور قاف سے خانہ کعبہ کے مقابل کھڑا ہونا اور تا ر

Marfat.com

سے تکبیر اولیٰ کہنا اور پہلے قاف سے قیام کرنا دوسرے قاف سے قراءت پڑھنا اور رے سے
رکوع کرنا سین سے سجدہ کرنا ق سے اخیر کا قعدہ کرنا مراد ہے۔

جو واجب ندانی شوی در خطر بہ فضیلت تقت لقت جسر بہ فت سے مراد سورۂ فاتحہ پڑھنا اور ض سے
کسی سورت کا ملانا اور ت سے قراءت کی تعیین کرنی یعنے فرائض میں سے پہلے دو رکعتوں کو قراءت
کے واسطے معین کرنا اور ت سے تعدیل ارکان اور ق سے بیچ کا قعدہ کرنا اور ت سے دونوں
قعدوں میں تشہد پڑھنا اور لام سے لفظ السلام علیکم کہکر نماز سے باہر آنا اور ق سے وتر میں
قنوت پڑھنا اور ت سے دونوں عیدوں میں تکبیریں کہنی اور ج سے جہر کرنا اور س سے ستر
یعنے خفیہ پڑھنا اور ر سے رعایت ترتیب نگاہ رکھنی مراد ہے

جو سنت بدانی شوی مقتدا بہ رو بفت تبت تست وو ا بہ ر سے تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرنی
اور و او سے بائیں ہاتھ پر دائیں کو رکھنا اور ث سے سبحانک اللہم پڑھنا اور ت سے تعوذ یعنے
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا اور ب سے بسم اللہ کہنا اور ت سے تکبیرات انتقالات کہنا اور
ت سے رکوع وسجود میں تسبیح پڑھنا اور تین سے قومہ اور جلسہ میں توقف کرنا اور پہلے دال سے
درود اور دوسری دال سے دعا پڑھنی مقصود ہے اور الف سے آخر الحمد کے آمین کہنا مراد ہے

جماعت کا بیان

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضِیْلُ صَلٰوۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جماعت کی نماز ثواب میں اکیلے کی نماز میں ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے بخاری اور مسلم نے یہ روایت نقل کی ہے
مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یُجِبْہُ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ رواہ الدارقطنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے اذان سنی اور اسکو جواب ندیا یعنے مسجد میں نہ آیا تو اسکی نماز نہوئی مگر عذر کی وجہ سے اور عذر سے مراد بیماری اور دونوں طرف کے ہاتھ پاؤں کٹے ہونا اور فالج اور بادشاہ یا حاکم کے خوف سے چھپنا اور اس درجہ ضعف جس سے راہ نہ چل سکے اور اندھا ہونا ہے بعض حضرات نے مینہ اور کیچڑ اور بے حد جاڑے اور بہت اندھیرے کو بھی عذر میں داخل کیا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اور ملا علی قاری نے نہایت صحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں لکھا ہے اور نہایت بھوک اور استنجے کی حاجت بھی بعضوں نے

نزدیک عذر ہے اب علمار کا اسمیں اختلاف ہے کہ جماعت سے نماز پڑہنی سنت ہے یا واجب یا فرض عین ہے یا فرض کفایہ سو بعض لوگوں نے جماعت کی نماز کو فرض عین کہا ہے مگر عذر کی حالت ہیں یعنے جب کسی قسم کا عذر ہو تو مصلی سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے یہ قول امام احمدؒ اور داؤد اور عطا اور ابو ثور کا ہے۔ ان علمار کا مقولہ ہے کہ جو شخص اذان سنکر مسجد میں حاضر نہ ہو تو اُس کی نماز اکیلے میں درست نہیں اور امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جماعت سے نماز پڑہنی فرض کفایہ ہے اور امام اعظمؒ اور اُن کے یار فرماتے ہیں کہ صحیح روایت کے اعتبار سے نماز جماعت واجب ہے چنانچہ شیخ ابن الہمام فرماتے ہیں کہ ہمارے اکثر مشائخ اِس بات پر ہیں کہ جماعت واجب ہے جو لوگ اُس کی سنت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں چونکہ اِس کا ثبوت سنت ہی سے ہوا ہے بدیں وجہ اُسے سنت کہنا چاہیے جیسے عید کی نماز بدائع میں لکھا ہے کہ جماعت کے واسطے مسجد میں حاضر ہونا ہر مرد عاقل بالغ غیر معذور کو واجب ہے در المختار میں ہے۔ وَالْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ قَالَ الزَّاهِدِيُّ اَلْمُرَادُ بِالتَّاكِيْدِ الْوُجُوْبُ یعنے جماعت سنت موکدہ ہے زاہدی کہتے ہیں کہ یہاں تاکید سے وجوب مراد ہے آگے چلکر کہتے ہیں وَقِيْلَ وَاجِبَةٌ وَعَلَيْهِ الْعَامَّةُ اَيْ عَامَّةُ مَشَائِخِنَا وَبِهٖ جَزَمَ فِي التُّحْفَةِ وَغَيْرِهَا قَالَ فِي الْبَحْرِ هُوَ الرَّاجِحُ عِنْدَ اَهْلِ الْمَذْهَبِ یعنے بعضوں نے یوں ہی کہا ہے کہ جماعت واجب ہے اور اِسی پر ہمارے اکثر مشائخ ہیں اور تحفہ وغیرہ میں اِسی پر جزم کیا ہے۔ صاحب بحر کہتے ہیں۔ اہل مذہب کے نزدیک یہی بات غالب ہے اِسی طرح غیاثیہ میں لکھا ہے کہ ہمارے اکثر مشائخ جماعت کے واجب ہونے کیطرف گئے ہیں تحفہ میں امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جماعت واجب ہے قنیہ میں مذکور ہے کہ جو کوئی بلا عذر جماعت ترک کرے اُسے تعزیر دینی واجب ہے (تنبیہ) یہ رواتیں قابل غور ہیں کیونکہ اگر بالفرض والتقدیر جماعت سنت موکدہ بھی ہو تو بھی اُس کا ترک کرنا نہ چاہیے۔ وجہ یہ کہ تارک سنت پر لعنت آئی ہے چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَكُلُّ نَبِيٍّ مُجَابٌ یعنے چھ شخصوں پر میں نے اور ہر مستجاب الدعوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ آدمیوں کو بیان کرکے فرمایا کہ چھٹا شخص وَالتَّارِكُ مِنْ سُنَّتِيْ یعنے میری سنت کو ترک کرنے والا اسکی شرح میں ملا علی قاری کہتے ہیں تَكَاسُلًا عَاصٍ وَاسْتِخْفَافًا كَافِرٌ یعنے جو شخص کسل و کاہلی کی راہ سے سنت موکدہ کو ترک کرے وہ گنہگار ہے اور ہلکا جانکر ترک کرنے والا

کافر و مرتد ہے عیاذاً باللہ پھر جب اکثر مشائخ کے قول کے اعتبار سے جماعت کو واجب تسلیم کر لیا جائے تو اُس کا تارک فرض کا تارک شمار کیا جائے گا کیونکہ فرض و واجب میں صرف اعتقاد کا فرق ہے اور عمل و ترک میں دونوں برابر ہیں۔ یعنے فرض کا منکر کافر ہے اور واجب کا منکر فاسق کسی کام کے کرنے میں جیسے فرض کا ثواب ہے ویسا ہی واجب کا اور فرض کے ترک میں جسقدر گناہ ہوتا ہے ویسے ہی واجب کے ترک میں گناہ لازم آتا ہے ترغیب الجماعۃ اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں اور عشا کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے یہ بارہ سنتیں موکدہ ہیں بحر الرائق میں لکھا ہے کہ سنت موکدہ واجب کی مانند ہیں یعنے اُس کے ترک سے گناہ لازم آتا ہے اور اُس کا تارک مستحق ملامت ہوتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی عذر شرعی بھی نہ ہو کذا فی الشامی مگر عصر کے پہلے چار رکعتیں اور اسی طرح عشا کی پہلی اور پچھلی چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں عشا کے بعد کی چار رکعتیں چاہے ایک سلام سے پڑھے یا دو سلام سے اسی طرح ظہر کے بعد کی چار رکعتیں ایک سلام اور دو سلام سے پڑھ سکتا ہے اور اُن کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے حدیث ترمذی میں آیا ہے کہ جو کوئی ظہر سے پہلے چار رکعتوں اور پچھلی چار رکعتوں پر محافظت کرے تو اللہ تعالیٰ اُس پر آگ حرام کر دیتا ہے یعنے اُسے دوزخ میں عذاب نکیا جائیگا اور مغرب کے بعد چھ رکعتیں مستحب ہیں جنکو صلوٰۃ اوابین کہتے ہیں (اور اواب کے معنے اللہ کی طرف رجوع کرنیوالے کے ہیں) یہ چھ رکعتیں ایک یا دو یا تین سلام سے مستحب ہیں اس میں ایک تحریمہ پر نفس کو دیر تک روکنا پڑتا ہے شامی نے خیر الدین سے نقل کیا ہے کہ ان رکعتوں میں افضل یہ بات ہے کہ ہر شفع میں پھر تا جائے اور کمال الدین نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ چار رکعتیں جو بعد ظہر یا عشا کے مستحب ہیں اُسمیں علماء کا سخت اختلاف ہے کہ آیا وہ دو دو رکعت سنت موکدہ کے علاوہ چاروں جداگانہ مستحب ہیں یا اُن کے ساتھ شمار کی جاتی ہیں۔ پھر اگر سنت موکدہ کے ساتھ ملکر چار شمار کی جاتی ہیں تو آیا وہ ایک سلام سے ادا ہو جاتی ہیں یا نہیں۔ پس اکثر علماء تو اس طرف گئے ہیں کہ وہ دونوں ایک ہی سلام سے ادا ہو جائیں گی اور خود کمال الدین نے وہی کو اختیار کر کے کہا ہے کہ جب نمازی ایک سلام یا دو سلام کے ساتھ چار رکعتیں پڑھیگا تو وہ سنت موکدہ اور مستحبہ دونوں سے کافی ہو جائیں گے کذا فی الشامی دو دو یا رکعتین خفیفتین قبل

Marfat.com

المغرب واقرہ نے البحر والمصنف اور کمال الدین نے نہایت عمدہ تحقیق وتنقیح کے ساتھ بکی سے دو رکعتوں
کا مغرب سے پہلے مباح ہونا ثابت کیا ہے اور اسی کو بحر الرائق میں اور مصنف نے ثابت کیا ہے
باقی رہی یہ بات کہ تمام سنتوں میں سب سے زیادہ موکد کونسی سنتیں ہیں سو باتفاق علماء زیادہ
موکد فجر کی سنتیں ہیں پھر اصح قول کے اعتبار سے ظہر کے پہلے سنتیں ہیں۔ جیساکہ صحیح حدیث
میں آیا ہے کہ جو کوئی ظہر کی سنتوں کو چھوڑ دیگا اُسے میری شفاعت نصیب نہوگی اس کے بعد تمام
سنتیں برابر ہیں بعض فقہاء فجر کی سنتوں کے وجوب کے قائل ہوئے ہیں اسی واسطے اصح قول
کے بموجب بدوں کسی عذر شرعی کے اُنکا بیٹھکر پڑھنا یا سواری پر سوار ہوکر ادا کرنا بالاتفاق ناجائز ہے
فجر کی سنتیں اگر فوت ہوجائیں تو فرض کے ساتھ اُن کی قضا کرنی چاہئے بخلاف اور سنتوں کے کہ اُنکی
قضا نہیں ہے شامی کہتے ہیں کہ اگر فجر کی سنتیں فرض کے ساتھ فوت ہوگئی ہوں تو اُن کی قضا
زوال سے پہلے مناسب ہے زوال کے بعد اُن کی قضا نہیں ہے اور اگر یہ سنتیں تنہا فوت ہوگئی
ہوں تو آفتاب کے طلوع سے پہلے اُن قضا نہ چاہئے **مسئلہ** اگر کسی نے دو رکعت نماز نفل
اِس گمان پر پڑھیں کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی پھر معلوم ہوا کہ طلوع فجر ہوچکی یا کسی نے چار رکعت
نماز پڑھی اور اُن میں سے دو رکعتیں آفتاب نکلنے کے بعد ہوئیں تو اصح قول پر یہ فجر کی دو سنتوں سے
کافی نہوں گی کذا فی التجنیس کیونکہ سنت اُس فعل کا نام ہے۔ جسپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جدا
تحریمہ سے مواظبت فرمائی ہو غایۃ الاوطار میں ہے کہ تجنیس کا حوالہ صرف دوسرے مسئلہ سے متعلق ہے
پہلا مسئلہ تو خلاصہ میں مذکور ہے اور شارح نے دوسرے مسئلہ کی علت بیان فرمائی ہے اور تجنیس میں پہلے
مسئلہ میں سنت فجر سے کافی ہونا لکھا ہے نہر الفائق میں اُسکو اوجہ اور اصح لکھا ہے کذا فی الشامی
مسئلہ ظہر اور جمعہ کے پہلے چار رکعتوں اور جمعہ کے بعد کی چار رکعت کے عقدہ اولی میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے اور اگر بھول کے درود پڑھ لیا تو اُس پر سجدہ سہو کا لازم آیا اور جو لوگ
اِس بات کے قائل ہیں کہ ایسے شخص پر سجدہ سہو لازم نہیں آتا اُنکا قول ضعیف ہے۔ شامی کہتے ہیں جمعہ
کے بعد کی چار رکعتوں میں درود پڑھنے سے سجدہ سہو کا لازم آنا ہر گز مسلم نہیں کیونکہ اُن کا حکم
اور سنتوں جیسا نہیں ہے اسی واسطے اُنہیں دو سلاموں سے پڑھنا ٹھیک بات ہے اور
ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو دعائے استفتاح یعنے سبحانک اللّٰھم نہ پڑھے

Marfat.com

کیونکہ یہ سنتیں اپنے موکد ہونے کی وجہ سے فرض کے ساتھہ مشابہ ہوگئی ہیں اور باقی چار رکعت نفلوں میں پہلے قعدہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہے اور تیسری رکعت میں سبحانک اللّٰھم اور اعوذ باللہ گو وہ نماز نذر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ نوافل میں ہر دو رکعت جداگانہ نماز ہے اور اُس کا وجوب ہے تو عارضی مگر درحقیقت وہ نفل ہے بعض فقہاء کہتے ہیں کہ تمام سنتوں میں درود اور دعا نہ پڑھنا اچھی بات ہے چنانچہ قنیہ میں اسی قول کو صحیح کہا ہے اور طول قیام کی نسبت دیر تک سجدہ کرنا زیادہ اچھا ہے جیساکہ مجتبےٰ میں اُسکی تصریح ہوئی ہے ہرچند کہ بحرالرائق میں اس مسئلہ کو ترجیح دی ہے مگر نہر الفایق میں اُس پر تین وجہوں کے ساتھہ اعتراض کیا ہے **پہلی** وجہ یہ ہے کہ قیام ہرچند کہ وسیلہ ہے مگر اُس کے طول کی خوبی اِس باعث سے ہے کہ اُس میں قرارت بہت ہوگی۔ اور قرارت اگرچہ تمام قرآن کو پہونچ جائے سب فرض ہوگی۔ بخلاف رکوع اور سجود کی تسبیحوں کے **دوسری** وجہ یہ ہے کہ قرارت سے رکن زائد ہونے کو فضیلت میں کچھہ بھی تاثیر نہیں **تیسری** وجہ یہ ہے مسئلہ کا موضوع نماز نفل ہے اور اُسکی جملہ رکعتوں میں قرارت واجب کذا فی الشامی صاحب نہر الفایق نے معراج سے نقل کیا ہے کہ کثرت رکوع و سجود کا افضل ہونا امام محمد رح کا قول ہے۔ امام صاحب رح کا یہی مذہب ہے کہ قیام رکوع و سجود سے افضل ہے۔ اُسکی تصحیح بدائع میں کی ہے **مسئلہ** مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے اور اگر وضو نہ ہو تو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ چار دفعہ کہنا مستحب ہے وَلَا تَكَلُّمَ بَيْنَ السُّنَّةِ وَالْفَرْضِ لَا يُسْقِطُهَا وَلٰكِنْ يَنْقُصُ ثَوَابَهَا وَقِيْلَ تَسْقُطُ وَكَذَا عَمَلٌ يُنَافِي التَّحْرِيْمَةَ عَلَى الْاَصَحِّ اگر سنت و فرض کے درمیان کلام کیا خواہ وہ سنتیں فرض سے پہلے ہی کی ہوں یا پچھلی تو یہ کلام کرنا سنت کو ساقط تو نہیں کرتا مگر اُسکا ثواب کم کردیتا ہے بعض فقہاء کہتے ہیں کہ سنتیں ساقط ہو جاتی ہیں اُن کو از سر نو پڑھنا ضرور ہے اگر پہلے کی سنتیں ہوں کذا فی البحر اسی طرح وہ عمل جو تحریمہ کے مخالف ہو اصح قول کے موجب سنتوں کو ساقط نہیں کرتا بلکہ ثواب کم کردیتا ہے کذا فی القنیہ خلاصہ میں ہے کہ اگر سنتیں پڑھکر کسی بیع و شرا یا کھانے میں مصروف ہوا تو ان سنتوں کو از سر نو پڑہے اور اگر کھانے کا لقمہ یا پانی کے ایک گھونٹ میں مشغول ہوا تو یہ سنتیں باطل نہ ہوں گی اور اگر آخر وقت تک سنتوں کو موخر کیا تو وہ سنتیں نہ ہوں گی مگر ایک قول میں وہ سنتیں ہو جائیں گی

اَلْاِسْفَارُ بِسُنَّةِ الْفَجْرِ اَفْضَلُ وَقِيْلَ لَا فجر کی سنت کا خوب روشنی میں پڑھنا بہتر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ خوب جانتے ہیں پڑھنا بہتر نہیں بلکہ اول وقت پڑھنا افضل ہے۔ شامی کہتے ہیں کہ دوسرے قول کا مؤید بحر الرائق کا قول ہے۔ خلاصہ سے منقول ہے کہ فجر کی سنتیں تین باتوں کیساتھ مخصوص ہیں اول سورہ کافرون اور اخلاص کا اُن میں پڑھنا دوسری اول وقت میں اُن کو پڑھنا تیسری اپنے گھر پر یا مسجد کے دروازہ پر پڑھنا حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت کا دستور تھا کہ جب آپ کو فجر معلوم ہوتی تو اُٹھکر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیتے پھر دائیں کروٹ کے بل لیٹ رہتے حتیٰ کہ مؤذن تکبیر کے لئے آپکی خدمت میں آتا اُسوقت آپ باہر نکلتے (رواہ الشیخان) وَمِنَ النَّوافل سبع یلزم الشارع ؛ اخذ الذلك لما قاله الشارح ؛ صوم صلوٰة طواف حجة سالع ؛ اعتکافه عمرة احرام السالع ؛ یعنے سات ایسی چیزیں ہیں جو شروع کرنے والے پر لازم ہوجاتی ہیں یہ اُس قول سے حاصل ہوا ہے جسکو شریعت مقرر کرنے والے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور وہ سات چیزیں یہ ہیں اول نماز نفل دوسرے روزہ نفل تیسرے طواف نفل۔ چوتھے نفلی حج پانچویں معتکف کو اعتکاف کرنا چھٹے نفلی عمرہ ساتویں نفلی احرام۔ اور دو رکعتیں قضا کرے اگرچہ چار رکعتوں غیر موکدہ کی نیت کی ہو مگر اس میں کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ نفل کا ہر دوگانہ علیحدہ نماز ہے لیکن اقتدا یا نذر یا قعدہ اولے کے ترک کے سبب سے ہر دوگانہ جدا نہیں یعنے ان تینوں صورتوں میں ہر دوگانہ نفل علیحدہ نماز نہیں ہوسکتی بلکہ چاروں کا ایک ہی حکم ہے اقتدا کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ظہر پڑھنے والے کے پیچھے کسی نے نفل نماز کی نیت باندھکر توڑدی تو اب اُسے چار رکعتیں قضا کرنی چاہئیں کذا فی الشامی فَلَا تُصَلِّیْ بَعْدَ صَلوٰۃِ فَرْضٍ مِثْلَهَا فِی الْقِرَاءَةِ اَوْفِی الْجَمَاعَةِ یعنے نمازی کو لائق ہے کہ فرض نماز کے بعد ایسی نماز نہ پڑھے کہ قراءت یا جماعت میں سابق کی نماز کی مانند ہو۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں لا یصلے بعد صلوٰۃ مثلها یعنے کوئی نماز کسی نماز کے پیچھے ایسی نہ پڑھی جاوے کہ وہ اُس کی مثل ہو امام محمدؒ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے اور چونکہ ظاہر حدیث اجماعاً مراد نہیں کیونکہ صبح اور ظہر کی نماز اسی طرح پڑھی جاتی ہے کہ اُن کے پہلے ویسی ہی سنتیں ہیں لہذا ضرور ہوا کہ اس حدیث کو کسی خاص صورت پر حمل کیا جاوے یعنے حدیث میں مثلیت مطلقاً مراد نہیں بلکہ قراءت یا جماعت میں مثل ہونا

Marfat.com

مراد ہے پس اگر ظہر کے بعد کی چار سنتیں اِس طرح پڑھے کہ اول کی دو رکعتوں میں قرارت اور آخیر کی دو رکعتوں کو خالی فرض کی مانند نماز ادا کرے تو یہ نماز مکروہ ہوگی اسی طرح ایک ہی نماز کو دوسری بار جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے کذا فی الشامی ولا تعاد عند توھم الفساد یعنے فساد کے وہم ہونے کے وقت نماز دوہرائی نہ جائے ممانعت کی وجہ سے مثلاً کسی شخص نے ایک بار نماز پڑھی پھر کسی وسوسہ کے سبب سے اُس کے فاسد ہونیکا شبہ ہوگیا تو اُس نماز کا دوہرانا مکروہ ہے البتہ اگر نماز میں کوئی خلل قطعاً ثابت ہو مثلاً کوئی واجب ترک ہوگیا ہو تو اُس صورت میں اعادہ واجب ہے وما نقل ان الامام قضی صلوۃ عمرہ فان صح نقول کان یصلی المغرب و الوتر اربعاً بثلاث قعدات یعنے یہ جو منقول ہے کہ حضرت امام اعظمؒ نے اپنی عمر کی نماز قضا کی سو اگر یہ نقل صحیح ہے تو ہم کہتے ہیں کہ امام صاحب مغرب اور وتر کی نماز کی چار رکعتوں کو تین قعدوں سے پڑھا کرتے تھے درحقیقت یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے جسکی تقریر یوں ہوسکتی ہے کہ امام صاحبؒ کا قضاء عمری نماز پڑھنا حدیث مذکور کے مخالف ہے وجہ یہ کہ ایسا تو نہوا ہوگا کہ امام صاحب نے اپنی تمام پہلی نمازوں میں کوئی واجب چھوڑ دیا ہو یا کسی مکروہ کے مرتکب ہوئے ہوں تاکہ اُنکا اعادہ اسوجہ سے واجب ہوگیا ہو بلکہ غالباً آپکی قضا بنظر احتیاط اور توہم فساد تھی تو یہ قضا حدیث مذکورہ کے مخالف ٹھیری اور اگر یوں کہیے کہ قضا کی تمام رکعتوں میں آپ نے قرارت پڑھی تھی تاکہ وہ نفل ہوجائیں تو مغرب اور وتر کی تینوں رکعتیں نفل ٹھیرینگی حالانکہ کوئی نفل تین رکعتوں کے ساتھ موضوع نہیں ہے اِسکا جواب بعض علماء یوں فرماتے ہیں کہ اولاً تو عمری قضا نقلاً امام صاحب سے صحیح نہیں اور اگر بفرض صحیح بھی ہو تو آپ مغرب و وتر کی چار رکعتوں کو تین قعدوں سے پڑھا کرتے تھے یعنے تیسری رکعت پر بھی بیٹھکر تشہد پڑھ لیا کرتے تھے تاکہ اگر اول کی نماز صحیح نہ ہو تو یہ نماز نفل ہوجائے اور قاعدہ کا زیادہ ہونا نفل کو باطل نہیں کرتا شامی کہتے ہیں کہ پہلا ہی جواب یعنے یوں کہدینا کہ یہ روایت امامؒ صاحب سے صحیح نہیں بہت ٹھیک بات ہے **مسئلہ** نماز تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اُن کے بیس ہونے میں یہ حکمت ہے کہ مُکمِّل (بالکسر) مُکمَّل (بالفتح) کے برابر ہوجائے یعنے نوافل فرائض کی تکمیل کیواسطے مقرر ہوئی ہیں چونکہ پنجگانہ فرائض اور وتر کا شمار بیس ہے اسلئے تراویح کی بھی بیس رکعتیں ہوئیں اِس تقریر سے واضح ہوگیا کہ تکمیل کرنیوالی تراویح اور تکمیل کیے گئے فرائض اور وتر ہیں یہ تو تراویح کی بیس رکعت ہونے پر عقلی دلیل قائم کی گئی ہے نقلی دلیل اسپر یہ ہے کہ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس

Marfat.com

رضی اللہ عنہا سے بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے اور تمام قران مجید کا ایک مرتبہ تراویح میں پڑھنا مسنون ہے اور دوبار فضیلت اور تین بار افضل ہے لوگوں کی سستی اور کاہلی کی وجہ سے تمام قرآن مجید کا پڑھنا نہ چھوڑا جائے قرآن مجید کی ساری آیتیں کچھہ اوپر چھہ ہزار ہیں اور تراویح کی رکعتوں کا شمار بیس کے اعتبار سے چھہ سو ہے پھر اگر رمضان کا مہینہ پورے تیس دن کا ہو گا پر اس حساب سے اگر نمازی ہر رکعت میں دس آیتیں پڑھیگا تو مہینے میں ایک ختم ہو جائیگا کذا فی الطحطاوی مجتبیٰ میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے فرض نماز میں تین چھوٹی اور ایک بڑی آیت پڑھی تو اُس نے اچھا کیا برا نہ کیا پھر تیرہ تراویح میں کیا گمان ہے جب فرض میں تین آیتیں پڑھنی بہتر ہیں تو تراویح میں بطریقۂ اولےٰ اور احسن ہوں گی فتح المنان میں لکھا ہے کہ صحاح ستہ میں تراویح کے باب میں گو متعدد روایتیں مختصر و مطول وارد ہیں۔ مگر ہم یہاں اختصاراً ایک دو ہی روایتوں پر بس کرتے ہیں عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ النَّبِیَّ صلے اللہ علیہ وسلم فی المسجد فصلے بصلوٰتہ ناس ثم صلے من الثانیۃ فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلۃ الثالثۃ فلم یخرج الیھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما اصبح قال قد رایت الذی صنعتم ولم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان یفرض علیکم وذالک فی رمضان اخرجہ ابو داؤد وفی روایۃ البخاری والمسلم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرج فی جوف اللیل فصلے رجال بصلاتہ فلما اصبح الناس یحدثون بذلک فاجتمع اکثر منھم فخرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اللیلۃ الثانیۃ فلما اصبح الناس یذکرون ذلک فکثر اھل المسجد من اللیلۃ الثالثۃ فخرج فصلوا لصلاتہ فلما کانت اللیلۃ الرابعۃ عجز المسجد عن اھلہ فلم یخرج الیھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فطفق رجال منھم یقولون الصلوٰۃ فلم یخرج الیھم حتےٰ خرج لصلوٰۃ الفجر **ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی اور آپ کے ساتھہ اور لوگوں نے بھی نماز پڑھی پھر دوسری شب کو آپ نے نماز پڑھی تو بہت سے آدمی ہو گئے پھر تیسری رات تو بہت ہی لوگ جمع ہو گئے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف نہ نکلے مگر جب صبح

ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ بلا شبہ جو کچھ تم نے کیا ہے مجھے سب معلوم ہے مجھے تمہارے پاس آنے سے کسی چیز نے منع نہیں کیا مگر مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ مبادا یہ نماز تم پر فرض ہوجائے اور یہ قصہ رمضان میں واقع ہوا تھا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور بخاری مسلم کی روایت میں یوں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کو مسجد میں تشریف لائے لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی جب صبح ہوئی تو آدمی اس کی بات چیت کرنے لگے پھر دوسری رات کو اس سے اکثر آدمی جمع ہوئے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دوسری شب کو مسجد میں تشریف صبح کو لوگ اس کا ذکر کرنے لگے پھر تیسری رات کو اہالیان مسجد بہت سے جمع ہو گئے اور آنحضرت نے تشریف لاکر لوگوں کو نماز پڑھائی پس سب لوگوں نے آپ کے ہمراہ نماز پڑھی پھر جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد لوگوں سے بھر گئی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف نہ لائے ہر چند کہ بعض آدمی کہنے لگے اَلصَّلٰوۃ اَلصَّلٰوۃ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف نہ لائے حتیٰ کہ صبح کی نماز کیواسطے تشریف فرما ہوئے

ف تعداد رکعات میں روایتیں مختلف آئی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گیارہ رکعتیں مع وتر کے مروی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے وتر کے علاوہ بیس رکعتیں آئی ہیں مگر محدثین نے اس روایت کو ضعیف فرمایا ہے اور یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارض ہے جو صحیحین میں عبداللہ بن سلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے اِنَّہٗ سَأَلَ عَائِشَۃَ کَیْفَ کَانَ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا کَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یعنے جب عبداللہ بن سلمہ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیونکر ہوا کرتی تھی حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھا کرتے تھے محققین علماء محدثین لکھتے ہیں کہ خلفاء راشدین مہدیین کا بیس رکعت تراویح پر مواظبت کرنا قرینہ صحت روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہے اُنہوں نے حضرت عائشہ کی حدیث کا تعارض اس طرح دفع کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تعداد رکعات صلوٰۃ اللیل میں مختلف تھی کبھی آپ بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے کبھی گیارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اپنے علم کے موافق گیارہ رکعت کی روایت بیان فرمائی اور ابن عباسؓ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو میمونہ کے گھر بیس رکعت پڑھتے دیکھا قَالَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْحَقِّ

Marfat.com

قالوا اسناده ضعيف وعارض حديث ام المؤمنين ميمونة وشاهد ذلك ابن عباس ومواظبة الصحابة على عشرين ركعة يرجح تلك الرواية انتهى - ارکان اربعہ اور رد المحتار حاشیہ در المختار میں ہے ذکر فی الاختیار ان ابا یوسف سال ابا حنیفة عنها وما فعله عمر فقال التراویح سنة مؤكدة ولم يخرجه من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعا ولم يامر به الا عن اصل لديه وعهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم انتهى یعنے اختیار میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسف نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے تراویح کی نماز کے بارہ میں پوچھا اور حضرت عمرؓ کے فعل سے دریافت کیا امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ تراویح کی نماز سنت موکدہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ تو اس کو اپنی طرف سے نکالا اور نہ وہ اس میں مبتدع یعنے نیا طریقہ نکالنے والے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعت کا حکم نہ کیا مگر اصل وسند کے ساتھ جو اُن کے پاس تھی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُن کے پاس علم زبانی تھا اسی وجہ سے جمہور حنفیہ مجموع بیس رکعت تراویح کو سنت موکدہ کفایہ کہتے ہیں - کیونکہ خلفار راشدین مہدیین کی مواظبت حنفیہ کے نزدیک دلیل سنت ہے پس جس امر دین پر خلفار راشدین مہدیین کی مواظبت ثابت ہو وہ ضرور سنت ہوگی اور اُسکا لزوم اور اسارت ترک سنت موکدہ نبویہ کے لزوم و اسارت ترک کے مانند ہے بقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين الحديث علمار اصول نے تصریح کی ہے کہ صحابہ کے طریقہ پر بھی مطلقا سنت کا اطلاق آیا کرتا ہے چنانچہ نورالانوار میں ہے ان السنة تقع على الطريقة النبي صلى الله عليه وسلم وغيره من الصحابة الى ان قال وهي نوعان سنة الهدى وتاركها يستوجب الاساءة والزوائد وتاركها لا يستوجب اساءة اور اصول بزدوی میں ہے - ان السنة عندنا تقع على سنة النبي وغيره غرضکہ تمام متون وشروح اور فتاوے فقہ حنفیہ میں مجموع بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا مصرح و مفہوم ومبہم ہے جیساکہ ماہران علم دین پر واضح ہے امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں جو بعض رکعات کا استحباب بحسب اقتضا بیان کیا ہے وہ دلیل غیر مقبولہ ہے جمہور نے کہا ہے کہ یہ بات جمہور حنفیہ کے مخالف ہے چنانچہ علامہ ابن ہمام خود اسی مبحث کے آخر میں تحریر کرتے ہیں وظاهر كلام المشائخ ان السنة عشرون ومقتضى الدليل ما قلنا وفي الدر المختار شرح تنوير الابصار سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال و

والنساء الی ان قال وهی عشرون رکعة وروی البیهقی باسناد صحیح انهم کانوا یقومون علی عهد
عمر رضی الله عنه بعشرین رکعة وفی عهد عثمان وعلی رضی الله عنهما مثله
وروی عن ابن عباس انه صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم عشرین رکعة
فی رمضان ثم اوتر بعدها بثلث لکن المحدثین قالوا ان هذا الحدیث ضعیف والصحیح
ما روته عائشة رضی الله عنها انه صلی احدی عشرة رکعة کما هو عادته فی قیام اللیل
وروی انه کان بعض السلف فی عهد عمر بن عبد العزیز یصلون باحدی
عشرة رکعة قصد التشبه برسول الله صلی الله علیه وسلم والذی استقر علیه الامر و
اشتهر من الصحابة والتابعین ومن بعدهم هو العشرون وما روی الثالث وعشرون
بحساب الوتر معها الخ ما ثبت بالسنة میں حضرت شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں و بیہقی درین ہر دو
روایت جمع نمودہ است بایں طریق کہ اول صحابہ کرام عدد یازدہ را کہ عدد مشہور تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود
درین نماز ہم اختیار کردہ بودند لِلعِلَّةِ المُشتَرِکَةِ بَینَهُمَا وَهُوَ اَنَّ کُلًّا مِنهُمَا صَلوٰةُ اللَّیلِ وچوں نزد ایشان
ثابت شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درین ماہ درین قیام زیادت از ان عدد میفرمودند و بعشرین
میرسانند من بعد عدد بست وسہ را اختیار کردند و بریں عدد اجماع شد و اختیار اصحاب کرام امرے
را کہ در ان عقل را مداخلت نباشد محمول بر تعلم قولے یا فعلے از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
می باشد کما تقرر فی اصول الحدیث و بعد از تحقیق اجماع در قرون متاخرہ مراعات این عدد ہم از ضروریات
گشت ولہذا فقہا بر بست عدد اتفاق دارند کما لا یخفی علی من له ادنی تامل پس تقدیر بالا سے واضح طور
پر معلوم ہو گیا کہ تراویح سنت موکدہ ہے لِمُوَاظَبَةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ [illegible] لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اِجمَاعًا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مردوں کا امام بنایا تھا اور تمیم داری عورتوں کو نماز پڑھایا
کرتے تھے کذا فی الشامی اب رہی یہ بات کہ تراویح کا وقت کونسا ہے سو باتفاق علماء اس کا وقت
نماز عشا اور وتروں کے درمیان ہے مگر آدھی رات کے بعد بھی اصح قول میں تراویح مکروہ نہیں
اگر کوئی شخص فرض تنہا پڑھے تو اسے لائق ہے کہ وتر جماعت سے نہ پڑھے کذا فی الشامی باقی
رہا یہ مسئلہ کہ اگر تراویح کی جماعت سب نے نہ کی ہو تو کیا سب لوگ وتر جماعت سے
پڑھیں یا نہیں شامی کہتے ہیں ظاہر بات یہ ہے کہ وتر جماعت سے نہ پڑھے کیونکہ

وتر میں جماعت کا مسنون ہونا تراویح کی جماعت کے بعد سلف سے منقول ہے پس وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے اور رمضان کے علاوہ اور دنوں میں وتر اور نفل جماعت سے نہ پڑھے جائیں **فائدہ** — خمسۃ یتبع فیھا الامام قنوت وقعدۃ اول وتکبیر عید وسجدۃ تلاوۃ وسھو واربع لا یتبع فیھا زیادۃ تکبیر عید وجنازۃ ورکن وقیام لخامسۃ یعنے امام کی پانچ باتوں میں متابعت کی جائے اوّل قنوت دوّم قعدہ اولیٰ سوّم تکبیر عید چہارم سجدہ تلاوت پنجم سجدہ سہو میں اگر امام ان کو کریگا تو مقتدی کو بھی اُس کا بجالانا ضرور ہوگا - اور اگر انکو امام سہواً ترک کرے تو مقتدی کو بھی ترک کرنا ضرور ہوگا - اور چار باتیں ایسی ہیں جنمیں مقتدی کو امام کی متابعت ضرور نہیں اوّل عید کی تکبیر کا زیادہ کرنا دوم جنازہ کی تکبیر زیادہ کرنی تیسرے نماز کے ارکان مین کوئی رکن زیادہ کرنا مثلاً دو رکوع کرنے یا تین دفعہ سجدہ کرنا - چوتھے امام کا پانچویں رکعت کے واسطے کھڑا ہوجانا اور آٹھ ایسی باتیں ہیں جو مطلقاً کی جاتی ہیں خواہ امام کرے یا نہ کرے ایک تکبیر کے لئے ہاتھوں کا اُٹھانا - دوسرے سبحانک اللھم پڑھنا - تیسرے انتقالات کی تکبیر کہنی چوتھے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا کہ اگر امام نہ کہے تو مقتدی ربنا لک الحمد کہہ لے پانچوین رکوع اور سجدہ میں تسبیح کہنی چھٹے التحیات مگر اُسی صورت میں کہ جب امام بیٹھ جاوے - لیکن جب پہلے قعدہ میں امام نہ بیٹھے تو مقتدی کو اُس کی متابعت لازم ہے - ساتوین سلام پھیرنا یعنے اگر امام بول پڑے یا مسجد سے نکل جائے تو مقتدی سلام پھیر لیں کذا فی الطحطاوی آٹھوین تکبیر تشریق اور صاحب بحر الرائق کہتے ہیں کہ نماز کا توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے اور کبھی مستحب اور کبھی مباح اور کبھی واجب حرام تو بدون عذر کے نماز کو توڑ دینا ہے اور مستحب حصول جماعت یا اور کسی وجہ سے کامل کرنے کے واسطے نماز کو توڑ دیتا ہے اور مال کے فوت ہوجانے کے خوف سے نماز کو توڑنا مباح ہے اور جان بچانے کے لئے توڑنا واجب کذا فی الشامی **مسئلہ** جمعہ فرض عین ہے اور اُس کا منکر اہل شرع کے نزدیک کافر کیونکہ قطعی دلیل یعنے آیۃ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ اُس پر دلالت کرتی ہے اور اس کا ثبوت احادیث صحیحہ اور اجماع سے ہوا ہے بدون عذر اُس کا تارک فاسق وگنہگار ہے وفی البحر وقد افتیت مرارًا بعدم صلوٰۃ الاربع بعدھا بنیۃ اٰخر ظھر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا واما من لا یخاف علیہ

Marfat.com

مفسدة منها فالاولى ان تكون فى بيته خفية يعنى بحر الرائق میں ہے کہ میں نے جمعہ کے بعد چار رکعت نہ پڑھنے کا آخر ظہر کی نیت سے اُس خوف کی وجہ سے بہت دفعہ فتوٰے دیدیا ہے کہ جاہل لوگ مبادا جمعہ کی فرضیت سے کے معتقد ہو جاویں اور ہمارے زمانے میں یہی احتیاط ہے البتہ جس شخص کو جمعہ کی طرف سے خرابی عقیدہ کا خوف نہ ہو تو اُس کے واسطے یہی بہتر ہے کہ یہ چاروں رکعتیں اپنے گھر میں خفیہ طور پر پڑھ لے طحطاوی کہتے ہیں کہ یہ بات صاحب بحر نے اس واسطے فرمائی ہے کہ بعض حمقا اور سفہا لوگ کہہ بیٹھتے ہیں کہ امام اعظمؒ کے نزدیک جمعہ فرض نہیں ہے۔ شروط جمعہ اس قطعہ میں موجود ہیں سہ شرط وجوب عقل و امامت بلوغ دان؛ بعذری است مردی و آزادی بعد ازاں؛ سلطان و وقت و خطبہ جماعت ہم اذن و شہر؛ یاد اش پئے ادا کن و مگذار رائگاں؛ اولاً اور شرط کے درمیان فرق یہ ہے کہ ادا کی شرطوں کے نہ ہونیسے ادا صحیح نہیں ہوتا اور وجوب کے شرائط نہ ہونے سے ادا درست ہے جب بادشاہ پہلی دفعہ ایک شخص کو جمعہ کی اقامت کا اذن دیدے تو اُس شخص کو اختیار ہوگا کہ غیر کو اجازت دیدے اور غیر دوسرے شخص کو اسیطرح اجازت در اجازت چلی جائے یہ نہیں کہ جب بادشاہ نے جمعہ کی اقامت کا اذن مسجد میں دیا تو ہر شخص یا ہر خطیب کو اُس مسجد میں اقامت جمعہ کی اجازت ہوگئی معراج الدرایہ میں مبسوط سے منقول ہے کہ اگر حاکم شہر کے کفار ہوں تو مسلمانوں کو جمعہ کا قائم کرنا درست ہے اور مسلمانوں کی رضامندی سے قاضی بھی شہر کا بن سکتا ہے پھر اُن سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ کافر حاکم سے ایک مسلمان حاکم کی درخواست کریں کذا فی الشامی مسئلہ ایک شہر میں مختلف مساجد میں متعدد جمعہ ہونے کسی صحابی اور تابعی سے ثابت نہیں شرح منیہ میں امام سے ظاہر روایت عدم جواز کی بیان کی گئی ہے اور نہر الفائق نے نقل کیا ہے کہ مذہب میں یہی قول معتمد ہے نہ وہ ضعیف قول جو اُس کے جواز پر دلالت کرتا ہے اور امام سرخسی نے ذکر کیا ہے کہ امام اعظمؒ کا صحیح مذہب یہی ہے کہ ایک شہر میں دو جگہ یا اس سے زیادہ جمعہ کا قائم کرنا درست ہے اسیواسطے شرح منیہ میں چار رکعت پڑھنے کو احتیاط لکھا ہے کیونکہ مختلف مساجد میں جمعہ کے جائز یا ناجائز ہونے میں جو اختلاف ہے وہ بہت قوی ہے اور بعض خطیب ورد پڑھتے وقت جو منہ کو دائیں یا بائیں طرف پھیرا کرتے ہیں اسکو ابن حجر شرح منہاج میں بدعت کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس فعل کو ترک کرنا لازم ہے

Marfat.com

جامع الخطیب میں لکھا ہے کہ دو خطبوں کے بیچ میں دعا کے واسطے ہاتھ اٹھانا حرام ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ خطبہ کے وقت کسی قسم کا کلام نہ کرتے اس کے یہ معنے ہیں کہ نہ تو دعا مانگتے نہ دعا کے علاوہ اور کوئی بات کرتے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ کی وہ ساعت جس میں دعا مقبول ہوتی ہے وہ امام کے منبر پر چڑہنے سے لیکر نماز کے پورا کرنے کے وقت تک ہے تو ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ وہ ساعت وہی ہے جسمیں غیر امام کو کلام کرنا حرام ہے اور یہاں دعا سے وہ دعا مراد ہے جو امام خطبہ اور نماز میں سارے مسلمانوں کیواسطے پڑھتا ہے پس اس سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ امام یا وہ لوگ جو اس جلسہ میں بیٹھے سن رہے ہیں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں ۱۲۷۳ھ ہجری میں اس مضمون کا ایک استفتا ہوا تھا جس میں دہلی اور رامپور اور بریلی کے نامی علماء نے لکھا تھا کہ دونوں خطبوں کے بیچ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ہرگز درست نہیں اگر کوئی شخص بدون ہاتھ اٹھائے اور زبان ہلائے دل میں دعا مانگے تو اس کا کوئی مضائقہ بھی نہیں چنانچہ یہ بات بحرالرائق اور فتح البیان میں نہایت تصریح کے ساتھ موجود ہے اور عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے جب بشیر بن مروان کو خطبہ میں ہاتھ اٹھائے دعا مانگتے دیکھا تھا تو بددعا دی تھی چنانچہ ترمذی میں یہ روایت مروی ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ بدعت خلفاء مروانیہ کے زمانہ میں پیدا ہوئی خدا تعالی ہمکو اور تمام دینداروں کو اتباع شریعت نصیب کرے اور بے اصل بدعتوں سے محفوظ رکھے اور خالص دین محمدی پر خاتمہ کرے آمین ثم آمین کذا فی غایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار اب رہی یہ بات کہ جمعہ کے دن قبولیت دعا کی ساعت کونسی ہے سو اس میں علماء کے پینتیس قول ہیں وہ ساعت شب قدر اور اسم اعظم کی طرح مبہم ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ساعت ہر جمعہ میں انتقال کرتی رہتی ہے کسی جمعہ میں اول روز کسی میں بیچ اور کسی میں آخر روز ہوتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِي كِتَابٍ لَا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ ثَلٰثًا یعنے جو شخص جمعہ کو بلا ضرورت ترک کرے وہ ایسی کتاب میں جو مٹائی اور بدلی نہیں جاتی منافق لکھا جاتا ہے اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ جو شخص تین جمعہ ترک کرے اس کا یہ حال ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

Marfat.com

الیوم الآخر فعلیہ الجمعۃ یوم الجمعۃ الا مریض او مسافر او امرأۃ او مملوک فمن استغنیٰ بلہو او تجارۃ استغنی اللہ عنہ واللہ غنی حمید یعنے جو شخص خدا اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو اُس پر جمعہ کے دن نماز جمعہ فرض ہے مگر مسافر یا عورت یا لڑکا یا غلام اُن پر فرض نہیں پس جو کوئی نماز جمعہ سے تجارت یا کھیل کے سبب سے بے پرواہ ہوا اللہ تعالےٰ اُس سے بے پرواہی کرتا ہے اور اللہ بے پروا التعریف کیا گیا ہے اُس کو دار قطنی نے روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جو کوئی تجارت یا کھیل میں مشغول ہو کر جمعہ کی نماز ترک کرتا ہے اُس سے اللہ تعالےٰ بھی بے پروا ہوتا ہے اور اپنی مہربانی و شفقت کی نظر نہیں کرتا اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ فرض مؤکد ہے اور جمعہ میں جماعت فرض ہے امام اعظمؒ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک تو امام کے علاوہ تین آدمیوں کا ہونا ضرور ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک امام کے علاوہ دو ہی آدمی جماعت کے واسطے کافی ہو سکتے ہیں مگر امام شافعیؒ کے نزدیک چالیس آدمی آزاد عاقل کامل ہونے ضرور ہیں غلام اور لڑکے اور دیوانے اور عورت اور مسافر اور اندھے لنگڑے اور مقعد اور مریض اور شیخ فانی جب کو رستہ چلنا نہایت دشوار ہو اُن پر جمعہ فرض نہیں ہاں اگر یہ لوگ جمعہ پڑھ لیں گے تو جائز ہو جائیگا جمعہ کی نماز صرف دو رکعت فرض ہے اس کے پڑھنے سے ظہر کی نماز سر سے اُتر جاتی ہے جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا امام اعظمؒ کے مذہب میں مکروہ ہے

تہجد کا بیان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو اُٹھا کرتے تو دس دفعہ اللہ اکبر اور دس دفعہ الحمد للہ اور دس دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ اور دس مرتبہ سبحان الملک القدوس اور دس مرتبہ استغفار اور دس ہی دفعہ لا الٰہ الا اللہ فرماتے پھر اللھم انی اعوذبک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیمۃ دس دفعہ پڑھتے یعنی بار خدایا میں دنیا کی تنگیوں اور قیامت کی سختیوں سے تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں پھر نماز تہجد شروع کرتے حضرت محدثین اس نماز کو سبعات عشرہ کے مقابل معشرات سبعہ کہتے ہیں یعنے صوفیہ کرام کے ہاں دس چیز سات سات دفعہ پڑھی جاتی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کی فضیلت میں فرماتے ہیں کہ تمام نمازوں میں بہت عزیز اللہ کی طرف داؤد کی نماز ہے۔ اور تمام روزوں میں بہتر روزہ خدا کی طرف داؤد کا روزہ ہے وہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات قیام کرتے اور پھر چھٹی رات کے

Marfat.com

حصہ میں سورہتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کیا کرتے **فائدہ** یہ نماز محبوب اور پسندیدہ اس لیے ہے کہ آدمی کا نفس جب دو ثلث رات آرام لے لیگا تو عبادت میں خوب ہی نشاط اور مزہ آئیگا اسی طرح اس قسم کا روزہ اسواسطے زائد محبوب ہے کہ اس میں نفس پر زائد مشقت و محنت پڑتی ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کو کسی نے اُن کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ آپ کے رب نے کیا معاملہ کیا کہا کہ جو باتیں میں حقائق و معارف میں کہتا تھا وہ سب کے سب ایک لخت مجھے جاتی رہیں اور جس قسم کے میں اشارات بیان کرتا تھا وہ سب مجھے فنا ہو گئے مجھے کسی چیز نے فائدہ ندیا مگر اُن چند رکعتوں نے جو رات کے وقت تنہائی میں پڑھا کرتا تھا اُس سے طالبوں کو تہجد کی نماز پر کمال رغبت ہوتی ہے **بیت** کار کن کار بگذر از گفتار ۔ کاندریں راہ کار دارد کار ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اے لوگو تمہاری ہر ایک ہڈی پر صبح ہوتے ہی صدقہ لازم ہوتا ہے پھر ہر تسبیح صدقہ اور ہر تحمید صدقہ اور امر بالمعروف صدقہ اور نہی عن المنکر صدقہ ہے اور ان سب باتوں سے اشراق کی دو رکعتیں کافی ہوسکتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ حقتعالے فرماتا ہے اے فرزند آدم تو اول روز میں چار رکعتیں خاص میرے واسطے پڑھ میں تجھکو اُس دن کی شام تک کفایت کرونگا یعنے تیری حاجتونکو پورا کروں گا **استخارہ کی نماز کا بیان** حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسطرح ہمکو قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے اسیطرح استخارہ کی دعا سب کاموں میں سکھایا کرتے تھے یعنے اُس کے سکھلانے میں بہت بڑا اہتمام کیا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا قصد کرے تو اُسے مناسب ہے کہ فرض کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اللھم انی استخیرک بعلمک وبارک لی استقدرک بقدرتک واسئلک من فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم قیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ وعاجل امری واجلہ فاصرفہ عنی فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او عاجل امری واجلہ فاصرفہ عنی فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ او عاجل امری واجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی افضل یہ ہے کہ عاجل امری واجلہ دونوں لفظ پڑھے اسدعا کا ترجمہ یہ ہے یا الٰہی میں تجھسے تیری استعانت علم کیساتھ بھلائی کا طالب ہوں اور تیری قدرت

Marfat.com

کے ذریعہ سے خیر کے پانے اور اُس کے حاصل ہونے پر طاقت و قدرت کا خواہاں ہوں اور تجھسے تیرا فضل
عظیم مانگتا ہوں کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں کسی چیز پر قادر نہیں مگر تیری قدرت کے ساتھ اور تو ہر چیز
کو جانتا ہے میں کسیکو نہیں جانتا اور تو علم غیب جانتا ہے یا الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام جسکا میں ارادہ
رکھتا ہوں میرے لئے میرے دین و دنیا میں بہتر ہے اور انجام کار میں عمدہ ہے یا یوں فرمایا کہ اس جہان اور
اُس جہان میں بہتر ہے تو اُسے میرے لئے مہیا اور آسان کر دے پھر اُس میں خوب سی برکت دے اور
اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے دین و دنیا اور زندگی اور انجام کار میں بُرا ہے (یا یوں فرمایا کہ اس جہان
اور اُس جہان میں بُرا ہے) تو پھر اُسکو مجھسے اور مجھکو اُس سے ہٹا دے اور میرے لئے بھلائی مہیا کر جہاں کہیں
کہ ہو پھر مجھکو اُس سے راضی کر اور واجب و مستحب کے ادا کرنے یا حرام و مکروہ کے ترک کرنے کیواسطے استخارہ نہیں
اگر مباح کام میں تردد ہو جیسے سفر۔ تجارت نکاح وغیرہ تو اُسمیں استخارہ کرنا مبارک اور عمدہ ہے اور معین و مقرر کھانے
پینے وغیرہ میں بھی استخارہ کرنے کی ضرورت نہیں اور جونسی سورت چاہے پڑھے بعض روایتوں میں قل یاایہا
الکافرون اور قل ھو اللہ پڑھنا آیا ہے اور مختصر استخارہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی
اِخْتِیَارِیْ یعنے اے اللہ میرے لئے وہ چیز اختیار اور پسند کر جسکو تو مناسب جانے اور مجھے میرے اختیار
کیطرف مت سونپ **توبہ کی نماز کا بیان** رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص
کسی قسم کا گناہ کرتا ہی پھر کھڑا ہوتا اور وضو کرکے نماز پڑھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتا ہے
تو خدا تعالیٰ اُسے بخش دیتا ہے پھر حضرت صلعم نے یہ آیت وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ
ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ یعنے جو لوگ جب کسی قسم کی بیحیائی اور گناہ کرتے یعنے کبیرہ گناہ جیسے
زنا اور کلمہ کفر وغیرہ یا اپنی جانوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں یعنے صغیرہ گناہ کر بیٹھتے ہیں جیسے اجنبی عورت یا لڑکے
کا بوسہ لینا یا مساس کرنا یا حرام نظر کرنی وغیرہ پھر وہ لوگ خدا کو یاد کرنے لگتے ہیں یعنے اُس کے
عذاب کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش کی اُس کی جناب میں التماس کرتے ہیں۔ یہ روایت
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ
چکی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ کسی سے کوئی روایت کبھی قبول نہ کرتے تاوقتیکہ
راوی کو قسم نہ دے لیتے۔ پس جب وہ قسم کھا کر یوں کہتا کہ واللہ یہ حدیث میں نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے تو قبول کر لیتے مگر جب کوئی روایت حضرت ابوبکرؓ سے سنتے

تو فوراً قبول کر لیتے اور اُن سے قسم نہ لیتے پس اِس قسم کی نماز کو نماز توبہ کہتے ہیں۔

مصیبت کی نماز کا بیان حذیفہ کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کا غم اور مصیبت پہنچی تو اُس غم کی خلاصی کے واسطے اور حکم الٰہی بجالانے کے لئے کہ اللہ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ نماز پڑہتے۔

نماز حاجت کا بیان جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو کوئی دینی یا دنیوی خدا کی طرف یا بنی آدم کی طرف حاجت ہو تو اُسے چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعتیں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑہے پھر خدا کی بہت تعریف کہے اور نبی پر درود پڑہے پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یعنے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جو بزرگ اور بخشش کرنے والا ہے خدا تعالےٰ پاک ہے جو بڑے تخت کا مالک اور پروردگار ہے سب تعریف خدا کو ہے جو سارے جہان کا مالک اور رب بار خدایا میں تجھسے ایسے عمل کا طالب ہوں جو تیری رحمت کے اُترنے کا سبب ہو اور ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جسکے سبب سے تیری بخشش حاصل ولازم ہو اور ہر نیکی سے فائدہ اور ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں میرے لئے کوئی گناہ بدون معاف کئے ہوئے نہ چھوڑ اور کوئی فکر اُس کے کہوئے اور دور کئے ہوئے نہ چھوڑ اور کوئی ایسی حاجت جس میں تیری رضامندی ہو اُسے بدون روا کئے نہ چھوڑ اے سب رحم کرنے والوں سے بہت زیادہ رحم کرنے والے۔ بہتر اور افضل یہ بات ہے کہ اِس میں درود والتحیات کا پڑہے پس اس نماز کو صلوٰۃ الحاجت کہتے ہیں ابن حجر فرماتے ہیں کہ حاجت روائی کے واسطے ہفتہ کی صبح کو قصد کرنا مستحب ہے کیونکہ حدیث نبوی صلعم میں آیا ہے کہ جو شخص ہفتہ کی صبح کو اپنی ایسی حاجت کی طلب کرے جسکا اسے طلب کرنا حلال ہو جائے تو اُس کے روا ہونیکا میں ضامن اور کفیل ہوں۔

قرآن مجید کے حفظ کرنے کے واسطے حدیث شریف میں نماز اسطرح آئی ہے حضرت رسول الثقلین ہادی کونین فرماتے ہیں کہ جو کوئی قرآن مجید یاد کرنا چاہے تو اُسے چاہئے کہ جب جمعہ کی رات آئے تو اگر آخر تہائی رات میں اُٹھ سکتا ہے تو اُٹھے کیونکہ وہ ایسی مبارک ساعت ہے

Marfat.com

کہ اُس میں فرشتے حاضر ہوتے اور ہر قسم کی دعا مقبول ہوتی ہے اور جو شخص اُسوقت نہ اُٹھ سکے تو وہ آدھی
رات کو اُٹھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اول ہی رات کو اُٹھے اور چار رکعتیں اُس طرح پڑھے۔ پہلی میں الحمد اور
لیٰسین دوسری میں الحمد اور حٰم الدخان تیسری میں الحمد اور الم تنزیل سورہ سجدہ چوتھی میں الحمد اور تبارک الذی
جب یہ چاروں رکعتیں کمال عاجزی اور تذلل سے پڑھ چکے تو اللہ تعالےٰ کی اچھی طرح تعریف کرے
اور حضرت صلعم پر درود بھیجے پھر اور پیغمبروں پر اچھی طرح درود بھیجے اور تمام مسلمان مرد اور عورتوں
کیلئے بخشش مانگے اور آخر میں یہ دعا پڑھے اللھم ارحمنی بترک المعاصے ابدًا ما ابقیتنی و
ارحمنی ان اتکلف ما لا یعنینی وارزقنی حسن النظر فیما یرضیک عنی اللھم بدیع السموٰت
والارض ذی الجلال والاکرام والعزۃ التی لا ترام اسئلک یا اللہ یا رحمٰن بجلالک
ونور وجھک ان تلزم قلبی حفظ کتابک کما علمتنی وارزقنی ان اتلوا علے النحو الذی
یرضیک عنی اللھم بدیع السموٰت والارض ذی الجلال والاکرام والعزۃ التی لا ترام
اسئلک یا اللہ یا رحمٰن بجلالک ونور وجھک ان تنور بکتابک بصری وان تطلق بہ
لسانی وان تفرج بہ عن قلبی وان تشرح لی صدری وان تغسل بہ بدنی فانہ لا یعیننی
علے الحق غیرک ولا یؤتیہ الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم آلٰہی
تو مجھپر گناہوں کے چھوڑنے ساتھ رحم کر یعنے اپنے پاس سے توفیق خیر دے جبتک تو مجھے زندہ
رکھے اور اس بات کے چھوڑنے کیساتھ مہربانی کر کہ میں ایسی چیز کا تکلف کروں جو مجھے کچھ بھی فائدہ نکر
اور مجھے نظر کی بھلائی اُس چیز میں نصیب کر کہ راضی کرے تجھکو میری طرف سے یعنے اپنی نیک اور
پسندیدہ چیزوں میں مجھے فکر کرنے کی توفیق عنایت فرما یا اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے
اے بزرگی و بخشش والے اے بڑی عزت والے ایسی عزت کہ نہ قصد کیجائے یعنے غیر کو ہرگز
لائق نہیں کہ اُس عزت کی آرزو کرے اے میرے اللہ اے بخشش کرنے والے میں تیری بزرگی
اور تیری نور ذات کے اپنے وسیلے سے جو میرے دل میں کتاب آلٰہی کو لازم کر دینے والی ہو
جیسا کہ تو نے مجھے سکھائی ہے سوال کرتا ہوں یعنے جس طرح تو نے ناظرہ پڑھنے کی توفیق دی ہے
اُسیطرح حفظ کرنے کی توفیق دے اور مجھے اس بات کی توفیق نصیب کر کہ میں اُسکو اس ڈھب
سے پڑھوں کہ تجھکو مجھسے راضی کر دے یعنے تدبر و تفکر اور اخلاص و حضور اور تجوید سے پڑھتا رہوں

Marfat.com

اے خدا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے بزرگی بخشنے والے اور اے اُس عزت کے مالک کہ نہ قصد کی جائے اے اللہ اے رحمٰن میں تیرے وسیلے اور بزرگی اور تیری روشنی ذات کے ذریعہ سے اس بات کا طالب ہوں کہ اپنی کتاب کی برکت سے میری بینائی میں روشنی پیدا کر اور اُس کے ساتھ میری زبان جاری کر اور اُسکی برکت کی وجہ سے تو میرے دل سے غم دور کر اور اُس کے سبب سے میرا دل کھولدے اور اُس کی برکت سے میرا سارا بدن دھو ڈال کیونکہ بجز حق کام پر تیرے سوا اور کوئی شخص مدد نہیں کر سکتا تو ہی حق دیتا ہے اور گناہوں سے بچنے کی قدرت اور عبادت کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر خدائے بلند مرتبہ اور بزرگ قدر کے ساتھ حدیث شریف میں ایک طول طویل قصہ آیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جناب سرور عالم صلعم کے پاس حاضر ہو کر عرض کی اے رسول خدا میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں قرآن شریف میرے دل سے محو ہوا جاتا ہے یاد نہیں رہتا کوئی ایسی ترکیب فرمائیے جس سے قرآن مجید کما حقہ یاد رہے حضرت نے فرمایا اے علیؓ کیا میں تمکو چند ایسے کلمے نہ سکھاؤں جنکے سبب سے خدا تعالیٰ تمہیں بھی فائدہ دے اور جسے تم سکھاؤ اُسے بھی فائدہ پہنچائے اور جو تم سیکھو تمہارے دل میں ثابت رہے حضرت علیؓ نے عرض کی بہتر. فرمائیے پس حضرت نے فرمایا اذا کانت لیلۃ الجمعۃ الخ یعنے حضرت نے وہی ترکیب جو اُوپر مذکور ہوئی فرمائی پھر راوی حدیث یعنے حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اُسکے بعد یعنی پانچ یا سات جمعوں کے پیچھے حضرت علیؓ حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے اے رسول خدا اس سے پہلے میں چار آیتیں یاد کر سکتا تھا اور یاد کرنے کے بعد بھول جایا کرتا تھا اب بفضلہ تعالیٰ چالیس آیتیں بخوبی یاد کر لیتا ہوں اور جب پڑھتا ہوں تو ایسا پڑھتا ہوں کہ گویا قرآن مجید آنکھوں کے سامنے دھرا ہے اور سابق میں جب کوئی حدیث سنتا تھا تو وہ بھی میرے ذہن سے جاتی رہتی تھی اور میں اُسے بھول جاتا تھا اور اب جو میں حدیث سنکر تکرار کرتا ہوں تو ایک حرف بھی ناقص نہیں پاتا ہوں کذا فی الترمذے اسباب میں امام شافعی علیہ الرحمتہ نے ایک مجرب عمل خوب ہی لکھا ہی آگے ہم سکو اسپر عمل کرنیکی توفیق دے اور وہ یہ ہے سہ شکوت الی وکیع سوء حفظی ﴿ فاوصانی الی ترک المعاصی ﴿ فان العلم فضل من اللہ ﴿ وفضل اللہ لا یعطی لعاص ﴿ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اُستاذ وکیع سے اپنے سوء حافظہ کی شکایت کی تو اُنہوں نے فرمایا کہ بتحقیق علم خدا کا فضل ہے

Marfat.com

جو گنہگار کو نہیں دیا جاتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا اے میرے چچا کیا میں تجھے ندوں کیا میں تجھکو ندوں کیا میں تجھے دس خصلتوں والی چیز ندوں جسوقت تو وہ عمل میں لاویگا اللہ تعالے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ اور پرانی نئی خطائیں چوک کر اور جانکر چھوٹے اور بڑے چھپے اور ظاہر بخشدیگا وہ عمل یہ ہے کہ تو چار رکعتیں اسطرح کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑھ سو جب تو پہلی رکعت کی قرأت پڑھے تو قیام کی حالت میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ دفعہ پڑھ لے پھر رکوع کر اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کے بعد دس دفعہ انہی کلموں کو پڑھ پھر رکوع سے اپنا سر اُٹھا اور سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ان ہی کلموں کو دس بار پڑھ پھر تو سجدہ میں جھک اور سبحان ربی الاعلے کے پیچھے ان کلموں کو دس مرتبہ پڑھ کر پھر اپنا سر سجدہ سے اُٹھا اور اُن کلموں کو دس دفعہ کہہ کر پھر سجدہ میں سبحان ربی الاعلے کے بعد یہی کلمے دس مرتبہ کہہ اور سجدہ سے سر اُٹھا کر پھر دس دفعہ ان کلموں کو پڑھ بس کل تسبیحات ہر رکعت میں پچھتر ہوئیں حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس نماز میں یہ سورتیں چاہئیں الھکم التکاثر اور والعصر۔ اور قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ۔ اور بعض رواتیوں میں اذا زلزلت اور والعادیات اور اذا جاء اور سورہ اخلاص بھی آئی ہیں اور یہ تسبیحات قعدوں میں التحیات سے پہلے پڑھے بخلاف اور ارکان کے اور عبدالعزیز بن داؤد رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ جو کوئی جنت کا ارادہ کرے تو اُسے صلوٰۃ التسبیح پر مواظبت کرنا لازم ہے ابو عثمان زاہد نے کہا ہے کہ سختی اور غم کے دفع کرنے میں صلوٰۃ التسبیح کی مانند میں نے اور کوئی چیز نہیں دیکھی یعنے غموم وہموم کے دفع کرنے میں جیسی یہ نماز مجرب ہے اور کوئی چیز نہیں اور اس نماز کا جمعہ کے دن دوپہر ڈھلے پڑھنا مستحب ہے پھر اس نماز میں سہو کے سجدہ کی اگر احتیاج پڑے تو ان سجدوں میں تسبیحات نہ پڑھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس نماز کو ہر جمعہ میں پڑھا کرتے تھے خدا تعالے ہم سب کو اسکی توفیق عنایت فرمائے نماز عیدین اور وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہیں اور اور اماموں کے نزدیک سنّت اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت موکدہ ہیں انہیں سورہ کافروں اور قل ہو اللہ پڑھنی مناسب ہیں اور جمعہ کی نماز اور فرض ظہر کے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا سنّت موکدہ ہیں فرض ظہر کے بعد کی دو رکعت اور جمعہ کے بعد کی چار رکعت مسنون ہیں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جمعہ

Marfat.com

کے بعد چھ رکعتیں مسنون ہیں اور ظہر کے بعد چار رکعتیں دو سلاموں کے ساتھ پڑھنا مستحب ہیں اسیطرح عصر کے فرضوں کے پہلے دو یا چار رکعت پڑھنا مستحب ہے اور مغرب کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ پھر اسکے بعد اور چھ رکعتیں پڑھنی مستحب ہیں جسے صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں اور ایک روایت میں مغرب کی سنتوں مؤکدہ کے بعد بیس رکعتیں بھی آئی ہیں اور عشا کے فرضوں سے پہلے چار رکعت مستحب ہیں اور اُسکے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ اور وتر کے بعد دو رکعت بیٹھکر پڑھنی مستحب ہیں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اذا زلزلت اور دوسری میں سورۂ کافرون پڑھے اور تہجد کی نماز سنت مؤکدہ ہے چنانچہ ملا علی قاری اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہما الرحمۃ نے نماز تہجد کو سنت مؤکدہ ہی لکھا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حضرت کا ایسا طریقہ تھا جسے کبھی آپنے ترک نہیں فرمایا اور اگر احیاناً ترک بھی ہو جاتی تو اُسکے عوض دنکو بارہ رکعت پڑھ لیتے تھے حدیث شریف میں نماز تہجد چار رکعت سے کم اور بارہ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں ہوئی۔ نمازی کو اختیار ہے کہ کبھی نماز تہجد وتر سمیت سات رکعت پڑھ لے اور کبھی نو رکعت اور کبھی گیارہ اور کبھی تیرہ اور کبھی پندرہ رکعت پڑھ لے اور کبھی دو دو اور کبھی چار چار رکعت اسیطرح کبھی سب کی سب ایک ہی سلام کے ساتھ اور کبھی دو دو رکعت تازہ وضو اور مسواک کے ساتھ پڑھے اور ہر دو رکعت کے پیچھے سوئے اور پھر جاگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں اس درجہ دراز قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک سوجھکر ورم ہو جاتے مصلی کبھی کبھی یوں بھی کر لیا کرے کہ تہجد کی نماز چار رکعت بایں طریق پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے پیچھے سورۂ بقرہ اور دوسری میں سورہ آل عمران اور تیسری میں نساء چوتھی میں مائدہ پڑھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسقدر قیام فرمایا کرتے تھے اتنی ہی دیر رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ میں دیر لگایا کرتے تھے آپ کبھی کبھی یہ چاروں سورتیں ایک ہی رکعت پڑھا کرتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وتر کی ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کر ڈالا مگر مستحب یہ بات ہے کہ ہر روز اسقدر پڑھے کہ روز پڑھ سکے مہینہ بھر میں ایک ختم کرے یا دو یا تین اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سات رات میں ایک ختم کیا کرتے تھے علما اسکو فمی بشوق فرماتے ہیں یعنے ف سے مراد سورۂ فاتحہ اور میم سے سورہ مائدہ اور یے سے سورۂ یونس اور ب سے سورۂ بنی اسرائیل اور شین سے سورہ شعرا اور واؤ سے سورۂ

Marfat.com

والصافات اور ق سے سورہ قاف - قرآن مجید کو ترتیل یعنے آہستہ آہستہ اور صاف صاف پڑھنا اور حروف اور مد اور تشدید بخوبی ادا کرنا لازم ہے اور وعد و وعید کے مقام کو غور کرنا ضرور چاہئے **مسئلہ** اپنی موت ہمیشہ یاد رکھنا اور جس چیز میں وصیت کرنا واجب ہے اُس کے وصیت نامہ کو ساتھ رکھنا مستحب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ہر دن موت کو بیس دفعہ یاد کریگا وہ شہادت کا درجہ پائیگا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ دعا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِی الْمَوْتِ وَ فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ) موت کے یاد کرنے میں منقول ہے جب کوئی مسلمان مرنے کے قریب ہو تو شہادت کا کلمہ اُس کے پاس پڑھا جائے مگر ایسے وقت خود اُسے پڑھنے کو نہ کہیں اور سورہ یٰسین اُسکے پاس بیٹھکر پڑہیں اور جب مر جاوے تو اُسکا منہ اور آنکھیں بند کر دیں اور دفنانے کفنانے میں جلدی کریں مسلمان میت مرد کے واسطے تین کپڑے اور عورت کے واسطے پانچ کپڑے ہونے ضرور ہیں اگر میسر ہوں ورنہ ضرورت کے وقت جو ملے کافی ہے - میت کو کفنانے کی یہ صورت ہے کہ پہلے لفافہ کو بچھا کر اُس پر تہ بند بچھائیں پھر میت کو کفنی پہنا کر تہ بند کو بائیں طرف سے لپیٹیں پھر داہنی جانب سے اسیطرح لفافہ لپیٹا جاوے اگر عورت ہے تو اُس کا سینہ بند لفافہ اور ازار کے بیچ میں رکھیں پھر کفنی پہنائیں بعدہ داہنی پر سر رکھکر بالوں کے دو حصہ کریں اور داہنی سے لپیٹکر کندہے کے دونوں جانب سے کفنی پر لٹکاویں اُس کے بعد اول تہ بند کو لپیٹیں پھر سینہ بند کو پھر لفافہ کو **مسئلہ** درمختار میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص ناپاک مرے یا کوئی عورت حیض و نفاس کی حالت میں مر جائے تو اُسے کلی کرائی جائے اور ناک میں پانی دیا جائے بالاتفاق یعنے سب کے نزدیک اور جو کفن بہم پہونچ سکے وہی کافی ہو سکتا ہے اور مسلمان میت کو غسل دینا اور کفن و گور کرنا اور جنازہ کی نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے - جنازہ کی نماز کی چار تکبیریں ہیں پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللھم پڑھے امام اعظم رح کے نزدیک جنازہ کی نماز میں الحمد پڑھنی جائز نہیں مگر بطریق دعا پڑھنی جائز ہے البتہ امام اعظم رح کے علاوہ اکثر علماء کے نزدیک سورہ فاتحہ پڑھنی جائز بلکہ مسنون ہے اور دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھے اور تیسری تکبیر کے بعد میت اور تمام مسلمانوں کیواسطے یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا

Marfat.com

نُوَّرَہٗ عَلَی الْوَسَلْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اگر میت لڑکا ہے تو اُس کے واسطے یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً پھر سلام پھیرے حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میت کے حق میں جو دعائیں آئی ہیں اُن سب میں یہ دعا صحیح ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ رَوَاہُ الْمُسْلِمُ یعنے الٰہی اُس کے گناہ بخش اور اسپر رحمت کر اور مکروہات سے اسے خلاص کر اور تقصیرات اسکی معاف کر اور جنت میں اُسکی مہمانی کر اور اُسکی قبر کشادہ اور وسیع کر اور اُسکو پانی اور برف اور اولے سے پاک کر یعنے طرح طرح کی مغفرتوں سے اُسے کامیاب کر اور اُسے گناہوں سے پاک کر جیسے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاکیزہ کرتا ہے اور اُسکا گھر اس عالم میں اُس گھر سے بہتر بدل دے اور اُس کے اہل یعنے خادم اور بی بی یہاں سے وہاں بہتر دے۔ اور اسے جنت میں داخل کر اور عذاب قبر سے پناہ دے یا فرمایا عذاب دوزخ سے پناہ دے اور قبر کے فتنہ سے یعنے منکر و نکیر کے جواب میں متحیر اور پریشان نہو عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک میت پر نماز پڑھی مجھے اچھی طرح دیا ہے کہ آپ نے تیسری رکعت کے بعد یہی دعا فرمائی تھی مجھے اُسوقت بے حد رشک آیا کہ کاش میں اس میت کے قائم مقام ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر یہ دعا پڑھتے تھے فقہ میں لکھا ہے کہ اس دعا کو ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے اور حضرت صلعم نے لوگوں کے سکھانے کے واسطے یہ دعا پکار کر پڑھی ہے نسائی اور ترمذی وغیرہ نے بھی اپنے اپنے مسند وں میں یہ روایت نقل کی ہے

زکوۃ کا بیان

واضح ہو کہ زکوٰۃ کے لغوی معنے پاک ہونے اور بڑھنے کے ہیں اور زکوٰۃ کا ادا کرنا ثواب کی زیادتی اور مال کے پاک ہونے اور مال والے کی طہارت کا باعث ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا

Marfat.com

یعنے اُن کے مالوں سے صدقہ (زکات) لے کہ اُسکی وجہ سے اُن کو گناہوں سے پاک کرے اور زیادہ کرے اور نشوونما دے اُن کی نیکیوں کو اور اُن کے مالوں کو اس صدقہ کی برکت کی وجہ سے اس آیت میں صنعت التفات ہے یعنے خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہوا ہے اور اس بات کی دلیل کہ زکوٰۃ زیادتی مال کا سبب یہ ہے وَمَا اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ یعنے جو مال کی زکوٰۃ تم لوگ صرف خدا تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے دیتے ہو پس یہی لوگ ہیں جنکے مالوں میں افزونی کیجائے گی دوسری جگہ خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ یعنے خدا کی راہ میں جوکچھ تم خرچ کروگے تو اللہ اُس کا تمکو یا تو دنیا میں بدلہ دیگا یا آخرت میں تمہارے لئے ذخیرہ کریگا حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدوی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا اے رسول خدا مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجئے جسکے کرنے سے میں جنت میں داخل ہوں حضرت نے فرمایا کہ بدون شرک خدا تعالیٰ کی عبادت کر اور فرض نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھہ اُس بدوی نے کہا مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں اسپر کچھہ بھی زیادہ نہ کروں گا پھر جب وہ شخص رخصت ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ جسے جنتی مردوں میں سے کسی کو دیکھنا بھلا معلوم ہو تو اُسے اُس شخص کو دیکھنا چاہیے جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اقامۃ الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مسلم یعنے میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ کے دینے اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر بیعت کی ہے پس زکوٰۃ کے دینے پر بیعت لینا وجوب کی دلیل ہے کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جس چیز پر بیعت لیں وہ واجب ہی ہوگی چنانچہ اس حدیث کی شرح میں قسطلانی نے یہی لکھا ہے اور بخاری مسلم میں مروی ہے

Marfat.com

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام پانچ چیزوں پر بنا کیا گیا ہے (۱) اِس بات کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بلاشبہ محمد اُسکے بندے اور پیغمبر ہیں۔ (۲) فرض نماز کا قائم کرنا (۳) زکوٰۃ کا دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا پس زکات کا رکن اسلام ہونا اُس کے وجوب کی دلیل ہے اور جو شخص صاحب نصاب ہوکر زکوٰۃ ادا نہ کرے اُس کا اسلام ناقص و ناتمام ہے اور منکر اسکا کافر اور تارک فاسق ہے در مختار میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ کی مقارنت یعنے اُسکا نماز کے ساتھ مذکور ہونا قرآن شریف میں بیاسی جگہ آیا ہے یعنے بیاسی جگہ زکوٰۃ نماز کے ساتھ مذکور ہوئی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ بعد نماز کے ساری عبادتوں میں افضل و بہتر ہے چنانچہ طحطاوی میں مذکور ہے ذکرت بعد الصّلوٰۃ لانہا افضل العبادات بعدہا یعنی زکوٰۃ نماز کے بعد اس لئے مذکور ہوئی کہ وہ بعد نمازوں کے ساری عبادتوں سے بہتر ہے صحیح بات یہ ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال زکوٰۃ فرض ہوئی اور شرح سفر السعادت میں ہے کہ محقق بات یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت رمضان کے واقع ہوئی ہے خدا تعالیٰ نے اُسکے تارک کے باب میں اور اُس کے نہ دینے والے کے حق میں یوں ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۝ یعنے جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُسکو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے سو تو اے محمد اِن لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے اُسدن کہ دوزخ میں اُن کے مالوں پر آگ جلائی جائیگی پھر اُن روپیوں اشرفیوں سے اُن کے ماتھے اور گردنیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور دوزخ کے فرشتے اُن سے کہیں گے یہ وہی مال ہے جسے تم اپنے واسطے جمع کیا کرتے تھے پس اب اِس مال کے جمع کرنے کا مزہ چکھو اور حدیث میں آیا ہے جس مال کی زکوٰۃ ادا کیجائے وہ کنز میں داخل نہیں اگرچہ زمین میں مدفون ہو اور جس مال کی زکوٰۃ نہ دیجائے وہ کنز ہے جس سے اُسکا مالک داغا جائیگا اگرچہ وہ مال زمین پر ہو ہر چند کہ زکوٰۃ کا بیان طول چاہتا ہے مگر ہم اختصار کے واسطے اُسیقدر پر اکتفا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تمام بھائی مسلمانوں کو بخل کی صفت سے بچاکر صفت سخاوت مرحمت فرماوے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سخی

Marfat.com

خدا سے نزدیک جنت سے نزدیک لوگوں سے نزدیک اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل خدا سے جنت سے دور لوگوں سے دور دوزخ کے قریب ہے اور فرمایا جاہل سخی خدا تعالیٰ کے نزدیک عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ کسی مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں ایک بخل دوسری بد خلقی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مکار اور فریب دینے والا اور بخیل اور دیگر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا بخل و ایمان کا باہم جمع ہونا ناممکن بات ہے زکوٰۃ کی شرط آزادی بھی ہے پس غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں وہ قن ہو یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد قن اُس غلام کو کہتے ہیں جس کے ماں باپ بھی لونڈی غلام ہوں اور جسے مالک نے کہدیا ہو کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے اُسے مدبر کہتے ہیں اور مکاتب اُس غلام کو کہتے ہیں کہ جس کے مالک نے کہدیا ہو کہ اگر اسقدر کما کر دیگا تو آزاد ہو جائیگا۔ اور ام ولد اُس لونڈی کو کہتے ہیں جو اپنے آقا سے اولاد جنی ہو زکوٰۃ کی دوسری شرط اسلام ہے پس کافر پر زکوٰۃ نہیں مسئلہ اگر کوئی مسلمان آدمی زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو اُس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہو گئی جس طرح زکوٰۃ کے بعد اگر کوئی مرجاوے تو اس پر سے زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ اسلام جیسا وجوب زکوٰۃ کیلئے شرط ہے اسیطرح بقاء زکوٰۃ کے لئے بھی شرط ہے مسئلہ اگر کوئی مرتد چند سال اپنے ارتداد پر رہا بعدہ اسلام میں آیا تو ارتداد کے زمانہ تک کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی (عالمگیری) مسئلہ اگر کوئی شخص دار الحرب میں اسلام لایا اور چند سال وہاں رہ کر دار الاسلام میں آیا تو امام کو اُن دونوں کی زکوٰۃ لینی جنمیں وہ دار الحرب میں رہا ہے نہیں پہنچتی البتہ اگر دار الحرب میں اِسے اسبات کا علم ہو گیا ہو کہ زکوٰۃ واجب ہے تو امام اُسے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم کر سکتا ہے ورنہ حکم کا بھی مجاز نہیں (عالمگیری) تیسری شرط عقل اور چوتھی شرط بلوغ ہے پس امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک دیوانے اور لڑکے پر زکوٰۃ نہیں مگر ائمہ ثلثہ کے نزدیک اُنپر زکوٰۃ واجب ہے کہ اُنکا ولی اُن کی طرف سے ادا کرے (مالابدھ) مسئلہ جسکو ہمیشہ جنون رہتا ہو یعنے سارے سال میں کبھی ہوش میں نہیں آیا تو اسپر بھی زکوٰۃ نہیں اگر سال بھر میں کبھی ہوش میں آیا ہو اگرچہ ایک ساعت یا ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہوا اور یہ شخص سال کے اول و آخر میں مالک نصاب بھی ہو تو اُس پر زکوٰۃ واجب ہے (عالمگیری) مسئلہ جو شخص جنون

جنون کی حالت میں بالغ ہوا ہو تو امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک زکوٰۃ کا ابتدائی وقت افاقہ ہے یعنی
جسوقت ہوش میں آیا ہے وہ وقت شروع سال زکوٰۃ کے واسطے معتبر ہوگا اور لڑکے کا ابتدائی
وقت بلوغ ہے۔ (عالمگیری) جو شخص غشی کی حالت میں مبتلا رہتا ہے اگرچہ تمام سال ہی کیوں نہ
رہے اُس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے (عالمگیری) زکوٰۃ کی پانچویں شرط نصاب کے مقدار مال کا ہونا ہے
نصاب سے کم مقدار پر زکوٰۃ واجب نہیں (عالمگیری) واضح ہو کہ لغت میں نصاب کے معنے اصل اور
مرجع کے آیا کرتے ہیں مگر شرع کے عرف میں ہر قسم کے مال میں سے ایک جو کا نہ مقدار معین کا
نام نصاب ہے جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔ مسئلہ اگر کوئی شخص دو سو درہم کا مالک ہو اور اُس نے پانچ
درہم بقدر زکوٰۃ فقرا کو تقسیم کئے یا تقسیم کرنیکے واسطے کسی شخص کی سپردگی میں دئے اور اُسکے بعد باقی دراہم میں کوئی
درہم کھوٹا نکلا تو وہ پانچ درہم جو زکوٰۃ کے قصد سے نکالے ہیں زکوٰۃ نہوگی کیونکہ مال نصاب میں نقصان
واقع ہوا پس اس صورت میں اگر وہ پانچ درہم جنہیں اُس نے کسیکی سپردگی میں کئے تھے موجود ہوں گے
تو مالک کو واپس کر لینا درست ہوگا اور اگر فقیروں اور مستحقوں کے ہاتھ میں ہیں تو واپس کرنا ناجائز
ہوگا (عالمگیری) زکوٰۃ کی چھٹی شرط حاجت اصلی اور تعلق قرض سے مال کا فارغ ہونا ہے پس رہنے
کے گھروں میں پہننے کے کپڑوں میں سواری کے جانوروں میں خانہ داری کی چیزوں دیگ و دیگچہ۔ ہنڈیا پتیلی۔
تو اتغاری میں خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ نہیں (عالمگیری) مسئلہ اگر رہنے کے مکان متعدد
ہوں یعنے سکونت کے اور اس سے چند مکان بنائے یا خریدے یا سواری کے جانور بکثرت ہوں
اسی طرح پہننے کے کپڑے جیسے شال و دوشالے حاجت سے زائد ہوں تو ان چیزوں میں ہرگز زکوٰۃ
واجب نہیں تا وقتیکہ تجارت کی نیت نہ کرلے مسئلہ وہی قرض مانع زکوٰۃ ہے جسکا تقاضا انسان
کی طرف سے ہو اور دین آگے یعنے گذشتہ سالونکی زکوٰۃ بھی حال کے سال کی زکوٰۃ کو مانع ہے در المختار
میں ہے کہ صدر الشریعۃ سے جو یہ بات واقع ہوئی ہے کہ قرض زکوٰۃ کا مانع نہیں وہ سہو ہے۔ جیسا کہ ابن
کمال وغیرہ نے ارقام فرمایا ہے مسئلہ اگر کسی شخص کے ذمہ نذر کا وفا کرنا یا کسی کفارہ کا ادا کرنا
یا فطر کا صدقہ یا قربانی یا حج فرض ہو تو اُسکو زکوٰۃ نکالنی واجب ہوگی۔ جسوقت مالک نصاب ہو جائیگا
کیونکہ یہ چیزیں وجوب زکوٰۃ کو مانع نہیں وجہ یہ کہ اُن قرضوں کا مطالبہ حقتعالےٰ کی طرف سے
ہے آدمی کی طرف سے نہیں مسئلہ اگر سال تمام ہونے کے بعد قرض ملا تو یہ

Marfat.com

باتفاق علماء زکوٰة کو مانع نہیں بلکہ ادائیگی زکوٰة کی واجب ہوگی اور اگر سال کے درمیان ملا تو نزدیک امام محمدؒ کے وجوب زکوٰة کو مانع ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مانع نہ ہوگا بلکہ اُس وقت زکوٰة واجب ہوگی (طحطاوی) مسئلہ ایک شخص نے ہزار درہم قرض لئے اور قرضدار کی طرف سے دس آدمی ضامن ہوئے تو سال بھر کے بعد اُن دس آدمیوں میں سے کسی پر بھی زکوٰة واجب نہ ہوگی۔ اگرچہ اُن میں سے ہر ایک شخص ہزار ہزار درہم کا مالک ہی کیوں نہ ہو کیونکہ قرضخواہ کو پہنچتا ہے کہ قرضدار اور ضامن دونوں سے تقاضا کرے (طحطاوی) مسئلہ اگر کوئی شخص کسی کے ہزار درہم غصب کرلے پھر اُس غصب کرنے والے سے کوئی اور شخص غصب کر کے خرچ کر ڈالے اور دونو غاصب ہزار ہزار درہم کے مالک ہوئے تو سال گذرنے کے بعد پہلے غاصب پر زکوٰة واجب ہوگی دوسرے پر نہ ہوگی (عالمگیری) مسئلہ عورت کا مہر موجل ہو یا معجل زکوٰة کے وجوب کو مانع ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے مگر بعض فقہا اس میں فرق بیان کرتے ہیں کہ اگر خاوند اپنی زوجہ کے مہر کے ادا کرنے کا قصد و ارادہ رکھتا ہے تو مہر مانع زکوٰة ہے ورنہ مانع نہیں وجہ یہ کہ عرف میں اس قسم کے دین کو دین نہیں سمجھتے (عالمگیری) مسئلہ اگر قرضدار کو صاحب حق قرض سے بری کردے اور قرضدار صاحب نصاب ہے تو سال کا اعتبار قرض کی معافی کے وقت شمار کیا جائیگا مگر امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جس سال اس کا قرض معاف ہوا ہے اُسی سال تمام کے بعد یہ شخص زکوٰة ادا کریگا (عالمگیری) میں شرح جامع کبیر سے نقل کیا گیا ہے کہ ہمارے مشائخ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے مہر موجل کے ساتھ مدیون ہو اور ادا کا قصد نہ رکھتا ہو تو یہ دین مانع زکوٰة نہیں کیونکہ ایسے قرض کا تقاضا معتاد نہیں ہوتا مسئلہ بیویوں کا نفقہ جبتک دین نہو قاضی کے تقرر یا طرفین کی رضامندی سے تو مانع زکوٰة نہیں ہوتا (عالمگیری) نفقہ کی وجہ سے جو تاوان آتا ہے وہ بھی مانع زکوٰة نہیں ہوتا مسئلہ قرضدار اگر کئی نصابوں کا مالک ہو جیسے روپیہ اشرفی اسباب تجارت گائے بیل بکری۔ اونٹ وغیرہ یعنے یہ چیزیں اپنے نصاب کے مقدار ہوں تو قرض کے مقابل پہلے پہل روپیہ اشرفی دی جائیگی کیونکہ ادائے قرض اُن کے ساتھ آسان ہے پھر باقی نصابوں سے زکوٰة ادا کی جائیگی اور اگر روپیہ اشرفی وغیرہ بھی قرضخواہ کا پورا مال ادا نہو تو اُسکے پورا کرنے کے لئے تجارت کا مال دیا جائے گا اگر قرض

Marfat.com

اس سے بھی حاصل ہوگا تو جانوروں کو اُس کی ادائیگی میں دیا جائیگا پھر اُسوقت قرض کے ادا کرنے کے بعد کسی نصاب میں سے اُسپر زکوٰۃ نہ دینی ہوگی کیونکہ تمام نصاب قرض میں صرف ہوگئی۔ (درمختار) زکوٰۃ کی ساتویں شرط یہ ہے کہ مال نصاب بڑھنے والا ہو خواہ یہ نمو اور بڑھنا اس میں بالفعل پایا جائے جیسے جانوروں میں پایا جاتا ہے اور اسباب تجارت میں مشاہد ہوتا ہے یا بالفعل تو نہو مگر مالک مال اُس کے بڑھانے پر قادر ہو جیسے سونے چاندی میں ہوا کرتا ہے (عالمگیری) مسئلہ جس رنگریز کے پاس کسم کا پھول یا زعفران ہو اور وہ اُس سے لوگوں کے کپڑے اجرت پر رنگتا ہو تو دونوں چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ اُسکی قیمت نصاب کو پہونچے اور پورا سال بھی گذر جائے اسی طرح چمڑا دباغت دینے والوں کے پاس اگر روغن اور پھٹکری ہو اور نصاب کی حد تک پہونچ جائے اور سال گذر چکے تو اُسپر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اسی طرح نان بائی کے تلوں میں جبکہ روٹی پر چھڑکنے کے لئے مول لئے ہوں (عالمگیری) مسئلہ سونے چاندی میں زکوٰۃ واجب ہے اُسمیں تجارت کی نیت ہو یا نہو اہل و عیال اور اعزہ و اقارب پر خرچ کرنیکا قصد ہو یا نہو کیونکہ یہ دونوں چیزیں اصل خلقت کے اعتبار سے تجارت ہی کے اعتبار سے متعین ہیں (درمختار) بعض فرماتے ہیں کہ جو مال اہل و عیال کے نفقہ کیواسطے اُٹھا رکھا ہے اُسمیں زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ حاجت اصلیہ سے فراغت میسر نہیں ہے مسئلہ موتی اور جواہرات جیسے لعل یاقوت زمرد وہیرے وغیرہ میں بالاتفاق علماء زکوٰۃ نہیں اگرچہ ہزاروں درم کی قیمت کو پہنچے ہوں (درمختار) مسئلہ زمین میں سے اگر کسیقدر زمین کا غلہ وغیرہ حاصل ہو تو اسمیں تجارت کی نیت صحیح نہیں یہ زمین جو اُس کے قبضہ میں ہے خواہ بطریق ٹھیکہ ہو یا عاریت کے طور پر اگر یہ اُس زمین کا عشر یا خراج دیتا ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں دو حقوق کا جمع ہونا لازم آئیگا ایک زکوٰۃ دوسرے عشر یا خراج (درمختار) طحاوی میں لکھا ہے کہ ٹھیکہ کی زمین اور اسیطرح عاریت کی زمین کے حاصل میں جبکہ وہ عشری ہو زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی کیونکہ عشر کی ادائیگی ٹھیکہ لینے والے اور عاریت لینے والے پر ہے صاحبین کے نزدیک اور یہی مسئلہ مفتی بہ ہے اگر اسوقت زکوٰۃ بھی واجب ہوتی تو دو حق جمع ہو جاتے اور ایک چیز پر دو حقوں کا جمع ہونا جائز نہیں اور اگر یہ ٹھیکہ کی زمین خراجی ہے تو اُسوقت اُسکے ماحصل میں ٹھیکہ دار پر زکوٰۃ واجب ہوگی بشرطیکہ ماحصل میں تجارت کی نیت کرلی ہو کیونکہ زمین کا خراج اُس شخص پر ہے جسنے ٹھیکہ دیا ہے ایسی صورت میں دو حقوں کا اجتماع نہوگا یہ عالمگیری میں قاضیخان

Marfat.com

ہے نقل کیا ہے کہ اگر کسی کی زمین سے اِسقدر گیہوں حاصل ہوئے جسکی قیمت نصاب کی مقدار کو پہنچی اور اُس شخص نے اُس کے رکھنے یا بیچنے کی نیت کر لی ہو اور پھر ایک سال کر چھوڑا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی زکوٰۃ کی آٹھویں شرط یہ ہے کہ مال میں تامہ ملکیت ہو اور تام ملک کے یہ معنیٰ ہیں کہ مال میں ملک و قبض دونوں موجود ہوں پس جس مال میں ملکیت تو پائی جائے مگر قبضہ نہو جیسے عورت کا مہر جسمیں قبضہ نہ ہو یا قبضہ بدوں ملک پایا جائے جیسے مدیون کا مال دین کی مقدار تو اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی (عالمگیری) **مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی عورت سے خلع کرے اور اُس کا عوض کئی تک اُسکے قبضہ میں نہ آئے تو جس مدت تک اِس عورت کا اُسپر قبضہ نہیں ہوا ہے اُسوقت تک زکوٰۃ واجب نہ ہوگی (عالمگیری) **مسئلہ** جو چیز گروی ہو اُسمیں زکوٰۃ نہیں نہ گروی کرنے والے پر نہ گروی رکھنے والے پر اسی طرح پھیر لینے کے بعد بھی رہن کرنیوالے پر اُس زمانہ کے جسمیں اُسکا قبضہ نہ تہا زکوٰۃ واجب نہوگی (در المختار) **مسئلہ** اگر کسی کا مال گم ہوگیا یا دریا میں گر کر ڈوب گیا اور پھر کئی سال کے بعد ہاتھ لگا تو جس مدت تک وہ ہاتھ نہ لگا تہا اُس زمانہ تک کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی (در مختار) مغصوب مال ایک مدت کے بعد مالک کے پاس آیا اب اگر اُس کے گواہ موجود ہیں تو غصب کے زمانہ کی زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں اور اگر مغصوب سوائم کی جنس سے ہو تو واپس آنے کے بعد بھی غصب کے زمانہ کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی گو غاصب غصب کے ساتھ اقرار بھی کرتا ہو (در مختار) **مسئلہ** اگر مال دفن کرکے بھول گیا پھر یاد آیا یا کسی غیر معارف شخص کے پاس امانت رکھکر بھول گیا پھر ایک سال کے بعد یاد آیا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ہاں اگر امانت کو اہل معارف کے پاس رکھکر بھول گیا ہے تو یاد آنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی اگر مال گہر میں مدفون ہو اور وہ گہر صاحب مال کا ہے یا اور کسی کا تو اُسپر ضرور زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر وہ باغ میں یا زمین مملوک میں دفن ہو تو اُس وقت علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک تو زکوٰۃ واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں (در مختار مع طحطاوی) اگر قرضدار اپنے قرض کا کئی سال تک انکار کئے جائے اور اُس کے گواہ بھی نہ ہوں پھر اُس نے کئی سال کے بعد لوگوں کے سامنے اُس قرض کا اقرار کر لیا اور وہ لوگ قاضی کے سامنے گواہی بھی دیں تو اُس وقت بھی زکوٰۃ نہ ہوگی اسیطرح جو مال مالک کے ہاتھ سے ظلم و قہر کیوجہ سے نکل گیا ہو اور کئی سال کے بعد ہاتھ لگا تو بھی زکوٰۃ واجب نہیں (در مختار) اگر کوئی دین

Marfat.com

کا اقرار کرتا ہو اور وہ غنی یا مفلس یا منکر ہو تو وصول مال کے بعد ان سب صورتوں میں گذشتہ زمانہ کی زکوٰۃ واجب ہوگی بشرطیکہ اس دین کے لوگ گواہ بھی ہوں امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر مدیون دین کا انکار کرے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی تو ثقہ گواہ گواہی بھی دیں اور یہی صحیح ہے (در مختار) **مسئلہ** اگر مدیون لوگوں کے سامنے دین کا اقرار کرے اور قاضی کے سامنے جاکر مکر جائے اور صاحب دین نے گواہ گذرانا مگر گواہوں کی تعدیل یعنے تحقیق حال میں کچھ زمانہ گذرا تو مدیون کے انکار کے زمانے سے لیکر تحقیق حال تک زکوٰۃ ساقط ہوگی (عالمگیری) **مسئلہ** اگر مدیون بھاگ کر کہیں چلا گیا تو اب اگر صاحب دین خود یا اس کا نائب مدیون کے ڈھونڈھنے اور اس کے پکڑنے پر مصروف ہوگا تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی ورنہ لازم نہ ہوگی (عالمگیری) زکوٰۃ کی نویں شرط مال نصاب پر پورے سال کا گذرنا ہے اور زکوٰۃ میں معتبر قمری سال ہے نہ شمسی (عالمگیری) قمری سال کو ہندی میں سال ہلالی بھی کہتے ہیں قمری برس کے دن تین سو چون اور چھتیس اور سدس یوم یعنے بائیس دقیقے ہوتے ہیں اور شمسی سال اس زمانے اور مدت سے عبارت ہے کہ جسمیں سورج فلک البروج کے نقطوں میں سے کسی مفروضہ نقطہ پر مفارقت کے بعد آملے یعنی جب سے سورج نے نقطہ مفروضہ سے علیحدگی اور جدائی کی ہے اس زمانہ سے لیکر اسوقت تک کہ وہ پھر اسی نقطہ پر آجائے سال شمسی ہے پھر اس مدت کی تقدیر میں اختلاف ہے بطلیموس حکیم کے نزدیک تین سو پینسٹھ دن پانچ ساعتیں پچپن دقیقے اور بارہ ثانیہ ہیں اس رائے کے موافق سال شمسی اور قمری میں صرف دس دن اور گیارہ ساعت اور تین اخماس خمس ساعت کا فرق ہے والتفصیل فی کتب الالہیہ **مسئلہ** اگر شروع اور آخر سال میں ایک شخص صاحب نصاب تھا لیکن درمیان میں وہ مال نصاب سے کم رہگیا تو زکوٰۃ واجب ہوگی **مسئلہ** اگر کوئی شخص تجارت کے مال کو یا نقدین کو اسکی جنس یا غیر جنس سے مبادلہ کرے اور مبادلہ سال گزرنے کے پہلے ہوا ہو تو اس سال کے پورا ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی نیا سال مبادلہ کیوقت سے محسوب نہ ہوگا اگر سال کے درمیان سوائم کو جنس یا غیر جنس سے بدلا کیا ہے تو سال کا حساب مبادلہ کے وقت سے شمار کیا جائیگا (عالمگیری) **مسئلہ** اگر کسی نے تجارت کے مال کو تجارت کے مال سے سال پورا ہونے کے بعد بدل کیا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ہاں جب دوسرا سال اس بدل پر گذر جائیگا تو زکوٰۃ واجب ہوگی (در مختار) **مسئلہ** اگر کسی نے

Marfat.com

زکوٰۃ کے ادا کرنے میں یہاں تک تاخیر کی کہ بیمار ہو گیا تو وارثوں سے خفیہ اُسکو ادا کرنا لازم ہے اور اگر اِس وقت مال پاس نہیں رکھتا مگر قرض لیکر اُسے ادا کرنا چاہتا ہے پس اسوقت اگر اُسکا غالب ظن یہ ہے کہ میں اُسکو ادا کرسکونگا تو اُسکے حق میں قرض لیکر زکوٰۃ کا ادا کرنا افضل ہوگا پھر اگر اس حالت میں مر گیا اور قرض ادا نہ کرسکا تو اُمید ہے کہ خدا تعالیٰ آخرت میں اُسکے قرض کو ادا کردے اور اگر اُسکو ادائے قرض پر غالب ظن نہو بلکہ عدم ادائیگی پر غالب ظن ہو تو اُس کے حق میں قرض نہ لینا افضل و اولیٰ ہوگا۔ کیونکہ صاحب دین کا تقاضا سخت ہے (عالمگیری) **مسئلہ** اگر کسی کے پاس تجارت کی بکریاں اسقدر ہوں کہ وہ مال نصاب تک پہنچ گئی ہوں مگر سال پورا ہونے سے پہلے ہی سب کی سب مر گئیں پھر اُس کے چمڑے کو دباغت دیکر بیچا گیا اور اُس کی قیمت نصاب کو پہنچی تو یہ سال پورا ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی (عالمگیری) **مسئلہ** ایک شخص چار سو درہم کا مالک تھا مگر اُس نے اِس گمان پر کہ میں پانچ سو درہم کا مالک ہوں پانچسو درہم کی زکوٰۃ دیدی اور حساب کے بعد اپنے گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو اُسے جائز ہوگا کہ سال آئندہ میں اُس زائد کو زکوٰۃ میں محسوب کرلے (عالمگیری) **مسئلہ** علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ شخص جس پر زکوٰۃ واجب تھی مر گیا تو یہ زکوٰۃ موت کی وجہ سے ہیر سے ساقط ہو جائیگی۔ **واضح ہو** کہ موت کی وجہ سے زکوٰۃ کا ساقط ہو جانا صرف دنیا ہی میں ہے یعنے دنیا میں اُس کے ورثا سے طلب نہیں کی جاسکتی یہ بات نہیں کہ یہ شخص آخرت میں بری الذمہ ہوگا۔ بلکہ اِس کے ذمہ قیامت کا مواخذہ باقی رہیگا اور اگر یہ شخص وصیت کر گے مرا ہے کہ میرے مال میں سے زکوٰۃ ادا کردینا تو ورثا کو لازم ہے کہ میت کے ثابت مال میں سے زکوٰۃ ادا کردیں امام شافعی صاحب رح فرماتے ہیں کہ اسوقت نہ تو وصیت کی احتیاج ہے نہ ثلث مال کی تقدیر ضروری ہے بلکہ بدون وصیت سارے مال میں سے اوّل زکوٰۃ نکالنی ہوگی **مسئلہ** مفلس میّت کیطرف سے کفالت مختلف فیہ ہے ابو یوسف اور مالک اور شافعی اور احمد و محمد رحمہم اللہ کے نزدیک میت کی طرف سے کفالت صحیح ہے کیونکہ اگر کفالت صحیح نہ ہوتی تو آنحضرت صلعم مدیون کے جنازہ پر نماز کاہے کو پڑھتے امام ابو حنیفہ صاحب رح فرماتے ہیں کہ میت مفلس کیطرف سے کفالت ہرگز صحیح نہیں کیونکہ یہ دین ساقط کی کفالت ہے اور دین ساقط کی کفالت غیر جائز ہی نہیں بلکہ باطل ہے۔ اور حدیث شریف میں جو یہ آیا ہے کہ آنحضرت نے مدیون کی کفالت کی وہ اقرار بالکفالت سابق کا

Marfat.com

احتمال رکھتی ہے یا یہ کہ وہ وعدہ ہونہ کفالت اور دین ساقط کے یہ معنی ہیں کہ جو کوئی مفلس مرا تو جو دعوے کہ اُس سے دنیا میں کرتا پہنچتا تھا وہ ساقط ہو گیا **مسئلہ** پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں اسی طرح پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں وسق کل ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اس حساب سے پانچ وسق کی قیمت دو سو درہم ہوئی اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوا کرتا ہے تو پانچ اوقیہ کی قیمت بھی دو سو درہم ہونگے جب اسقدر چاندی ہو تو وہ مال نصاب کہلائیگا اور اسمیں زکوٰۃ واجب ہوگی اس سے کم پر کسیطرح زکوٰۃ واجب نہ ہوگی پس دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ کے دینے واجب ہونگے اگر اسقدر چاندی بدون سکہ کے از قسم زیور وغیرہ ہو یا روپے کسی اور سکہ کے ہوں تو اُس پر قیاس کر کے زکوٰۃ دے سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جو دہلی کے حساب سے ساڑھے سات تولے ہوتے ہیں جب کسی کے پاس اتنا سونا ہو تو اُسے چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا دینا واجب ہو جایا کرتا ہے اسی طرح اگر سونا چاندی دونوں ملکر نصاب کی مقدار ہو جائیں تو زکوٰۃ دینی واجب ہوگی ایک درہم تین ماشہ ایک رتی پانچ چاول کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے دو سو درہم کی چاندی چھ سو بتیس ماشہ ہوگی۔ اور چھ سو تیس ماشہ چاندی کے ساڑھے باون روپے ہوتے ہیں اُن پر زکوٰۃ واجب ہوگی پھر اگر روپیہ بارہ ماشہ کا ہے جیسے کلدار سیدھی کل کے اور ڈبل اور تیلی دار تو چھ سو ماشہ چاندی کے ساڑھے باون روپیہ ہونگے اسپر ایک روپیہ بارہ ماشہ کا اور پانچ آنے زکوٰۃ کے ہوں گے اور اگر روپیہ ساڑھے گیارہ ماشہ کا ہے۔ جیسے لکھنؤ وغیرہ کے تو چون روپیہ بارہ آنے چھ پائی اور پائی کے تینتیس جزوں سے چھ جزو ہوئے اُن پر بھی ایک روپیہ ساڑھے گیارہ ماشہ کا اور پانچ آنے دس پائی اور تینتیس جزو پائی میں سے بائیس جزو پائی کی زکوٰۃ دینی آئیگی جسکی تفصیل یہ ہے۔

شمار درہم	تعین زکوٰۃ	وزن چاندی	تعین زکوٰۃ	سکہ بارہ ماشہ کا	تعین زکوٰۃ	سکہ ۱۱ ۱/۲ ماشہ	تعین زکوٰۃ
۲۰۰ درہم	۵ درہم	۶۳۰ ماشہ	۱۵ تولہ ۹ ماشہ	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۶/۱۲ پائی	[illegible] ۱۰ پائی ۲۲/۳۳

مسئلہ اگر دو آدمی دو سو بکریوں کے ریوڑ میں اسطرح شریک ہیں کہ ایک کی چالیس اور دوسرے کے پاس ایکسو ساٹھ تو دونوں پر ایک ایک بکری زکوٰۃ کی ادا کرنی واجب ہوگی یہ نہ ہوگا کہ پہلے پر ایک بکری کے دو خمس اور دوسرے پر باقی لازم ہو بلکہ عامل ہر ایک شریک سے ایک ایک بکری لے لیگا۔ پھر وہ دونوں باہم برابری کے ساتھ رجوع کرینگے یعنی جسکی چالیس بکریاں ہیں وہ ایکسو ساٹھ

Marfat.com

بکریوں والے سے اس بکری کے تین خمس واپس کرلیگا پس چالیس والے پر اُسکے حصہ کیموافق
دو خمس پڑینگی اور باقی دوسرے پر اُس کے حصہ کے موافق دینا آئیگا یہی معنے ہیں تراجعان بینہما بالسویۃ
مسئلہ اگر کسی شخص نے بدون نیت کے فقیر کو مال دیدیا تو جبتک وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے
اسمیں زکوٰۃ کی نیت صحیح ہوسکتی ہے اور اگر وکیل یا ذمی کے مال حوالہ کرنیکے وقت نیت کی اور ان دونوں
نے اُس مال کو مصرف زکوٰۃ میں بغیر نیت زکوٰۃ کے دیدیا تب بھی صحیح ہے کیونکہ حکم کرنیوالے کی نیت کا
اعتبار ہوا کرتا ہے (درمختار) مسئلہ وکیل کی طرف مال حوالہ کرنے کے وقت اگر کسی نے کہا کہ یہ
صدقہ نفل یا کفارہ ہے تو پھر اگر وکیل نے ابھی تک اُس کے مصرف میں اُسے خرچ نہیں کیا ہو اور
اُس نے زکوٰۃ کی نیت کرلی تو اسوقت بھی یہ نیت صحیح ہوگی (درمختار) مسئلہ وکیل کو جائز ہے کہ
اپنے موکل کی زکوٰۃ اپنے محتاج لڑکوں یا اپنی مفلس بی بی پر صرف کردے البتہ اُسے اپنی ذات پر
خرچ کرنا جائز نہو گا مگر اُسوقت جبکہ صاحب مال کہدے کہ تو اس مال کو جہاں چاہے صرف کرڈال (درمختار)
مسئلہ اگر میت زکوٰۃ کی وصیت نکرجائے تو اُس کے ترکہ میں سے زکوٰۃ نہ لیجائیگی کیونکہ یہاں اداکی شرط
نہیں پائی گئی یعنے نیت اور اگر میت زکوٰۃ کی وصیت کرگئی ہے تو ثلث مال میں سے زکوٰۃ ادا کیجائیگی
اور اگر میت کے ورثاء راضی ہونگے تو کل مال میں سے زکوٰۃ ادا کیجائیگی (درمختار)

روزہ کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ
فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ
فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي
أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ
الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ
الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ○ یعنے اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلوں پر
فرض کیا گیا تھا تاکہ تم گناہوں سے بچو چند دن گنے ہوئے سو جو کوئی تم میں سے بیمار یا مسافر
ہو تو اور دنوں سے گنتی ہے اور جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اُنہیں ایک فقیر کا کھانا

Marfat.com

اس کا فدیہ ہے اور جو کوئی نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اور آیۃ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ آیہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کے ساتھ منسوخ ہے مگر مریض اور مسافر اور شیخ فانی اور مرضعہ کے لئے روزہ کا فدیہ دینا مستثنے ہے لکھا ہے کہ پہلے پہل جو وحی نازل ہوئی سو ربیع الاول کی بارھویں تاریخ نازل ہوئی یعنے حضرت کی عمر مبارک کے اکتالیسویں برس کے پہلے دن میں قرآن مجید اترنا شروع ہوا۔ پھر یہ کہنا کہ قران مجید رمضان میں نازل ہوا ہے بظاہر ٹھیک نہیں معلوم ہوتا علماء نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ جب حضرت نے چالیسویں برس میں قدم رکھا تو شعبان کی چودہ تاریخ کو حضرت اسرافیل ؑ کو حکم ہوا کہ لوح محفوظ سے قران کو نقل کر کے ساتویں آسمان پر بیت المعمور میں لا رکھیں چنانچہ اس بیان سورۂ دخان کی آیت اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ میں واضح طور سے موجود ہے۔ پھر سوا مہینے کے بعد رمضان کی شب قدر کو بیت العزت میں جو پہلے آسمان پر مکہ معظمہ کے مقابل میں واقع ہے لا کر رکھا اس کا بیان آیت اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ پھر جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو حضرت جبرئیل ؑ کی معرفت اقرا کی پہلی پانچ آیتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں اور تیئیس برس کے عرصہ میں سارا قرآن مجید من اولہ الی آخرہ نازل ہو چکا پس تینوں باتیں ٹھیک اور درست ہو گئیں اور رمضان کی فرضیت تحویل قبلہ کے دس دن بعد شعبان کے مہینے میں جو ہجرت کا اٹھارھواں مہینہ تھا واقع ہوئی بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کوئی روزہ فرض نہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ایام بیض کے روزے فرض تھے پھر منسوخ ہو گئے اور بعض کہتے ہیں کہ عاشورہ کا روزہ فرض تھا ہر چند کہ وہ منسوخ ہو گیا ہے مگر اسکا استحباب ابتک باقی ہے علماء کا اس بات میں سخت اختلاف ہے کہ نماز افضل ہے یا روزہ جمہور علماء کے نزدیک تو تمام اعمال میں نماز ہی افضل ہے اور یہی مشہور بھی ہے مگر بعض حضرات روزہ کی افضلیت کے قائل ہو گئے ہیں رمضان کی فرضیت کا منکر کافر اور اس کا تارک سخت گنہگار ہے چنانچہ در مختار میں لکھا ہے وَلَوْ اَكَلَ عَمَدًا الشُّهْرَةَ بِلَا عُذْرٍ يُقْتَلُ یعنے جو شخص رمضان میں قصداً بلا عذر علے الاعلان کھا لے تو وہ قتل کیا جائے اور رمضان شریف کی فرضیت سے دو برس پہلے زکوٰۃ فرض ہوئی ہے ہر چند کہ

واسطے جو رمضان میں ہوتی ہے یعنے کثرت مغفرت اور بلندی درجات پھر جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے حور عین پر ایک ٹھنڈی ہوا چلنی شروع ہوتی ہے تو وہ کہتی ہیں اے رب تو اپنے بندوں کو ہمارا شوہر بنا کہ اُن کی وجہ سے ہماری آنکھوں کو اور ہمارے سبب سے اُنکی آنکھوں کو ٹھنڈک ہو اور فرمایا اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَيْ رَبِّ اِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ اِنِّيْ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ یعنے روزہ اور قرآن مجید روزہ دار بندہ کی شفاعت کرینگے روزہ کہیگا کہ اے میرے رب میں نے اسے کہانے اور رغبت کی چیزوں سے دن میں منع کیا تھا۔ تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر اور قرآن کہیگا میں نے اسے رات کو نیند باز رکھا تھا تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر حضرت فرماتے ہیں دونوں کی شفاعت قبول ہوگی بعض علماء فرماتے ہیں کہ رمضان کی شفاعت سے گناہ دور ہونگے اور قرآن کی شفاعت سے بلند درجے ملینگے اور فرمایا مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنے جس نے رمضان کا روزہ ایمان سے رکھا شریعت کو سچ جانکر اور رمضان کی فرضیت پر اعتقاد رکھکر اور طلب ثواب کے لئے یعنے لوگوں کے ڈر سے نہ رکھتا ہو اور نہ سنانے دکھانے کے لئے بخشے جائینگے اُس کے لئے جو پہلے گناہ کئے تھے اور جو کوئی رمضان میں عبادت کرے یعنے تراویح اور تلاوت قرآن اور طواف اور عمرہ ایمان سے اور طلب ثواب کیلئے بجالاوے تو اس کے گناہ جو پہلے گذرے ہیں سب معاف ہو جائینگے اور جو کوئی شب قدر میں قیام کرے خواہ اُسے جانے یا نہ جانے مگر اُس کے ہونے پر رکھتا اور ثواب کی طلب رکھتا ہو تو اسکے سب گناہ جو پہلے گذرے ہیں معاف ہو جائینگے اور فرمایا كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (یعنے ابن آدم

کا ہر ایک نیک عمل دس سے سات سو چند تک زیادہ کیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مگر روزہ
میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا دونگا یعنے اسکی جزا میں ہی خوب جانتا ہوں اور آپ ہی دونگا
اپنے غیر کی طرف اسکو نہ چھوڑوں گا وہ میرے لئے اپنا کہانا اور مزیداریاں چھوڑتا ہے - یعنے
حکم اور رضا کے سبب مزیداریوں اور کہانے پینے سے علیحدہ رہتا ہے روزہ دار کے لئے
دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت دوسرے اپنے رب کی ملاقات کے وقت یعنے ثواب ملنے
کے وقت اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا تعالےٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے کہیں عمدہ
اور معطر زیادہ ہے اور روزہ ڈھال ہے یعنے اسکے سبب سے دنیا میں شیطان کی شر سے اور آخرت
میں دوزخ کے عذاب سے بچتا ہے - سو جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو فحش بات نہ بکے
اور بیہودہ بات کے ساتھ نہ چلائے - پھر اگر اسکو کوئی برا کہے یا کوئی لڑنا چاہے تو یوں کہدے
کہ میں تو روزہ دار ہوں اور فرمایا مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ
طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ یعنے جو آدمی باطل بولنا نہ چھوڑے جیسے افترا اور جھوٹی گواہی اور غیبت اور
لعنت اور بہتان وغیرہ اور برے کام کرنے سے باز نہ آئے تو اللہ تعالےٰ کو اس کی
کچھ پرواہ نہیں کہ وہ اپنا کہانا پینا چھوڑ دے اور فرمایا کَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا
الظَّمَاءُ وَكَمْ مِّنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ قِیَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ یعنے بہت سے ایسے روزہ دار ہیں جنکو پیاسے
رہنے کے علاوہ روزہ سے اور کچھ فائدہ نہیں اور بہت سے قیام کرنیوالے ایسے ہیں جنکو
بیخوابی کے سوا قیام کا کوئی فائدہ نہیں عبید رسول خدا صلعم کے مولا روایت کرتے ہیں کہ دو عورتوں
نے روزہ رکھا تھا - ایک شخص نے آکر کہا اے رسول خدا یہاں دو عورتیں ہیں جنہوں نے روزہ
رکھا ہے اور قریب ہے کہ وہ پیاس کی شدت سے مر جائیں - حضرت نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا
یا خاموش ہو رہے - اس شخص نے پھر دوبارہ پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ درحقیقت مری جاتی ہیں - یا عنقریب
مر جائیں گی حضرت نے فرمایا اچھا ان دونوں کو یہاں بلا لا - راوی کہتے ہیں جب وہ دونوں عورتیں آئیں
تو حضرت نے ایک پیالہ منگا کر ان میں سے ایک کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تو اس میں قے کر - اسنے
پیپ اور خون اور کچ لہو اور گوشت اس قدر قے کیا کہ پیالہ بھر گیا پھر دوسری سے فرمایا تو بھی قے
کر اس نے بھی پیپ اور خون اور کچ لہو اور سرخ گوشت اسقدر قے کیا کہ پیالہ بھر گیا پھر حضرت نے

Marfat.com

فرمایا کہ اُنھوں نے ایسی چیز سے روزہ رکہا تہا جسکو خدا نے اِن کے واسطے حلال کیا تہا اور ایسی چیز سے افطار کیا تہا جسکو اللہ تعالے نے اِن دونوں پر حرام کیا تھا یعنے یہ دونوں باہم بیٹھکر آدمی کا گوشت کہا رہی تھیں یعنے اُن کی غیبت کر رہی تھیں اِسکو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور فرمایا نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ وَصُمْتُهُ تَسْبِيحٌ وَعَمَلُهُ مُضَاعَفٌ وَدُعَاءُهُ مُسْتَجَابَةٌ وَذَنْبُهُ مَغْفُورٌ یعنے روزہ دار کا سورہنا عبادت اور اُسکا چپ رہنا تسبیح ہے اور اُس کے عمل بڑہائے جاتے ہیں اور اُسکی دعا مقبول ہوتی اور اُس کا گناہ بخشا جاتا ہے (رواہ البیہقی) اور فرمایا اِنَّ لِلّٰهِ مَائِدَةً عَلَيْهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ لَا يَقْعُدُ عَلَيْهَا إِلَّا الصَّائِمُونَ یعنے بلاشبہ خدا تعالی کا ایک خوان ہے جسپر ایسی ایسی رنگ برنگ کی نعمتیں چنی ہوئی ہیں جنکو نہ کسی آنکہہ نے دیکہا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی کے خیالمیں گذریں اُس خوان پر روزہ دار ہی بیٹھیں گے (رواہ الطبرانی) اور فرمایا مَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ بَعَّدَهُ اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَبُعْدِ غُرَابٍ طَائِرٍ وَهُوَ فَرْخٌ حَتّٰى مَاتَ هَرِمًا ۔ یعنے جس نے ایکدن صرف خدا کی رضامندی کے واسطے روزہ رکہا خدا تعالی نے اُسے جہنم سے اتنا دور کردیا جتنا اُڑنے والا کوا جو بچپن سے اُڑتے اُڑتے یہاں تک اُڑے کہ بوڑھا ہوکر مرجائے دور ہوتا ہے اور مشہور بات ہے کہ کوّے کی عمر ہزار سال کی ہوا کرتی ہے تو اُسکی تمام عمر اُڑنے کی مسافت خیال کرنا چاہئے کہ کسقدر دراز ہوگی پس اسقدر دوزخ کی آگ اور روزہ دار کے مابین دوری ہوگی غرضکہ اِس تمثیل سے مراد کثرت ہے (رواہ احمدؒ والبیہقی) اور فرمایا لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ یعنے ہر چیز کے لیے زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ رکہنا ہے ۔ یعنی روزہ کیوجہ سے اخلاط ردیہ اور گناہوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے (رواہ ابن ماجہ) اور فرمایا تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ یعنے شب قدر کو رمضان کے آخیر عشرہ کی طاق راتوں اکیسویں ۲۱ تیئیسویں ۲۳ پچیسویں ۲۵ ستائیسویں ۲۷ انیتسویں ۲۹ میں تلاش کرو (رواہ البخاری) شب قدر میں خاص خدا کی تجلی ہوا کرتی ہے ۔ غروب سے لیکر صبح تک اور عابدین وصلحار کی ملاقات کیواسطے اِس راتمیں فرشتے نزول کرتے ہیں اور اِسی رات مبارک میں قرآن مجید نازل ہوا اور اسی رات میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا بھی اِسی رات میں شروع ہوا اور اِسی راتکو جنت میں درخت لگائے گئے اِسی سعادت کی بھری ہوئی رات میں آدمیوں کی دعائیں قبول ہوتیں اور عبادت کا ثواب بہت ملتا ہے حضرتؐ فرماتے ہیں اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي كَبْكَبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّونَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ

Marfat.com

وجل فاذا کان یوم عیدہم یعنی یوم فطرہم باہی بہم ملائکتہ فقال یا ملائکتی ما جزاء اجیر وفی
فی عملہ قالوا ربنا جزاءہ ان یوفی اجرہ قال یا ملائکتی عبیدی وامائی قضوا فریضتی علیہم
ثم خرجوا یعجون الی الدعاء وعزتی وجلالی وکرمی وعلوی وارتفاع مکانی لاجیبنہم فیقول ارجعوا
فقد غفرت لکم وبدلت سیئاتکم حسنات قال فیرجعون مغفورا لہم (رواہ البیہقی) یعنے جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت
جبرئیل فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اُترتے ہیں اور ہر بندہ کیواسطے خواہ وہ کھڑا یا بیٹھا خدا کو یاد کرتا ہو بخشش مانگتے
ہیں سو جب انکی عید یعنی فطر کا دن ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اُن کے سبب اپنے فرشتوں پر فخر و مباہات کر کے فرماتا ہے کہ ای میرے
فرشتو بھلا اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے جو اپنا کام پورا کر چکا ہو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب اُسکا بدلہ
یہ ہے کہ اُسکے کام کی پوری پوری مزدوری دیجائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو میری لونڈی غلاموں نے
میرا وہ فرض جو اُنپر تھا ادا کر دیا پھر دعا کیساتھ چلاتے ہوئے اپنے گھروں سے عیدگاہ کیطرف نکلے مجھے اپنی
عزت و بزرگی اور جود اور بلند قدر و مرتبہ کی قسم ہے کہ میں انکی دعائیں ضرور قبول کرونگا پھر فرماتا ہے۔ ای میرے
بندو جاؤ میں نے تمہیں بخشدیا اور تمہاری برائیاں بھلائیوں سے بدل ڈالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اسوقت لوگ اس حال میں پھرتے ہیں کہ اُنکے گناہ کی بخشش کیجاتی ہے **مسئلہ** شعبان کی ۲۹
تاریخ کو غروب کے وقت سے رمضان کے چاند کی تلاش اور جستجو کرنا واجب ہے اگر چاند دیکھ لیں تو اُسکی صبح روزہ رکھیں
اور اگر ابر یا غبار ہو تو شعبان کے پورے تیس دن کر کے روزہ رکھیں نجومیوں کے قول کا اسمیں کچھ بھی اعتبار نہیں
اگرچہ نجومی دانا اور ثقہ آدمی کیوں نہوں اسیطرح نجومی کو یہاں اپنے حساب پر عمل کرنا مکروہ ہے رویت ہلال
کے وقت چاند کیطرف اشارہ کرنا مکروہ ہے تاکہ لوگ بھروسہ نکر بیٹھیں بلکہ ہر ایک کو تلاش کرنا مناسب ہے
اگر زوال سے پہلے یا اُس کے بعد چاند معلوم ہو تو نہ تو رمضان کا گمان کر کے روزہ رکھے اور نہ عید کا گمان
کر کے افطار کرے کیونکہ وہ چاند آئیندہ رات کا ہے اگر آسمان پر ابر یا غبار ہو تو رمضان کے چاند کی گواہی ایک
ہی شخص کی معتبر اور مقبول ہوگی بشرطیکہ وہ شخص عدل مسلمان عاقل بالغ ہو عام ہے کہ غلام ہو یا آزاد عورت
ہو یا مرد عدل اُسے کہتے ہیں جو بدون ہٹ اور اصرار کے صغیرہ تو عمل میں لاتا ہو مگر سارے کبائر سے بچتا ہو
اور اُس کے اچھے اعمال صغائر پر غالب ہوں (در المختار) حسن نے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سے روایت کی
ہے کہ شخص مستور الحال کی گواہی معتبر ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی المحیط رمضان کے چاند کی گواہی ایک
غلام کی دوسرے غلام پر معتبر ہے اسی طرح ایک عورت کی گواہی دوسری

عورت پر مقبول ہے البتہ جو شخص قریب البلوغ ہے اُس کی گواہی معتبر نہ ہوگی اور اِس گواہی میں نہ تو لفظ
شہادت کا بولنا شرط ہے اور نہ حاکم کا حکم اور دعوے شرط ہے حتےٰ کہ اگر کسی شخص نے حاکم کے پاس آکر چاند
کی گواہی دی اور ایک اور شخص نے جو حاکم کے پاس بیٹھا ہے اُسکی گواہی سُنی اور بظاہر یہ شخص ثقہ بھی معلوم ہوتا ہو
تو سُننے والے پر روزہ رکھنا واجب ہو جائیگا حاکم کے حکم کی کچھہ حاجت نہوگی جسوقت امام یا قاضی نے خود رمضان
کا چاند دیکھا تو اُسے اختیار ہے کہ چاہے ایک اور شخص گواہی کے دیے کیواسطے مقرر کرلے چاہے خود بھی
روزہ رکھنے کا حکم کردے بخلاف عید الفطر اور عید الضحےٰ کے چاند کے کہ وہاں جبتک دو ثقہ شخص گواہی نہ دینگے
مقبول نہ ہوگی اگر تنہا فاسق نے چاند دیکھا ہے تو وہ بھی قاضی کے پاس جاکر گواہی دے کیونکہ بعض وقت
قاضی فاسق کی بھی گواہی قبول کرلیتا ہے۔ مگر قاضی کو مناسب ہے کہ فاسق کی گواہی رد کردے معتبر نہ سمجھے
اگر دیہات میں کسی نے رمضان کا چاند دیکھا تو اُسے ضرور ہے کہ اپنے گاؤں کی مسجد میں گواہی دے
اور وہاں کے لوگوں پر لازم ہے کہ اُس کے کہنے پر روزہ رکھیں بشرطیکہ وہ عدل ہو اگر گاؤں میں حاکم ہے
تو یہ شخص اُسکے پاس جاکر گواہی دے اگر تنہا ایک شخص نے رمضان کا چاند دیکھا اور حاکم نے اُس کی گواہی
قبول نہ کی تو بھی اُس شخص پر روزہ رکھنا لازم ہو جائیگا اگر یہ اُس دن افطار کرلیگا تو قضا لازم آئیگی نہ کفارہ
اگر کسی فاسق نے گواہی دی اور حاکم نے اُسے قبول کرکے لوگوں کو روزہ کا حکم کردیا پھر اُسنے یا اور کسی نے
افطار کرلیا تو تمام مشائخ کے نزدیک اُسپر کفارہ لازم آئیگا اور اگر یہ شخص تیس دن پورے کرچکا تو بھی نہ
افطار کرے مگر امام کے ساتھہ یعنے امام کیساتھہ ایک دن اور روزہ رکھے اور اگر آسمان میں ابر و غبار ہو گا
تو ایک دو شخص کی گواہی معتبر نہوگی تا وقتیکہ ایک کثیر جماعت جنکے خبر دینے سے یقین حاصل ہو جائے
گواہی نہ دے اور یہ امام کی رائے پر مفوض ہے کچھہ معین عدد پر نہیں اور یہی ٹھیک بات ہے اُسمیں رمضان
و شوال ذلحجہ سب برابر ہیں کسی کے ساتھہ خصوصیت نہیں اور ایک شخص کی گواہی مقبول ہوگی جبکہ کسی اور شہر
سے آیا ہو یا کسی بلند جگہ پر ہو کذا فی الہدایہ اگر ایک شخص نے عید کا چاند اور حاکم کے پاس آکر گواہی دی
حاکم نے اُسکی گواہی نامقبول رکھی تو اُس پر اُسدن کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اگر افطار کریگا تو قضا لازم آئیگی
نہ کفارہ اور اگر اُس نے اپنے یار کے سامنے گواہی دی اور اُسنے افطار کرلیا تو کفارہ لازم نہ آئیگا بشرطیکہ
وہ اُسکو سچا جانتا ہو لان التفرد بالرویۃ من غیر ثبوت عند الحاکم موجب لاسقاط الکفارۃ
کذا فی البحر اگر عید کا چاند صرف امام یا قاضی نے دیکھا تو نماز کے واسطے عیدگاہ کی طرف نہ نکلے اور نہ

Marfat.com

لوگوں کو حکم کرے نہ پوشیدہ نہ ظاہر افطار کرے مگر جب رمضان کی ۲۹ تاریخ کو ابر یا غبار ہو گا تو اُس وقت ایک آدمی کی گواہی قبول نہ کی جائیگی تا وقتیکہ دو عدل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی نہ دیں اور اس میں آزادی بھی شرط ہے بخلاف رمضان کے چاند کے کہ وہاں غلام اور حر برابر ہیں اسیطرح یہاں لفظ شہادت بھی کہنا شرط ہے اور رمضان کے چاند میں نہیں جب لوگوں نے ایک شخص کی گواہی پر روزے رکہے اور پورے تیس دن ہو گئے مگر عید کا چاند دکھائی نہ دیا تو امام حسنؒ کی اس روایت کیموافق جو اُنہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے یہ لوگ احتیاطاً افطار نہ کریں مگر امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب پورے تیس دن ہو چلیں اور چاند معلوم نہ ہو تو سب کے سب افطار کریں اور یہی قول ارجح اور اشمل ہے شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف اُس صورت میں ہے کہ عید کا چاند باوجود مطلع صاف ہونیکے دکھائی دیا ہو کیونکہ جب ابر وغیرہ ہو گا تو بلا اختلاف افطار کرنا ضرور ہو گا اور یہ قول اشبہ ہے اور ظاہر روایت کے اعتبار سے اختلاف مطالع کا کچھہ بھی اعتبار نہیں کیونکہ مغرب والوں کے چاند دیکھنے سے مشرق والوں پر روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے اگر ایک جماعت نے اِس بات کی گواہی دی کہ ایک شہر والوں نے تم سے ایکدن پہلے چاند دیکھکر روزہ رکہا ہے اور یہ تیسواں دن تھا اُن کے حساب سے اور اُنہوں نے چاند نہ دیکھا تہا تو اُن لوگونکو اِس جماعت کے کہنے کے بموجب کل افطار کرنا ہرگز مباح نہ ہو گا اور نہ اِس رات کی تراویح چھوڑی جائیگی کیونکہ اُس جماعت نے اپنی رویت کی گواہی نہیں دی اُس نے تو اپنے غیر کی رویت کی حکایت کی ہے ہاں اگر اُس جماعت نے اِس طرح بیان کیا کہ فلان شہر کے قاضی کے سامنے دو شخصوں نے گواہی دی تھی کہ ہم نے فلانی رات چاند دیکھا ہے اور قاضی نے اہل شہر کو اُن کی گواہی پر روزہ رکہنے کا حکم کیا تھا تو اُس شہر کے قاضی کو جائز ہے کہ اُس جماعت کی گواہی پر افطار کا حکم کر دے کیونکہ قاضی کی قضا حجت ہے اور اُس جماعت نے قاضی کی قضا کی گواہی دی ہے ایک شہر کے آدمیوں نے بدون رمضان کے چاند دیکھے روزے رکہنے شروع کئے تھے اور ابھی اٹھائیس ہی دن ہونے پائے تھے کہ عید کا چاند دکھائی دیگیا تو اب اُسکی دو صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) اگر اُنہوں نے شعبان کو اُس کی رویت سے تیس دن شمار کر لیا تہا اور رمضان کا چاند نہ دیکھا تہا تو ایک دن کی قضا لازم آئیگی اگر ۲۹ دن ہو لئے تھے کہ عید کا چاند نظر آیا تو کچھہ بھی قضا لازم نہ آئیگی (۲) اگر اُنہوں نے شعبان کے تیس دن بدون چاند دیکھنے کے شمار کر کے رمضان کے روزے رکہنے شروع کر دئے تھے تو دو دن کی قضا لازم آئیگی اگر شہر والوں نے رویت کے بموجب ۲۹ دن روزے

رہے اور اُن میں ایک شخص بیمار تھا جس نے مطلق روزہ نہ رکھا تھا تو اُس پر انتیس دن کی قضا لازم آئیگی ہاں اگر شہروالوں کا اسے حال معلوم نہ ہوگا تو پورے تیس روزوں کی قضا کرنی پڑیگی تاکہ یقین کے ساتھ عہدہ فرض سے باہر نکلے یہ سب مسئلے فتاوےٰ عالمگیری وغیرہ میں موجود ہیں۔

فصل اگر روزہ دار بھول کر کھالے یا پی لے یا جماع کرے تو روزہ نہیں جاتا اگر کسی نے بھولکر جماع کیا اور اسیوقت یاد بھی آگیا پھر اگر فی الفور ستر باہر نکال لیگا تو روزہ نہ جائیگا ورنہ ٹوٹ جائیگا اور قضا لازم ہوگی نہ کفارہ بعضوں نے کہا ہے اُس پر کفارہ اُسیوقت لازم نہ آئیگا کہ یاد آنیکے بعد یہاں تک حرکت نکرے کہ منزل ہوجائے لیکن اگر نفس کو حرکت دیگا اور منزل ہوجائیگا تو باتفاق کفارہ لازم آئیگا جیسے اُس صورت میں کفارہ لازم آتا ہے کہ نکالکر پھر داخل کرے ولو مکث حتی امنی ولم یتحرک لا قضاء ولا کفارة وان حرک نفسہ لکن لو کفر کما لو نزع ثم ادخل در المختار اگر فجر سے پہلے قصداً جماع کرے اور پھر فجر طلوع ہوجائے تو ستر کا نکالنا فی الفور واجب ہے اُسوقت اگر نفس کو حرکت دیگا تو کفارہ لازم آئیگا روزہ تو صرف ٹھیرتے ہی سے ٹوٹ جائیگا۔ اگر طلوع فجر کے خوف سے ستر نکال لیا مگر پھر طلوع فجر کے بعد منزل ہوگیا یا بعد نکالنے کے منزل ہوا تو اُسپر کچھ بھی لازم نہیں آتا اگر ایک آدمی سہواً کھانا کھارہا ہو اور اسمیں اسقدر قوت بھی ہو کہ شام تک بدون کھائے پیئے رہ سکیگا تو دیکھنے والے کو مناسب ہے کہ اُسے یاد دلادے اگر یہ یاد نہ دلائیگا تو کراہت کا مرتکب ہوگا۔ مگر جب یہ شخص نہایت ضعیف ہے تو اُسے یاد نہ دلانا اولیٰ اور بہتر ہوگا اگر عورت کی شرمگاہ کیطرف نظر کرنے سے منزل ہوگیا تو روزہ نہ ٹوٹیگا اور اگر جانور کیساتھ فعل بد کرکے منزل ہوا تو اُس میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور بعضوں کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اگر جانور سے فعل بد کیا اور منزل نہوا تو بلا اختلاف روزہ نہیں ٹوٹتا اور یہی حکم لواطت کا ہے (در مختار) ہاتھ سے منی گرانے کے سبب سے روزہ جاتا رہتا ہے یہی پر قضا لازم ہوتی ہے نہ کفارہ حدیث شریف میں آیا ہے ناکح الکف ملعون یعنے ہاتھ سے منی گرانے والا ملعون ہے العیاذ باللہ اگر دو عورتیں باہم فعل بد کریں تو بدوں انزال روزہ نہ ٹوٹیگا اور بصورت انزال ٹوٹ جائیگا اور قضا لازم آئیگی تیل لگانے سے روزہ نہیں جاتا جیسے نہانے اور جگر ٹھنڈک پہنچانے سے روزہ نہیں جایا کرتا اسیطرح سرمہ لگانے سے روزہ میں کوئی نقصان نہیں آتا اگرچہ اُسکا مزہ حلق میں پائے یا اس کا رنگ رینٹ یا تھوک میں دیکھے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت نے روزہ کیحالت میں سرمہ لگایا آنکھ اور دماغ کے درمیان رستہ نہیں ہے اور آنسو جو نکلتے ہیں تو وہ پسینہ کی طرح

ٹپک کر نکلتی ہیں اور جو چیز داخل مسام ہوتی ہے اُس سے روزہ میں کوئی قصور واقع نہیں ہوتا اگر آنکھ میں دودھ
یا کوئی دوا تیل کے ساتھ رکھے پھر حلق میں اُسکا مزہ یا تلخی پائے تو روزہ نہیں جاتا اسی طرح مرد کو اپنی دبر اور عورت
کو اپنی شرمگاہ میں انگلی کرنے سے روزہ نہیں جاتا ہاں اگر انگلی پانی یا تیل کے ساتھ تر ہوگی تو بلاشبہ روزہ جاتا
رہیگا سینگی لگانے اور غیبت کرنے سے روزہ نہیں جاتا مگر ثواب کم ہوجاتا ہے۔ افطار کی نیت کرنیکے
بعد افطار نکرنا روزہ میں کوئی خلل پیدا نہیں کرتا اور اگر بغیر قصد و فعل کے حلقمیں دہواں چلا گیا تو روزہ
نہیں جاتا کیونکہ اس سے بچنا مشکل بات ہے بالفرض اگر منہ بند کرلیا جائیگا تو ناک کی راہ سے نکلیگا
پس یہ اُس تری کی مانند ہے جو منہ میں کلی کرنے کے بعد باقی رہتی ہے ہاں اگر قصداً حلق میں دہواں داخل
کیا جائیگا تو بلاشبہ روزہ ٹوٹ جائیگا عام ہے کہ دہواں عنبر کا ہوتا اگر وغیرہ کا سب سے روزہ جاتا رہتا
ہے اگر خوشبو کی چیز جلا کر اپنی طرف دہواں لیا جائیگا اور باوجود یاد ہونے روزہ کے اُسکا دہواں سونگھیگا
تو روزہ جاتا رہیگا کیونکہ اس قسم کی باتوں سے بچنا ممکن ہے اور اس مسئلہ سے اکثر لوگ غافل ہیں اس بیان
سے کسی کو یہ وہم نگذرے کہ عنبر اور اگر کا دہواں سونگھنا گلاب اور مشک وغیرہ سونگھنے کی مانند ہے کیونکہ
صرف خوشبو کے سونگھنے اور اُس دہوئیں میں جو آدمی کے اندر پہنچتا ہے اُس کے فعل و اثر سے ظاہر فرق
معلوم ہوتا ہے علی ہذا القیاس حقہ کے دہوئیں سے روزہ جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ قصداً کھینچا جاتا اور اُس سے
ایک قسم کی تسکین ہوجاتی ہے اور دوا کے طور پر اسکا استعمال کیا جاتا ہے اگر تھوڑے آنسو یا پسینہ حلق میں چلا
جائے تو اُس سے روزہ نہیں جاتا ہاں جب یہ بہت ہوں نیز اُنکی کچھ شوریت اور نمکینی حلق میں معلوم بھی ہو
تو روزہ جاتا رہے گا مگر غبار اور آٹے کے جانے سے روزہ نہیں جاتا کیونکہ اس سے بچنا مشکل بات ہے
اگر روزہ دار جنابت کی حالت میں صبح کرے تو روزہ نہیں جاتا اگرچہ سارے دن یا کئی دن تک بے نہائے
رہے البتہ ناپاک رہنے اور نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ثواب سے محروم رہتا ہے سوراخ ذکر میں دوا یا تیل
ڈالنے سے امام ابوحنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک روزہ نہیں جاتا گو وہ دوا اور تیل مثانہ تک کیوں نہ پہنچ جائے
کیونکہ مثانہ میں منفذ اور رستہ اندر کی جانب نہیں ہے پیشاب جو نکلتا ہے تو ٹپک کر آتا ہے مگر امام ابو یوسف
علیہ الرحمتہ کے نزدیک اُس سے روزہ جاتا رہتا ہے لیکن جس صورت میں مثانہ تک نہ پہنچے صرف نلی ہی تک رہے
تو تینوں اماموں کے نزدیک روزہ نہیں جاتا پانی میں بیٹھنے اور کانوں میں پانی جانے سے روزہ نہیں
جاتا اگر بلغم منہ بھر کر نکل جائے تو امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور امام ابو حنیفہ رح

Marfat.com

کرایا پھر اُسی دن اُسے حیض یا نفاس آگیا تو کفارہ ساقط ہو جائیگا اسی طرح اگر کوئی اُسی دن ایسا بیمار ہو گیا
کہ اس میں افطار کرنا جائز ہے اور مرض بھی بغیر اس کے فعل کے ہو تو کفارہ ساقط ہو جائیگا اور اگر
آپ سے بیمار ہو گیا تو اُس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک کفارہ آئیگا اور بعض کے نزدیک آئیگا
جامع العلوم میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے اپنے نفس کو زیادہ چلنے کیوجہ سے رنج و تعب میں ڈالدیا یا ایسا
سخت کام کیا جس سے بہت پیاس لگی پھر افطار کر لیا تو کفارہ لازم آئیگا مگر بعض کے نزدیک اس صورت میں
کفارہ نہ آئیگا اسی پر بقالی نے عمل کیا ہے کذا فی التاتارخانیہ **کفارہ** یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اگرچہ
بردہ کافر ہی ہو اور اگر اسکی طاقت نہ ہو تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے جنمیں عیدین اور ایام
تشریق نہ ہوں پھر اگر دو مہینے کے روزوں میں ایک روزہ بھی ہو جائے خواہ بعذر یا بلا عذر تو دوسری دفعہ از سر نو
رکھنے شروع کرے ہاں اگر حیض کیوجہ سے کچھ دن فوت ہو گئے تو کچھ مضائقہ نہیں اگر نفاس کیوجہ سے افطار
کرے تو بھی از سر نو رکھنے ہوں گے اور اگر مرض یا بڑھاپے کیوجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسلمینوں
کو پیٹ بھر کر دو وقت کھانا کھلائے اگر کئی روزے قصداً جماع کر کے یا کھانا کھا کر توڑے ہوں تو ایک
ہی کفارہ کافی ہوگا بشرطیکہ اُن کے درمیان کفارہ نہ دیا ہو اور جو روزے توڑے ہیں وہ ایک ہی رمضان
کے یا دو رمضان کے ہوں اور یہ ہی صحیح ہے کذا فی الدر المختار بعض لوگ کہتے ہیں کہ دونوں رمضان کا کفارہ
علیحدہ علیحدہ ہے (عالمگیری) اگر کوئی شخص مہینہ بھر سے کم دیوانہ رہا تو اس پر سارے مہینہ کی قضا آئیگی اور
اگر تمام مہینے دیوانہ رہا تو کچھ بھی قضا لازم نہ آئیگی اگر اسطرح مہینہ بھر دیوانہ رہا کہ رات کو آرام ہو گیا یا دنکو نیت کا
وقت فوت ہونے کے بعد اچھا ہو گیا تو بھی قضا نہ آئیگی کیونکہ یہ بھی سارے مہینہ کی دیوانگی کے حکم میں داخل
ہے اگر کسی نے رمضان کے مہینہ میں روزے کی نیت نہ کی اور کھانا کھا لیا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
کفارہ واجب نہیں مگر صاحبینؒ کے نزدیک واجب ہو کذا فی المالابدمنہ اور اہل عذر اور حیض و نفاس والی عورت
کو واجب ہوگا کہ زوال عذر اور پاک ہونیکے بعد بقیہ دنمیں افطار کرنے سے باز رہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اگر شک کے
دن افطار کی حالت میں صبح کی پھر معلوم ہوا کہ وہ رمضان کا دن ہے یا اس گمان پر کہ ابھی فجر نہیں ہوئی سحری
کھالی پھر ظاہر ہوا کہ فجر ہو چکی تھی۔ یا آفتاب کے غروب ہونے کے گمان پر کھانا کھا لیا پھر معلوم ہوا کہ
آفتاب غروب نہیں ہوا تھا یا خطاً یا جبراً افطار کر لیا یا بدون کسی معقول وجہ کے یوں ہی روزہ
توڑ ڈالا تو ان سب صورتوں میں روزہ داروں کی مشابہت حاصل کرنے کی غرض سے بقیہ دن

Marfat.com

کہانے پینے وغیرہ سے بند رہنا واجب ہے (عالمگیری) بیمار اور مسافر کو علے الاعلان کہانا کہانا جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے اور جن عوارض کی وجہ سے روزہ افطار کرنا مباح ہو جاتا ہے وہ کل دس ہیں۔ مرض۔ سفر۔ جبر و اکراہ۔ حمل۔ بچوں کو دودھ پلانا۔ بہوک۔ پیاس۔ بیحد بڑہاپا۔ حیض۔ نفاس۔ عطا کہتے ہیں کہ جس آدمی کے بخار کا دن ہو اور وہ بخار آنے سے پہلے ہی افطار کرلے تو اس کا کچھ بھی مضائقہ نہیں پھر اگر اس دن بخار نہ آئیگا تو زیادہ ترصحیح یہ بات ہے کہ اُس پر کفارہ نہ آئیگا۔ اسی طرح اگر کسی عورت نے حیض کا دن گمان کر کے افطار کرلیا مگر اُس دن حیض نہ آیا تو بہی صحیح مذہب میں اس پر کفارہ نہ آئیگا علے ہذا القیاس جب بازار والے تیسویں تاریخ کو نقارہ کی آواز سنکر بایں گمان روزہ افطار کرلیں کہ یہ نقارہ عید کے اعلان کے واسطے بجا ہے اور آج عید کا دن ہے۔ مگر پھر معلوم ہو جائے کہ یہ نقارہ کسی اور وجہ سے بجا تہا تو بھی اُن پر کفارہ نہیں آتا۔ اگر روزہ کی حالت میں سفر کیا تو اب افطار کرنا مباح نہ ہوگا لیکن۔ اگر اُس کے بعد کچھ بیمار ہو گیا تو افطار درست ہوگا مگر ان سب صورتوں میں قضا آئیگی نہ کفارہ مسافر کو روزہ رکہنا مستحب ہے مگر اسی وقت کہ سفر ضرر نہ کرے اگر ایسی سخت بہوک پیاس لگے کہ اُس سے ہلاک یا نقصان عقل یا بعض حواس کے جاتے رہنے کا خوف ہو لیکن یہ باتیں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالنے کی وجہ سے نہوں تو افطار کرنا مباح ہوگا۔ کیونکہ نفس کو مشقت میں ڈالنے کی صورتمیں اکثر کے نزدیک کفارہ آتا ہے گو بعض کے نزدیک قضا ہی آتی ہو مثلاً کوئی مسافر ایسا دوڑا کہ جس سے پیاس لگی اور روزہ توڑ ڈالا تو اس وقت اکثر کے نزدیک کفارہ لازم ہوگا **علی بن احمدؒ** سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر کسی اہل حرفہ کو اس بات کا یقین ہے کہ حرفہ میں مشغول ہونے سے اُسے ایسا مرض لاحق ہوگا۔ جس سے روزہ افطار کرنا مباح ہو جائیگا اور وہ مزدوری کی طرف محتاج بہی ہو تو آیا اُسے مرض لاحق ہونے سے پہلے کہانا پینا مباح ہے یا نہیں۔ علی بن احمدؒ نے اُسے اس سے سخت منع فرمایا در مختار میں لکھا ہے کہ جس شخص کو ایسا خوف ہو تو اُسے یوں مناسب ہے کہ آدھے دن تو محنت مزدوری کرے اور آدھا دن آرام سے کاٹے تاکہ وجہ معاش بھی حاصل ہو اور روزہ بھی ہاتھ سے نہ جائے اگر کوئی کافر دار الحرب میں مسلمان ہوا اور رمضان کے گذر جانے کے بعد اُسے رمضان کے روزہ کی فرضیت کا علم ہوا تو اس پر قضا لازم نہ آئیگی اور اگر رمضان کے درمیان ہی میں اُسے فرضیت رمضان معلوم ہو گئی ہتی تو ظاہر بات ہے کہ اس میں وہ اور مجنوں برابر ہیں اور مجنوں کا حکم سابق میں تفصیل کیساتھ بیان

ہو چکا ہاں اگر یہ مسلمان دار الاسلام میں ہے تو ہر صورت میں گذشتہ ایام کی قضا واجب ہوگی خواہ روزے
کے وجوب سے واقف ہو یا نہ ہو۔ اگر کوئی شخص زوال سے پہلے مسلمان ہوا اور اسوقت تک کچھ کھایا
پیا بھی نہ تھا اب اُس نے نفل روزہ کی نیت کر لی تو ظاہر روایت کے اعتبار سے اُسکا یہ روزہ عدم اہلیت
کی وجہ سے صحیح نہ ہوگا کیونکہ روزہ صاحب جزو بھی نہیں ہوتا کہ کچھ نفل ہو اور اُس کے بعد فرض ہو جائے
ہاں اگر کوئی لڑکا زوال سے پہلے بالغ ہوا اور اُسوقت تک کھایا پیا بھی نہ تھا پھر بلوغ کے بعد نفل روزہ
کی نیت کر لی تو اُسکا یہ روزہ صحیح ہو جائیگا۔ لڑکے کو اُسی وقت روزہ رکھنے کا حکم کیا جائیگا کہ روزہ سے
کوئی ضرر اُس کے بدن کو لاحق نہ ہو ورنہ در صورت ضرر روزہ کے ساتھہ مامور ہوگا اور نہ ترک روزہ
پر قضا آئیگی نابالغ لڑکے کے روزہ میں گو علماء کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ روزہ نماز کے مرتبہ میں ہے
جس شخص نے سارے رمضان میں نہ تو افطار کی نیت کی نہ روزے کی تو اُس پر گو کفارہ لازم نہ ہوگا مگر قضا
ضرور واجب ہوگی۔ رمضان کے علاوہ کسی اور روزے کے توڑ دینے میں کفارہ لازم نہیں آتا اگر رمضان
کا مہینہ پنجشنبہ کو آیا پھر عرفہ بھی پنجشنبہ ہی کو واقع ہوا تو اُسدن کو عرفہ ہی کا دن سمجھنا چاہیے نہ عید الضحیٰ کا
حتے کہ اگر وہ دن عید الضحےٰ کا قرار دیکر قربانی کی جائیگی تو یہ قربانی جائز نہ ہوگی اور حضرت علیؓ کے اِس قول
یوم نحرکم یوم صومکم پر اعتماد نکریں کیونکہ احتمال ہے کہ اُنہوں نے اِس سے صرف اُسی سال کا ارادہ فرمایا
ہو جس میں اتفاقاً یہ واقعہ پیش آیا تھا نہ ہمیشہ کیواسطے شرع شریف میں تیرہ قسم کے روزے
آئے ہیں جن میں سے سات قسم کے روزے تو پے در پے رکھے جاتے ہیں۔ رمضان کے
روزے۔ کفارہ ظہار کے روزے۔ کفارہ قتل کے۔ کفارہ یمین کے روزے۔ کفارہ رمضان
کے روزے معین نذر۔ اور واجب اعتکاف کے روزے۔ اور چھہ قسم کے روزوں میں آدمی
مختار ہے چاہے پے در پے رکھے چاہے متفرق جیسے نفلی روزے۔ قضاء رمضان کے
روزے متعہ اور قران کے روزے۔ (متعہ حج کے اقسام میں سے ہے یعنی متمتع کو اگر قربانی میسر نہ ہو
تو اُس پر دس روزے رکھنے واجب ہو جاتے ہیں) حلق کے فدیہ کے روزے جزاء صید کے روزے
مطلق نذر کے روزے بوڑھے مرد اور بڑھیا عورت کو لازم ہے کہ ہر دن دو سیر گیہوں یا اُس کی
قیمت دیا کریں اگر فدیہ پر قادر نہ ہوں تو خدا سے معافی مانگیں مسئلہ فدیہ اور کفارہ میں اباحۃ طعام
جائز ہے یعنے ہو سکے کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے جیسے تملیک جائز ہے بخلاف صدقہ فطر

Marfat.com

واضح ہو کہ جو صدقہ لفظ طعام یا طعام کے ساتھ کے کہ اس میں زکوٰۃ کی مانند تملیک ضروری بات ہے
مشروع ہوا ہے اُس میں تملیک و اباحت دونوں جائز ہیں اور جو صدقہ اتیار اور اوا سکے لفظ کے
ساتھ مشروع ہوا ہے اُس میں صرف تملیک ہی شرط ہے اور جو نذر کہ اکثر عوام کیطرف سے
بانیطور وقوع میں آتی ہے کہ وہ صلحاء کی قبروں پر جا کر اُنکے پردے اُٹھاتے اور یا سیدہی کہکر کہتے ہیں
کہ اگر میری فلاں حاجت بر آئیگی تو اسقدر چاندی تمہارے نام کی میرے پر واجب ہے سو یہ نذر بالاجماع
باطل ہے اسکا ایفا نہ کرنا چاہیے البتہ اگر یوں کہے کہ یا اللہ میں نے تیرے نام کی نذر مانی ہے کہ اگر تو میرے
بیمار کو شفا دیگا یا میری فلانی حاجت بر لائیگا تو اسقدر کھانا اُن فقیروں کو کھلاؤں گا جو فلاں ولی کے آستانہ پر رہتے
ہیں یا اُس کی مسجد کیواسطے بوریا یا روشنی کے لئے تیل خرید کرونگا یا اُس شخص کو جو فلاں پیر کے مقبرہ کی خدمت
کرتا ہے۔ اسقدر درہم نقد دونگا یا اُس کے علاوہ اور ایسے الفاظ کہے جنمیں نذر تو صرف خدا ہی کے
واسطے ہو مگر نفع فقرا انکو پہونچے اور ولی کا ذکر اِس مقام میں صرف اِس واسطے ہے کہ وہ صرف نذر کا
محل ہے اِس لئے مستحقین کیواسطے تو یہ نذر اگرچہ جائز ہے مگر اُس مال کا صرف کرنا صرف فقرا ہی کے اوپر
ہوگا۔ نہ تو اُسمیں سے کسی عالم کو اُسکے علم کیوجہ سے دیا جائیگا نہ حاضرین قبور کو یہاں ایک استفتا قابل نقل
سمجھا درج کتاب کیا جاتا ہے۔

فتوےٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ جو جانور غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے اُسکا کیا حکم ہے بینوا توجروا!

جواب اجمع العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و
ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد انتہی۔ تفسیر نیشاپوری یعنے علماء کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جانور
کو ذبح کرے اور اُس کی ذبح سے غیر خدا کا تقرب مقصود ہو تو ایسا شخص مرتد ہو جاتا ہے اور اُسکا ذبیحہ
ایسا ہے جیسے مرتد اور کافر کا ذبیحہ وفی اصول العمادی ومن یذبح فی وجوہ السلطان تعظیما وقت قدومہ
یا نحو فوائزہ کفر الذابح والمذبوح میتۃ وکذا فی الذخیرۃ۔

سید محبوب علی	محمد قطب الدین دہلوی	محمد کریم اللہ دہلوی	فقیر احمد سعید احمدی سجادہ نشین خانقاہ	ہو الخالق دہلوی
سید محمد حافظ	محمد مخصوص اللہ دہلوی	مملوک العلی مدرس دہلی	محمد صدر الدین صدر	احمد علی عفی عنہ سہارنپوری

حج کا بیان حج کے لغوی معنے قصد کرنے کے ہیں اور اس قصد سے مکہ معظمہ کا قصد صرف ادائے عبادت کیواسطے کرنا مراد ہے مگر اصطلاح شرع میں خاص مکان کی زیارت کو حج کہتے ہیں بشرطیکہ مخصوص فعل کیساتھ ہوا ور زیارت سے طواف و وقوف مراد ہے اور مکان خاص سے خانہ کعبہ اور عرفات مقصود ہے یعنے عرفہ کے دن دوپہر ڈھلے سے قربانی کی فجر تک حج کی نیت سے اول احرام باندھکر عرفات میں ٹھہرنے اور عید قربان کی فجر سے بیت اللہ کے گرد گھومنے کو حج کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حج کی نیت اول احرام باندھے پھر آفات مخصوصہ میں طواف اور وقوف کرے یہ بات اپنے موقع پر ثابت ہوچکی ہے کہ دین کے پانچ رکن ہیں۔ کلمہ شہادت۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج بیت اللہ وھو فرض بسنۃ تسع یعنے حج ہجرت کے نویں سال فرض ہوا ہے کیونکہ یہ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (خداکیواسطے لوگوں پر خانہ خدا کا حج لازم ہے مگر اُسی شخص پر جو وہاں تک پہنچ سکے) ہجرت کے نویں سال نازل ہوئی ہے۔ اگرچہ اس آیۃ سے حج کی فرضیت ثابت ہوگئی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہجرت کے نویں سال حج نہ کیا اُسکی یہ وجہ تھی کہ یہ آیت مذکورہ یا تو ایام حج کے گذرجانیکے بعد اُتری تھی یا حضرت کو اسبات کا خوف تھا کہ اگر مشرکین شہر مدینہ کو خالی دیکھینگے تو اُس پر ہجوم وازدحام کرآئینگے یا حضرت نے مشرکین کے ہمراہ حج کرنا ناپسند جانا مگر جب نویں سال حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی مرتضی نے بھیجکر کافروں کو خانہ خدا میں آنے سے بالکل منع کردیا تو آپ دسویں سال تشریف لیگئے اور دسویں حج ادا کی اور یہ دلیل اُسپر ہے کہ تقدیم بالاجماع افضل ہے وجہ یہ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عذر نہوتا تو آپ تاخیر نہ فرماتے کذا فی حاشیۃ الجلبی عن الزیلعی مسلمان کو ساری عمر میں ایک دفعہ حج کرنا فرض ہے کیونکہ حج کا سبب بیت اللہ ہے اور وہ ایک ہی ہے تو مسبب کا بھی ایکہی ہونا چاہیے۔ پس ایکبار سے زیادہ حج کرنا نفل ہوگا چونکہ فرضیت حج قرآن وحدیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہے تو اسکا منکر بالاتفاق کافر اور باوجود قدرت کے ترک کرنیوالا فاسق ہوگا کبھی حج واجب بھی ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص احرام باندھنے کیمقام کو بلا احرام باندھے طے کرجائے تو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہوجاتا ہے اور اسکا تفصیلی ذکر آئندہ آتا ہے کبھی حج حرام بھی ہوتا ہے جبکہ حرام مال سے حج کیا جائے پس جسکو خانہ خدا کی زیارت کا شوق ہوئے اول حلال مال پیدا کرنا چاہیئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب حاجی حلال مال لیکر حج کے واسطے گھر سے نکلتا اور رکاب میں پاؤں رکھکر لبیک کہتا ہے تو آسمان پر ایک منادی ندا کرتا ہے لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یعنے ہم تیری خبر گیری اور مدد کو حاضر ہیں اور جب حرام مال لیکر حج کے واسطے چلتا اور لبیک کہتا ہے

Marfat.com

توآسمان سے ایک پکارنے والا کہتا ہے لَا لَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ کہ تیرا مال حرام ہے اور تیرا حج مقبول نہیں ہے کذا فی الترغیب لابن حجر۔ اور کبھی حج مکروہ بھی کہلاتا ہے۔ جبکہ جس شخص سے اُسے اجازت لینی واجب تھی اُس سے اجازت نہلی ہو پس محتاج والدین کے بدوں اذن حج کو چلے جانا یا بی بی اور اُن اقربا کی بلا اجازت چلا جانا جنکا نفقہ اِس پر فرض ہے حج کو مکروہ کرتا ہے وَفِی النَّوَازِلِ لَوْکَانَ الِابْنُ صَبِیْحًا فَلِلْاَبِ مَنْعُهٗ حَتّٰی یَلْتَحِیَ یعنے اگر لڑکا خوب صورت ہو تو اُسکے باپ کو جائز ہے کہ حج کرنے سے منع کرے ڈاڑھی نکلنے تک بلکہ گھر سے باہر نکلنے کو بھی منع کرسکتا ہے کذا فی حاشیہ الطحطاوی۔ امام ابو یوسف اور امام مالک اور امام محمدؒ اور امام اعظم رحمہم اللہ کے نزدیک اصح روایت میں مسلمان عاقل بالغ مالدار پر فوراً حج فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اول سال امکان میں اداے حج ہو احتیاط ہے وجہ یہ کہ سارے سال میں حج کا ایک معین وقت ہے اور موت کا کوئی بھی معین وقت نہیں تو باوجود قدرت کے تاخیر کرنا گویا معدوم کرنا ہے۔ مگر امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک فوراً حج فرض نہیں ہوتا بلکہ مہلت اور تراخی کے ساتھ فرض ہوتا ہے۔ بشرط عدم فوت پھر جن لوگوں کے نزدیک فی الفور فرض ہوتا ہے تو اُن کے نزدیک تاخیر کرنے والا فاسق کہلائیگا۔ اور اُسکی گواہی مردود ہوگی اور جو لوگ اُس کی فرضیت یا مہلت مانتے ہیں اُن کے نزدیک چند سال کی تاخیر سے فسق ثابت ہوگا کیونکہ حج میں تاخیر کرنا صغیرہ گناہ ہے اور مسلمان ایکبار صغیرہ کے ارتکاب سے فاسق نہیں ہوتا البتہ اصرار سے فاسق ہوجاتا ہے کذا فی البحر اور اس امر کی دلیل کہ تاخیر حج صغیرہ ہے کبیرہ نہیں یہ بھی کہ فی الفور کی فرضیت ظنی ہے اور کبیرہ گناہ دلیل قطعی ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اِس لئے فقہا کا اُس پر اجماع ہوچکا ہے کہ باوجود قدرت میسر ہونے کے اگر کسی نے چند سال تک حج میں تاخیر کرکے پھر حج ادا کیا تو یہ حج ادا ہی ہوگا نہ قضا اگر چہ حج کے پہلے مرجانے سے گنہگار ہوگا فقہا رحمہم اللہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر کسی صاحب مقدور نے حج نہ کیا یہاں تک کہ اُس کا مال تلف ہوگیا تو ایسے شخص کو قرض روپیہ لیکر حج کرنا جائز ہے اگرچہ اسوقت اُسے قرض کے ادا کرنے کی قدرت نہ ہو اُمید ہے کہ خدا تعالیٰ اِس کا مواخذہ نہ کریگا اگر بدون ادا کئے مرگیا بشرطیکہ اِس کی نیت ہو کہ اگر مجھے وقت ہوگی تو فوراً ادا کردونگا۔ وَقَالُوْا لَوْلَمْ یَحُجَّ حَتّٰی تَلِفَ مَالُهٗ وَسِعَهٗ اَنْ یَّسْتَقْرِضَ وَیَحُجَّ وَلَوْ غَیْرَ قَادِرٍ عَلٰی وَفَائِهٖ وَیُرْجٰی اَنْ لَّا یُؤَاخِذَهُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ اَیْ لَوْ نَاوِیًا وَفَاءَهٗ اِنْ قَدَرَ۔ دُرِّ المختار۔

Marfat.com

واضح ہو کہ شرائط حج تین قسم کے ہیں (۱) شرائط وجوب حج (۲) شرائط وجوب ادائے حج (۳) شرائط صحت حج - وجوب حج کے شرائط اصح مذہب کی رو سے آٹھ ہیں - اسلام - بلوغ - عقل - حریت - وقت قدرت زاد - قدرت راحلہ - فرضیت حج کا علم - اور شرائط وجوب ادا بقول اصح پانچ ہیں - بدن کی صحت موانع حبسہ کے زوال کی قدرت - رستہ کا امن عورت کے لئے عدم قیام عدت عورت کے ساتھ کسی محرم یا زوج کا ہونا - اور شرائط صحت حج چار ہیں - احرام حج - زمانہ خاص مکان - اسلام حج میں جو چیزیں فرض ہیں وہ یہ ہیں - احرام - وقوف عرفہ - طواف زیارت جسے طواف افاضہ اور طواف رکن بھی کہتے ہیں پس انہیں احرام تو شرط ہے باقی دونو آخریں رکن ہیں - حج میں جو چیزیں واجب ہیں وہ پانچ ہیں - واجب اُسے کہتے ہیں - جس کے ترک سے حج تو باطل نہیں ہوتا البتہ اس میں ایک قسم کا نقصان آجاتا ہے جس کی تلافی اور جبر ذبح قربانی سے ہو سکتا ہے وہ وجبات یہ ہیں جمع یعنے مزدلفہ میں ٹھیرنا اُسے مزدلفہ اس واسطے کہتے ہیں کہ اس مقام میں آدم علیہ السلام حوا کے ساتھ جمع ہو گئے تھے - صفا مروہ میں چلنا صفا مروہ میں سعی کرنا تینوں اماموں کے نزدیک رکن ہے - اور یہ دو پہاڑیاں مسجد الحرام کے پاس ہیں - اسے صفا اسواسطے کہتے ہیں کہ آدم صفی اللہ اسپر بیٹھے تھے اور مروہ اسواسطے نام رکھا گیا کہ اس پر حضرت حوا نے قیام فرمایا تھا اسی واسطے لفظ مروہ مونث ہے بعض علماء نے اسکی وجہ تسمیہ یوں بھی بیان کی ہے کہ صفا ایک مرد اور مروہ ایک عورت کا نام تھا - ان دونوں نے عین حالت طواف میں زنا کیا خدا تعالے نے ان دونوں کو پتھر کی صورت میں مسخ کر دیا اہل جاہلیت نے ان دونوں صورتوں کو اور آدمیوں کی عبرت کے واسطے ان دونوں پہاڑیوں پر رکھدیا تھا کذا فی حاشیۃ الطحاوی جمرات ثلثہ پر کنکریاں مارنے اور یہ ہر حاجی پر واجب ہے خواہ قارن ہو خواہ متمتع یا مفرد طواف صدر یعنے آفاقی پر طواف رخصت واجب ہے حائض اور مکی پر واجب نہیں - سر منڈوانا یا بال کتروانا - میقات سے احرام شروع کرنا آفتاب کے غروب ہونے تک عرفات میں ٹھرنا جو حجر اسود سے طواف خانہ کعبہ شروع کرنا کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حجر اسود ہی سے طواف شروع کیا کرتے تھے اپنی دائیں جانب سے بنا بر قول اصح طواف کرنا ہے یعنے جب حجر اسود کے مقابل کھڑا ہو تو اپنی دائیں جانب سے طواف شروع کرے جدھر ملتزم اور بیت اللہ کا دروازہ ہے درصورت عدم عذر اپنے پاؤں سے طواف کرنا قوی مذہب کے

Marfat.com

اعتبار سے طواف میں طہارت کا ہونا واجب ہے طواف کی حالت میں ستر عورت کرنا پس اگر حالت طواف میں کسی عضو کی چوتھائی یا زیادہ اس سے کھلگئی تو قربانی واجب ہو جائیگی صفا مروہ کی سعی کو صفا سے شروع کرنا اگر کوئی شخص مروہ سے شروع کریگا تو اصح قول کے بموجب یہ سعی پہلے چکر میں محسوب ہوگی یعنے مروہ صفا تک چلنا پہلے چکر میں داخل ہوگا ترک واجب کی وجہ سے کیونکہ پہلا چکر صفا سے مروہ تک ہے بشرط عدم عذر صفا مروہ کی سعی پاؤں سے بجالانا متمتع اور قارن کو بھیڑ یا بکری وغیرہ ذبح کرنا طواف کے بعد خواہ طواف صدر ہو یا زیارت دو رکعت نماز پڑھنا اگر طواف کے بعد دوگانہ ترک کریگا۔ تو ایک جانور ذبح کرنا لازم ہو جائیگا سر منڈوانے اور کنکریوں کے پھینکنے اور ذبح قربانی کے دن میں ترتیب کی رعایت کرنی ہاں جو ترتیب طواف اور کنکریوں اور سر منڈانے کے درمیان ہے وہ سنت ہے واجب نہیں پس اگر کسی نے رمی اور حلق سے پہلے طواف کیا تو کوئی چیز بھی اسپر لازم نہیں آتی البتہ سنت کے ترک کرنے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی کا مرتکب ہے کذا فی باب المناسک خانہ کعبہ کا طواف حطیم کے ساتھ کرنا سعی کا طواف کے بعد ہونا جو شمار کے لائق ہے یعنے چار چکر یا زیادہ کے بعد کیونکہ تین چکر سے طواف معتبر نہیں۔ خاص مکان اور خاص زمانہ یعنے حرم کے اندر ایام نحر میں سر کا منڈانا۔ عرفات کے وقوف کے بعد ممنوعات غیر مفسدہ کو ترک کرنا جیسے جماع سکر وقوف سے پہلے جماع کرنا مفسد حج ہے سلا ہوا لباس پہننا سر نہ ڈھکنا حج کے واجبات دریافت کرسکا کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس فعل کے ترک کرنے سے ذبح قربانی واجب ہوتی ہے وہ فعل واجب ہے ورنہ نہیں) امام کے ساتھ عرفات سے کوچ کرنا پس ان فرائض و واجبات کے علاوہ اور جو کچھ ہیں سب سنتیں اور مستحبات ہیں۔ صاحب در المختار کہتے ہیں کہ ۳۵ واجبات کا شمار صرف مزید بصیرت کے واسطے ہے۔ فراغت کے ساتھ اپنے اوپر اور سواری پر خرچ کرنا مستحب ہے کیونکہ حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کے برابر ہوتا ہے کذا فی حاشیۃ الطحاوی اور ہمیشہ باطہارت رہنا اور زبان کو غیبت و چغلخوری سے بند رکھنا اور سخت گوئی اور دشنام سے بچانا مستحب ہے قال اللہ تعالیٰ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ یعنے جس نے ان مہینوں میں حج لازم کیا تو نہ تو جماع کرنا نہ گناہ کی بات نہ جھگڑا کرنا چاہئے۔ علےٰ ہذا القیاس حج کے واسطے والدین اور قرضخواہ اور ضامن قرض سے اجازت لینی مستحب ہے اور محلہ کی مسجد میں رخصت

ہوتے وقت دو رکعت نماز پڑھنی اور سفر کے وقت محتاجوں کو کچھ خیرات کرنا مستحب ہے کیونکہ صدقہ دافع بلا ہے اور جمعرات کے دن سفر کرنا مسنون ہے کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اسی دن سفر کیا تھا اور دوشنبہ اور جمعہ کو سفر کرنا مستحب ہے

فصل جاننا چاہیے کہ بادشاہ حقیقی اور شہنشاہ علے الاطلاق نے کعبہ معظمہ کو جملہ مکرم مکانوں پر بزرگی دی ہے۔ اور اُسے بارگاہ قدس قرار دیا ہے مسجد الحرام کو اسکا جلوخانہ اور شہر مکہ معظمہ کو مسجد الحرام کا احاطہ بنایا اور حرم کو شہر کا پیشگاہ ٹھیرایا اور مواقیت کو حرم کا مجراگاہ قرار دیکر وہاں سے احرام باندھنا واجب فرمایا تاکہ اُس بقعہ مبارکہ کی اظہار شرف ہو اور قاصدین مکہ خواہ بہ نیت حج یا بارادہ عمرہ خواہ بقصد سکونت یا بارادہ تجارت جسطرح چاہیں داخل ہوں مگر ہر صورت میں احرام باندھ کر اُس مقدس مکان میں جائیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جو فتح مکہ کے دن بلا احرام تشریف فرما ہوئے تھے تو یہ آپکے خصوصیات میں داخل تھا۔ کسی اور کو ہرگز روا نہیں کہ بدوں احرام کے اُس پاک گھر میں داخل ہو چنانچہ صحیح حدیثوں میں اِس امر کی تصریح موجود ہے کسی شاعر نے مواقیت کو اِس شعر میں جمع کیا ہے ؎

عرق العراق یلملم الیمنی ؛ وبذی الحلیفۃ یحرم المدنی ؛ للشام جحفۃ ان مررت بہ ؛ ولاھل نجد قرن فاستبنی ؛ یعنے موضع **ذات عرق** اہل عراق اور **یلملم** یمنیوں کے واسطے میقات مقرر ہے اور موضع **ذی الحلیفہ** سے مدنی لوگ **احرام** باندھتے ہیں اور اہل شام کے میقات **جحفہ** ہے اگر اے شامی تیرا اسطرف سے گذر ہو اور اہل نجد کے لئے **قرن** میقات ہے پس اچھی طرح سمجھ لے موضع ذی الحلیفہ مدینہ طیبہ سے چھ کوس اور مکہ معظمہ سے دس منزل ہے اور ذات عرق مکہ معظمہ سے صرف دو منزل پر سے واقع ہے اور **جحفہ** مکہ معظمہ سے تین منزل پر سے رابغ کے قریب یہاں سے مصری اور مغربی اور شامی لوگ احرام باندھتے ہیں اور چونکہ بالفعل جحفہ کا نشان باقی نہیں رہا بدیں وجہ اب موضع رابغ سے احرام باندھا جاتا ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اور **قرن** مکہ معظمہ سے صرف دو منزل پر واقع ہے جو عرفات میں سے صاف نظر آتا ہے اسی طرح یلملم بھی مکہ معظمہ سے جنوب کی طرف دو منزل ہے اور یہ ملک تہامہ کا ایک پہاڑ ہے اگر کوئی شخص دو میقاتوں پر گذرے تو اُسکا احرام باندھنا اُس میقات سے افضل و اولی ہوگا جو بیت اللہ شریف سے دور تر ہوگا پھر اگر ایسا شخص احرام باندھنے میں دوسری میقات تک تاخیر کریگا تو قوی مذہب کی رو سے نہ تو اُسپر کچھ گناہ ہوگا نہ کفارہ لازم آئیگا اور

Marfat.com

اگر کوئی آدمی میقات کے اندر بلا احرام داخل ہو مثلاً قیلص یا جدہ کا قصد کرے تو اُسے میقات سے بلا احرام گذرنا حلال ہوگا کیونکہ جب وہاں گیا تو اُن لوگوں میں ملگیا اور وہاں کے لوگوں کو بلا احرام مکہ معظمہ میں داخل ہونا درست ہے تو اُس کو بھی درست ہوگا مگر یہ حیلہ اُسی شخص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے جو دخول مکہ کا بلا احرام قصد کرے مامور بالحج کو مخالفت کیوجہ سے یہ حیلہ کرنا جائز نہیں کیونکہ اُس کا سفر حج کے واسطے مخصوص رہا دوسری دلیل یہ ہے کہ وہ آفاقی حج کا مامور تھا پھر جب مکہ میں بلا احرام داخل ہوگا تو اُس کا حج مکی ہوگا نہ آفاقی اور یہ مسئلہ شور دریا کے مسافرین کو اکثر پیش آیا کرتا ہے مثلاً ایک شخص مامور بالحج تھا اور سال کے درمیان دریا کے کنارہ پر پہونچا تو اُس کو جدہ کے بندر کا جو خارج حرم ہے قصد کرنا جائز نہیں تا کہ مکہ معظمہ میں بلا احرام داخل ہو اور مدت تک احرام باندھنا نہ پڑے کذا فی البحر۔ البتہ اگر کسی مامور الحج نے جدہ کے بندر کا قصد کیا پھر جب موسم حج قریب آیا تو کسی حل کی میقات سے احرام باندھا تو یہ اُس کے واسطے بلاشبہ جائز ہوگا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی مواقیت مذکورہ سے تقدیم احرام افضل ہے بشرطیکہ موسم حج میں واقع ہو ماہ شوال سے پہلے احرام باندھنا بالاتفاق مکروہ ہے احرام باندھتے وقت وضو یا غسل کرنا مسنون ہے مگر ان دونوں میں غسل اچھی بات ہے اور اُس وقت دو رکعت نماز نفل مستحب ہے۔ بشرطیکہ وقت مکروہ نہو جب دوگانہ ادا کر چکے تو نہایت خشوع وخضوع سے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ فَیَسِّرۡهُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡهُ مِنِّیۡ پھر لبیک یعنی اَللّٰهُمَّ لَبَّیۡكَ لَبَّیۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَةَ لَكَ وَالۡمُلۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ کہے یعنی بار خدایا میں تیرے حکم کے بجالانے کے واسطے مرۃ بعد مرۃ حاضر ہوں کوئی تیرا شریک اور ساجھی نہیں میں تیری حضور میں حاضر ہوں بلا شبہ ساری نعمتیں اور تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں اور ساری بادشاہی تیرے ہی لئے خاص ہے کوئی شریک اور ساجھی نہیں ان کا ہمزہ اگرچہ فصیح لغت کے اعتبار سے مکسور ہے مگر مفتوح ہونا بھی جائز ہے اور نعمت کی تا مفتوح ہے یا النعمۃ لک مبتدا خبر واقع ہوئی ہیں پس اسصورت میں نعمت کی تا کو ضمہ ہوگا۔ یہ تلبیہ صحاح ستہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے اور بعض روایتوں میں اس تلبیہ کے بعد یہ لفظ بھی آئے ہیں لَبَّیۡكَ وَالۡخَیۡرُ بِیَدَیۡكَ وَالرَّغۡبَاءُ وَالۡعَمَلُ اِلَیۡكَ لَبَّیۡكَ اِلٰهَ الۡخَلۡقِ غَفَّارَ الذُّنُوۡبِ لَبَّیۡكَ یعنے میں تیری خدمت میں حاضر ہوں ساری بہتری تیرے ہی ہاتھوں میں ہے اور خواہش وعمل تیری جانب رجوع کرتے ہیں میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اے خلق کے معبود

Marfat.com

اور اے گناہوں کے بخشنے والے میں تیری خدمت میں حاضر ہوں اگر کسی نے فرضی یا نفلی حج کی نیت معین نہ کی اور احرام باندھا تو فرضی حج اُس احرام سے ادا کرنا جائز ہے ہاں جب نفلی حج کی نیت کی ہے تو نفلی ہی ہوگا۔ اگرچہ ابھی تک فرض حج ادا نہ کیا ہو اور صحاح ستہ میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِیْصَ وَلَا الْعِمَامَۃَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِیْلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّہٗ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّیْنِ اِلَّا اَنْ لَّا یَجِدَ نَعْلَیْنِ فَلْیَقْطَعْہُمَا حَتّٰی تَکُوْنَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ یعنے محرم نہ تو قمیص اور عمامہ اور ٹوپ اور پاجامہ پہنے نہ وہ کپڑا پہنے جسمیں ورس اور زعفران لگا ہوا ہو نہ موزے پہنیں مگر جب جوتی میسر نہ ہو تو موزوں کو اسقدر کاٹکر پہنے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں محرم کو غسل کرنا جائز ہے۔ مگر میل کچیل سے بدن کو پاک صاف کرنا جائز ہی نہیں بلکہ مکروہ ہے اور تلبیہ کہنا ہر وقت مستحب ہے اور محرم کو تہبند اور چادر نئی ہوں یا پرانی دھوئی ہوئی ہوں یا نہ ہوں استعمال میں لانا مسنون طریقہ ہے ورنہ احرام کے واسطے تو ستر عورت کا ہی کافی ووافی ہے۔ جب غسل کر کے لباس پہنے اور احرام باندھنے لگے تو بدن میں خوشبو لگائے مگر کپڑوں کو ایسی خوشبو نہ ملے جس کا نشان باقی رہے۔ اور دیکھنے والے کو نظر آئے یہ ہی قول صحیح تر ہے دوسرے قول میں یہ بھی آیا ہے کہ بدن کو خوشبو لگانا درست ہے جسطرح چاہے لگائے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سر مبارک میں اسقدر خوشبو ملا کرتے تھے کہ دور سے اس کی چمک نظر آتی تھی۔ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے بیہقی میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ بیت اللہ کو دیکھتے تو یہ دعا فرماتے "اللھم انت السلام ومنک السلام" الخ کذا فی فتح القدیر اس کے بعد طواف شروع کرنا چاہیے کیونکہ طواف خانہ کعبہ کا تحیہ اور تحفہ ہے مگر اسیوقت جبکہ فرض نماز یا جماعت یا وتر یا سنت موکدہ کے فوت ہونیکا خوف ہو اگر خوف ہو تو اول انکو بجالائے پھر طواف کرے پھر حجر اسود کے سامنے تکبیر اور کلمہ توحید اور رفع الیدین کرتا ہوا نماز کیطرح کھڑا ہو اور بوسہ دیکر بیت اللہ شریف کے دروازہ کیطرف سے طواف شروع کرے کیونکہ طواف کرنیوالا بمنزلہ مقتدی اور کعبہ معظمہ بجائے امام ہے اور اگرچہ ساری مسجد الحرام میں طواف جائز ہے لیکن اب بیت اللہ کے گرداگرد چند ستون قائم ہیں اُسکے اندر طواف ہوا کرتا ہے جسے مطاف کہتے ہیں دلو خرج منہ اومن سعی الی جنازۃ او مکتوبۃ او تجدید وضوء ثم عاد بنی یعنے اگر بدوں ستا چکر پورا

کرے یا سعی کرتے کرتے نماز جنازہ یا فرض نماز پڑھے یا تجدید وضو کے واسطے باہر آئے اور
پھر وہیں آئے جہاں سے طواف یا سعی قطع کی تھی تو وہیں سے بنا کرے طواف و سعی کی حالت
میں کھانا پینا جائز ہے مگر بلا ضرورت مکروہ ہے۔ کذا فی النحر۔ اسیطرح فتوے دینا اور
قرآن مجید بدون بلند آواز کے پڑھنا جائز ہے۔ لیکن اسوقت ذکر کرنا قرآن کی تلاوت
سے افضل ہے ان غیر معقول دعا سے تو قرآن ہی بہتر ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا سات بار طواف کرے اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر
ولاحول ولا قوۃ الا باللہ کے علاوہ اور کوئی بات نہ کرے تو اُسکے دس گناہ دور کئے جاتے اور دس
درجے بلند ہوتے ہیں کذا فی النہر ابن ہمام فتح القدیر میں اگرچہ لکھتے ہیں کہ حالت طواف میں صرف ذکر
اللہ ہی معروف ہے مجھے ابتک کوئی ایسی حدیث نہیں معلوم ہوئی جس میں قرارت قرآن حالت
طواف میں آیا ہو مگر ابن ماجہ کی مرفوع حدیث میں عین طواف میں تسبیح و تہلیل تحمید و تکبیر اور لاحول
ولا قوۃ الا باللہ بھی مروی ہے واللہ اعلم۔ مسئلہ مالدار کا حج محتاج کے حج سے افضل ہے۔ اور
فرضی حج ماں باپ کی فرمانبرداری سے افضل ہے بخلاف نفلی حج کے کہ اس وقت ماں
باپ کی اطاعت اس حج سے افضل و اولیٰ ہوگی اور سرا کا بنانا بھی نفلی حج سے بہتر ہے۔ پھر
صدقہ اور نفلی حج میں علمار کا اختلاف ہے۔ صاحب بزازیہ نے افضلیت حج کو صدقہ
پر ترجیح دی ہے۔ کیونکہ اس میں مال بھی خرچ کرنا پڑتا ہے اور بدن کو بھی مشقت و محنت لاحق ہوتی ہے
اور وقوف جمعہ کو ستر حجوں پر زیادتی ہے کیونکہ اس میں ہر شخص کی بلاواسطہ مغفرت کیجاتی ہے
علمار کا اختلاف ہے کہ آیا حج کی وجہ سے کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ یا نہیں بعضوں نے فرمایا
ہے کہ بلاشبہ کبیرہ گناہ بھی ساقط ہو جاتے ہیں۔ جیسے جب حربی مسلمان ہوتا ہے تو اُس کے
سارے اگلے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جو گناہ خدا تعالےٰ کے کئے ہیں
وہ تو جھڑ جاتے ہیں مگر بندوں کے حقوق اور گناہ نہیں جھڑتے جیسے ذمی شخص مسلمان ہوتا ہے
تو اللہ تعالےٰ کے حقوق معاف ہو جاتے ہیں نہ بندوں کے قاضی عیاض فرماتے
ہیں کہ تمام اہل سنت کا اجماع ہو چکا ہے کہ کبیرہ گناہ صرف توبہ اور استغفار ہی سے معاف
ہوتے ہیں حج وغیرہ سے نہیں ہوتے اگر عرفہ جمعہ کے دن نہ واقع ہو تو اس میں

صلحاء اور عرفاء کے واسطے اور ذریعہ سے مغفرت ہوتی ہے کذا فی الطحطاوی حن البحر اگر دیکھے کی
دسویں رات اسقدر باقی رہے کہ اِس وقت اگر عشا کی نماز پڑھتا ہے تو وقوف عرفات فوت
ہوتا ہے اور اگر وقوف عرفات میسر ہوتا ہے تو عشا کی نماز کا وقت جاتا ہے تو اس صورت
میں وقوف عرفات کو نماز پر مقدم کرے کیونکہ عشا کی قضا باین وجہ کہ وہ ہر وقت ممکن ہے سہل اور
آسان ہے بخلاف وقوف عرفات کے کہ اگر اِس وقت ہاتھ سے جاتا ہے تو اُسکی قضا
دوسرے سال پر موقوف ہے اور احتمال ہے کہ جب تک خرچ پاس رہے یا نہ رہے اور
پھر آنے کا اتفاق ہو یا نہ ہو۔ اور حج کی وجہ سے گناہوں کی معافی ظنی ہے قطعی نہیں کیونکہ جب
اِس سے خدا تعالیٰ کے حقوق کی معافی بالیقین ثابت نہیں ہوئی تو حقوق العباد
کس طرح معاف ہونگے اور اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد سب کی معافی اور جھڑ جانے
کے قائل ہو جیئے تو بھی عوام کا وہ مطلب حاصل نہیں ہوتا جس کا وہ اعتقاد کرتے ہیں۔
کہ حج کرنے سے لوگوں کا گناہ اور قرض و دام سب ساقط ہو جاتا ہے اور صلوٰۃ و صوم اور
زکوٰۃ وغیرہ کی بھی قضاؤں سے ساقط ہو جاتی ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ ادائے حقوق کی تاخیر کا گناہ
ساقط ہو جاتا ہے۔ تکفیر سیئات کے بارہ میں جو حدیثیں آئی ہیں اُن کے اطلاق اور عموم کا کوئی بھی
قائل نہیں اور حدیث ابن ماجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اَسْتَجِیْبَ لَہٗ حَتّٰی فِی الدُّعَاءِ
وَالْمَظَالِمِ ضَعِیْفٌ۔ (در مختار) ابن ماجہ کی پوری روایت عباس بن مرداس سے یوں مروی ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کی بخشش کیواسطے عرفات میں دعا کی تو خدا تعالیٰ
کیطرف سے مظالم کے علاوہ اور سارے گناہوں کی مغفرت ہوئی اور ارشاد ہوا کہ میں مظلوموں کے
لئے مؤاخذہ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا بار خدایا اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت مرحمت فرمائے
اور ظالم کو بخشدے۔ مگر جب یہ دعا اُسدن مقبول نہ ہوئی تو پھر حضرت نے مزدلفہ میں صبح کیوقت
وہی دعا فرمائی اُسوقت وہ دعا مستجاب ہوئی اور جیسا حضرت چاہتے تھے ویسا ہی ہوا اگرچہ یہ حدیث
ضعیف ہے کیونکہ عباس بن مرداس اسکا راوی منکر الحدیث اور ساقط الاحتجاج ہے مگر اسکے شواہد
احادیث صحیح بکثرت وارد ہیں چنانچہ حافظ منذری نے عبد اللہ بن مبارک سے اور اُنہوں نے سفیان
ثوری سے اور اُنہوں نے زبیر بن عدی کے واسطے سے اُنس بن مالک سے روایت کیا ہے

Marfat.com

انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف کیا اور قریب تھا کہ آفتاب غروب ہو جائے آپ نے فرمایا اے بلال ذرا لوگوں کو خاموش کر دے بلالؓ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو چپکا کر دیا پھر حضرت نے فرمایا اے لوگو جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرے رب کا مجھے سلام پہنچا کر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اہل عرفات اور اہل مشعر کو بخش دیا اور ان کے تبعات یعنے مظالم کا ضامن ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ بخشش صرف ہم لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے واسطے بھی اور جو لوگ تمہارے بعد قیامت تک آئینگے سب کیلئے ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا ہمارے رب کی بھلائی کثیر اور طیب ہے۔

بیت اللہ سے تین کوس مشرق کی جانب ایک مقام ہے جسے منا کہتے ہیں اور جہاں قربانیاں ہوا کرتی ہیں اس سے تین کوس آگے مزدلفہ ہے جہاں مغرب اور عشا کی نماز ملا کر پڑھا کرتے ہیں پھر اسکے تین کوس آگے میدان عرفات اور جبل رحمت ہے جہاں حج ہوا کرتا ہے۔

سوال وہ کونسی فرض نماز ہے جسمیں اذان ہے نہ اقامت **جواب** وہ عشا کی نماز مزدلفہ میں ہے بشرطیکہ عشا و مغرب میں فاصلہ ہو۔ اگر کوئی شخص مزدلفہ میں نماز عشا سے پہلے داخل ہو تو جبتک عشا کا وقت نہ ہو مغرب کی نماز نہ پڑھے **سوال** وہ کونسی نماز ہے جو باوجودیکہ بے وقت پڑھی جاتی ہے لیکن قضا نہیں ہوتی بلکہ ادا ہوتی ہے **جواب** مزدلفہ میں نماز مغرب ہے **سوال** وہ کونسی نماز نماز ہے جو اپنے وقت پر پڑھی جائے اور پھر واجب الاعادہ ہو **جواب** مزدلفہ کی
مغرب ہے اسی طرح عشا کی نماز جبکہ رستہ یا عرفات م ... نہیں **سوال** وہ کون عشا
ہے جبکو صاحب ترتیب قبل مغرب کے پڑھ ... اب مزدلفہ کی عشا ہے
جو اپنے وقت پر پڑھی گئی اور پھر صبح صادق ... کی نماز ہے جس کا ایک
مکان میں پڑھنا واجب ہے **جواب** مزدا ... حج قوی تر ہے
یہ دو وجہ اول یہ کہ حج کا قضا کرنا بہر صورت لازم ... ب ہو گی۔
بخلاف مظنون نماز کے کہ اسکے ترک سے قضا ...
سکہ جب احرام کو پورا کرے یعنے حج یا عمرہ کو شرو ...

تاوقتیکہ جس عمل کے واسطے احرام باندھا ہے اُسے پورا نہ کرلے اگرچہ اُسے فاسد ہی کیوں نہ کردالے مگر حج کے فوت ہو جانے میں عمرہ کرکے احرام سے نکلنا جائز رہے ہے اسی طرح حالت احصار میں بعد ذبح ہدیے کے احرام سے نکلنا درست ہے بخلاف نماز کے کہ اُس میں بعض منوی کے عمل سے نکلنا جائز ہے مثلاً ایک شخص نے چار رکعت کی نیت باندہی اور دو رکعت نماز پڑہکر سلام پھیر دیا تو اُسے یہ جائز ہے اور اُسکے عوض کوئی چیز اُس پر لازم نہیں آتی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

فصل نیابت کے طور پر حج کرنا جائز ہے کیونکہ اس بات اصل یہ ہے کہ جو شخص کسی قسم کی کوئی عبادت کرے تو اُسے اُس عبادت کا ثواب غیر شخص کے واسطے کردینا جائز ہے۔ چنانچہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی ایک تو اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی اُمت کی جانب سے۔ اُس سے صاف معلوم ہوگیا کہ غیر عبادت مالی میں بھی نہایت صحیح ہے۔ اِس حدیث کے مضمون کو ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل اور حاکم اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ اور اسحق اور ابو یعلی اور بزار اور دار قطنی نے چند صحابہ سے روایت کیا ہے اور نیز دار قطنی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ جناب میں اپنے ماں باپ کے ساتھ اُنکی زندگی میں نیکی کیا کرتا تھا اب اُن کے ساتھ کیونکر نیکی بجالاؤں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد الموت نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ اُن کے لئے نماز پڑہا کر اور اپنے روزے کے ساتھ اُن کے واسطے روزہ رکھا کر اور حضرت علی مرتضےٰ رض سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں جاکر گیارہ دفعہ قل ہو اللہ پڑھکر اُس کا ثواب مردوں کو بخشا تو بقدر اموات کے اُسکو ثواب دیا جائیگا اور ابو حفص عکری نے [illegible] کیا ہے کہ رسول خدا صلعم سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے [illegible] نے فرمایا ہاں صد[illegible] درج اور دعا وغیرہ کرتے ہیں۔ پھر کیا اُن کو اُن کا ثواب پہنچتا ہے۔ فرمایا بیشک [illegible] دعا اُن[illegible]ن مقبول[illegible] ور وہ اُس سے بحد خوش ہوتے ہیں۔ جیساکہ جب تمہاری طرف کوئی طبق [illegible] ما مستجاب ہوئی اور جیب[illegible] تے ہو۔ اور سنن ابوداؤد میں آیا ہے کہ انحضرت صلے [illegible] بن مرداس اسکا راوی منکر ہے [illegible]وں پر یسین شریف پڑھا کرو پس اُن احادیث کثیرہ سے [illegible] بکثرت وارد ہیں چنانچہ حافظ منذر نے عبد[illegible] نافع ہوتے ہیں کذا فی فتح التقدیر اور خدا تعالی [illegible] کو سے اور اُنھوں نے زبیر بن عدی کے واسطے [illegible] کو کوئی چیز نافع نہیں ہو سکتی مگر وہ ہی

Marfat.com

جو اُس نے خود کمایا کے یہ معنے ہیں کہ انسان کو غیر کے عمل سے کچھ حاصل نہیں ہوتا مگر جبکہ
یہ غیر شخص اُسے کچھ بخشے تو البتہ مفید اور نافع ہوگا چنانچہ اسی مطلب کو کمال الدین بن ہمام
نے فتح القدیر میں ثابت کیا ہے یا یوں کہے کہ یہاں لام بمعنے علے ہے جیسا کہ لہم اللعنۃ میں
لام علی کے معنے میں ہے یعنے علیہم اللعنۃ پس اِس تقدیر پر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان کو کوئی
چیز مضر نہیں سوائے اپنے عمل کے تو یہاں نفی مضرت کی ہے نہ منفعت کی اور عبادات
مالیہ میں اسواسطے نیابت جائز ہے کہ اِن میں مالدار کی آزمائش اور محتاج کی دفع حاجت مقصود
ہے سو یہ امر نائب کے فعل میں بھی حاصل ہے۔ ہر چند کہ عبادت بدون نیت کے صحیح نہیں ہوتی
اور کافر ذمی اہل اسلام کا نائب نہ ہونا چاہئے تھا لیکن جبکہ نیت ہی کی نیت کا اعتبار ہے نہ نائب
کی نیت کا تو اسوقت مسلم اور ذمی نیابت میں دونوں برابر ہیں منیب کو اختیار ہے کہ وہ نائب کو دیتے
وقت نیت کرے یا جب نائب محتاج کو دینے لگے اُس وقت نیت کرے یا اُس عبادت
کے درمیان میں نیت کرے۔ (کذا فی المنح والطحطاوی والنہر) اور بدنی عبادت
جیسے نماز۔ روزہ۔ اعتکاف۔ قرات قرآن اور دیگر اذکار بہر صورت نیابت کو قبول نہیں کرتے
نہ قدرت کی صورت میں نہ عجز کی حالت میں کیونکہ عبادات بدنیہ میں اصلی غرض یہ ہے کہ
مخصوص افعال سے روح اور بدن پر محنت اور مشقت پڑے یا روح کو صفائی اور قرب
الٰہی حاصل ہو اور ظاہر بات ہے کہ یہ اُسی وقت حاصل ہوگا کہ خود کرے نائب کے فعل
سے یہ مقصود ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا اِس لئے اسمیں مطلقاً نیابت جائز نہوئی نہ عجز میں نہ قدرت
میں اور یہی مطلب ہے حدیث لا یصوم احد [illegible] ولا یصلی احد عن احد (اخرجہ النسائی
عن ابن عباس) یعنے کوئی کسی کی طرف سے [illegible] نہ نماز پڑھے۔ مطلب یہ ہے کہ
صوم وصلوٰۃ کی نیابت سے فرض خدا ساقط نہ [illegible] ثواب متوقع ہے چنانچہ ایک
حدیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہے کہ [illegible] واسطے نماز پڑھے۔
روزہ رکھے اور اگرچہ حج میں مال کو دخل نہ [illegible] عبارت ہے لیکن
چونکہ یہ بات بدون زاد وراحلہ کے میسر نہ [illegible] کو لطحطاوی
حج میں عجز کے وقت نیابت جائز ہے مگر [illegible]

Marfat.com

ایک شخص نے عجز کی وجہ سے دوسرے آدمی کو حج کے لئے نائب بنایا مگر جب وہ نائب حج ادا کرچکا تو اُسکا عذر جاتا رہا پس اِس وقت اِس منیب کو خود دوسرا حج کرنا واجب ہے کیونکہ موت تک دائم عجز نہ رہا مسئلہ نیابت میں شرط ہے کہ نائب اپنے منیب کی جانب سے کہے کہ میں نے فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھا اور فلاں شخص کی جانب سے لبیک کہا مگر جب منیب کا نام بھول جائے تو صرف اسکی طرف سے دلی منیب کافی ہو سکتی ہے۔ نام لینا کچھ ضرور نہیں۔

مسئلہ موت تک دوام عجز کا مشروط ہونا اُسیوقت ہے کہ عاجزی جیسے قید اور مرض وغیرہ یا کوئی اور ایسا عذر جو زوال پذیر ہو موجود ہو ورنہ اندھے لولے وغیرہ کا حج غیر کے کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے اور اعادہ حج مطلقاً لازم نہیں آتا خواہ یہ عذر (عدم بصارت وغیرہ کا ہمیشہ رہے یا نہ رہے کیونکہ عجز لازم موت کے قائم مقام ہے کذا فی النہر صاحب کبر وغیرہ نے مرض زوال پذیر اور عدم زوال پذیر میں کچھ بھی فرق نہیں کیا مسئلہ نائب کو منیب کے مال میں کل یا اکثر نفقہ صرف کرنا شرط ہے کیونکہ اگر نائب نے منیب کا مال کچھ بھی نہ لیا اور احسان کے طور پر اپنی طرف سے حج کر لیا تو یہ حج منیب کی جانب سے نہ ہوگا کذا فی عالمگیریہ عن البدائع اگر کسی شخص نے کہا کہ میری طرف سے زید ہی حج کرے تو زید کے علاوہ کسی اور کو حج کرنا جائز نہیں اگر کسی نے ذمی یا مجنون کو حکم کیا کہ تو میری جانب سے حج کر آ تو یہ حج عدم اہلیت کی وجہ سے صحیح نہ ہوگا غیر کی جانب سے حج کرنے والے کو مناسب ہے کہ وہ ہر عاقل بالغ حج کے افعال وطرق کا ماہر ہو نیز اپنی طرف سے خود فرض حج ادا بھی کر چکا ہے کذا فی المنح جب مامور بالحج راہ میں بیمار ہو جائے تو اُسے غیر شخص کو مال دینا جائز ہی نہیں ۔۔۔ شخص میت کی طرف سے حج ادا کرے ہاں اگر منیب نے اسے اِسبات کی اجازت ۔۔۔ نے فرمایا بارہ

اتفاق جائز ہے۔ اگر کوئی عاقل بالغ مرد حج کے

۔۔۔ دعا اُن ۔۔۔ ن مقبو

ارادہ سے نکلا اور راستے ہی ۔۔۔ ت اُس نے ایک شخص کو وصیت کی کہ میری

ہا مستجاب ہوئی اور حبیب

طرف سے حج ادا کردے بجو ت ۔۔۔ گی کہ وجوب حج کے بعد اُس نے اُسکے

ادا میں تاخیر کی کہ ۔۔۔ انس بن مرداس اسکا راوی منکر الح

وصیت کرنا ۔۔۔ ت وار وہیں چنانچہ حافظ منذری نے عب ۔۔۔ فرض ہوا لیکا بلا تاخیر نکلا تو اُسے حج کی

ے اور انہوں نے زہیر بن عدی کے وا ۔۔۔ سی مال یا مکان کی تفصیل با ینطور کردی ہو

بموجب جاری ہوگی اور اگر کسی مکان یا مال کو متعین

Marfat.com

کیا تو اُس کی طرف سے اُس کے شہر سے بنابر قیاس نہ بحیثیت استحسان حج کیا جائیگا واضح ہو کہ ظاہر
دلیل کو قیاس اور مخفی دلیل کو استحسان کہتے ہیں جہاں قیاس واستحسان دونوں جمع ہوں تو وہاں
استحسان ہی کو تقدیم ہوتی ہے بعض فقہا یوں بھی کہتے ہیں کہ امام صاحب کے قول کو قیاس
اور صاحبین کے قول کو استحسان کہتے ہیں۔ یہاں وجہ قیاس یہ ہے کہ جسقدر میت نے
مقرر کیا وہ احکام دنیا کے حق میں باطل ہو گیا۔ اگرچہ ثواب آخرت قایم ہے۔ چنانچہ حدیث میں
آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج کے ارادہ سے نکلا اور بدون
حج کئے مر گیا تو اُسکا حاجی جیسا ثواب قیامت تک لکھا جائیگا۔ پس جب اِس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اُس کا یہ سفر موت کی وجہ سے باطل نہیں ہوا تو وصیت مکان سے جاری ہوگی نہ وطن
سے (کذا فی الہدایہ) و فتح القدیر اگر میت کا ثلث مال حج کے خرچ کو کافی نہ ہو تو جہاں سے
پہنچ سکے وہاں سے حج کیا جائے بدلیل استحسان مذکورہ کے اگر میت کا وصی یا وارث موصے
کا مال واپس لینا چاہیں تو اسیوقت تک واپس ہو سکتا ہے کہ مامور بالحج نے حج کا احرام
نہ باندھا ہو ورنہ بعد احرام واپس لینا درست نہ ہوگا اگر کسی نے بدون حکم میت کے
اور بغیر اُسکا مال صرف کئے اُسکی جانب سے حج کیا تو میت کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا اگرچہ
میت نے اُسے حج کرنے کا حکم بھی کیا ہو کیونکہ اُس کا مطلب حاصل نہ ہوا یعنے مال کے خرچ کرنیکا
ثواب بلا ہاں اگر باپ نے حج کی وصیت اور بعد اُس کے بیٹے نے اپنا مال صرف کر کے بایں خیال
اُس کی طرف سے حج کیا کہ میں اُس کے مال متروکہ سے وصول کرونگا تو جائز ہے البتہ فرزند کا
حج عدم رجوع کی نیت سے جائز نہیں۔ چنانچہ میت ... ی کو اگر وارث ادا کرے اپنے متروکہ
مال سے تو رجوع کر لینا درست ہے لیکن قرض ... عدم رجوع بھی جائز ہے بخلاف
حج کے کیونکہ حاجز کی جانب سے بدون اُس ... نہیں اور قرض کی ادائگی بدون
امر بھی جائز ہے (کذا فی المنح عن التجنیس) ... روایت ہے کہ رسولخدا
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے ... اُس نے اپنا
حق بھی ادا کیا اور دس حج کا ثواب بھی پایا۔ حضو ... سول نے فرمایا کہ
جب کسی نے اپنے والدین کیطرف سے حج کیا تو ...

روحیں خوش ہونگی اور یہ شخص خدا کے دفتر میں نیکوکار لکھا جائیگا ابن عباسؓ سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے ماں باپ کیطرف سے حج کرے یا اُنکا قرضہ ادا
کریگا تو قیامت کے دن ایسا شخص نیکوکاروں کے زمرہ میں اٹھایا جائیگا اِن احادیث کو دارقطنی
نے ذکر کیا ہے اگر مامور بالحج راہ میں مرگیا تو پھر آمر کے وطن سے حج کرنا واجب ہوگا نہ اِس مقام
سے جہان مامور بالحج مرگیا ہے۔ مگر صاحبین فرماتے ہیں کہ دوسری مرتبہ وہیں سے حج ادا کیا جائیگا
جہاں مامور مرگیا ہے۔ مگر صاحبین کے اِس قول کی استحسان اور امام کے قول کی قیاس
پر بنا ہے اور استحسان کا بمقابلہ قیاس کے متروک ہونا ظاہر بات ہے۔ مامور کو واجب ہے
کہ آمدورفت سے جو چیز فاضل رہے وہ وارث یا وصی میت کو واپس دیدے اگرچہ مامور نے
فاضل مال کی اپنے واسطے شرط کرلی ہو کیونکہ یہ شرط باطل ہے البتہ اگر میت نے اپنی طرف
سے مامور کو فاضل مال کے ہبہ کردینے کا وکیل کردیا ہو یعنے یوں کہا ہو کہ جو مال فاضل بچے
اُس کے ہبہ کا میں نے تجھے وکیل کردیا تو اُس مال پر اپنے ذات کے واسطے قبضہ کرلیجیو تو
اِس وقت وارث یا وصی میت کو فاضل مال واپس کرلینا جائز نہ ہوگا۔ کذا فی فتح القدیر۔ ایسے ہی
اگر میت نے مال زائد کی وصیت کسی معین شخص کو کی ہو اور وہ معین شخص خواہ مامور ہو یا اُسکا
غیر تو بھی فاضل واپس لینا ناجائز ہے۔ کذا فی الطحطاوی۔ اور اگر وارث میت اپنی خوشی سے
اُس زائد مال کو مامور کو دیدے تو بھی کسیکو واپس لینا جائز نہیں اور زائد مال کا واپس کرنا اسلیئے
لازم ہے کہ نفقہ مامور کا مملوک نہیں ہوا حج کرانے سے آمدورفت کی ضروریات کے صرف کرنے
مین اُسکو اختیار ہے بلکہ وہ مال ... ک ہے کیونکہ اگر اس مال کا مالک مامور ہوتا تو اجارہ
کے طور پر ہوتا حالانکہ طاعات پر ... ے فرمایا بارھ ... نیں کذا فی فتح القدیر اس واسطے مامور کو اپنے
ساتھ کسی اور کو اس مال م ... و عائیہ ن مقبو ... حمام کی اجرت دینا اور چراغ کا تیل مول لینا اور حجام
کو اجرت دینا اور و ... نما مستجاب ہوئی اور جبیہ ... نہیں الا باجازت میت یا وارث میت کذا فی
المنحۃ والفتح ... بن مرداس اسکا راوی منکر الح ... کرلینا جب ہی تک جائز ہے کہ اُس نے
ا ... ہا دار ... ہیں چنانچہ حافظ منذر نے عبـ ... سیطرح واپس دینے پر مجبور نہ ہوگا اگر کسی
... ے اور انہوں نے زہیر بن عدی کے واسـ ... حج کے واسطے مال دیا پھر اُس نے احرام باندھا

Marfat.com

ادہر یہ میت فوت ہوگیا تو اُس وقت اُس کے وارث کو بعد الاحرام بھی مال واپس کر لینا جائز ہوگا۔ وصی بہی خود میت کی طرف سے حج کر سکتا ہے مگر جب میت نے اُسے مال دینے کا حکم کیا ہو یعنے اُسے یوں کہا ہو کہ جو شخص میری طرف سے حج کرے اُسے اسقدر مال دینا تو اُس وقت یہ میت کی طرف سے خود حج نہیں کر سکتا کذا فی الفتح اسی طرح اگر وصی وارث ہو اور باقی وارث اُس کے حج کرنے سے راضی نہوں تو بھی اُسکو بذات خود حج کرنا ناروا ہے اگر مامور نے کہا کہ میں فلاں عذر کی وجہ سے حج سے رُوکا گیا اور وارثوں نے اُس کی تکذیب بھی کی تو اُسوقت مامور کی تصدیق نہ کی جائے گی بلکہ جسقدر مال خرچ کیا ہے اُس قدر دینا پڑیگا مگر جبکہ کوئی ظاہرات اُسکے صدق کی شاہد ہو مثلاً راہ میں حاجیوں کا قافلہ لٹ گیا ہو یا ایک مدت تک کثرت سے بارش رہی ہو تو البتہ اُس کی تصدیق ہوگی کذا فی الطحطاوی اور اگر مامور نے وارثوں سے بیان کیا کہ میں میت کی طرف سے حج کر چکا مگر اُسکے وارث اُسے جھوٹا جانتے ہیں تو مامور کی قسم کے ساتھہ تصدیق ہوگی لیکن جب مامور میت کا قرضدار ہو اور اُس نے اُسے قرضہ میں سے خرچ کرنے کا حکم کیا ہو تو اُس کی قسم کے ساتھہ بھی تصدیق نہ کیجائیگی اگر وارثوں کے گواہ قاضی کے پاس جاکر گواہی دیں کہ مامور بالحج یوم النحر کو اِس شہر میں تہا تو اُن کی یہ گواہی مقبول نہ ہوگی کیونکہ نفی پر گواہی مقبول نہیں ہوتی وجہ یہ کہ اُس قول سے وارثوں کا مقصود یہ ہے کہ حج کی نفی ہو جائے پس اگرچہ یہ قول بظاہر اثبات پر دلالت کرتا ہے مگر در پردہ نفی ہے۔ ہاں اگر وارث میت اسبات پہ گواہ گذرانیں کہ مامور نے خود اقرار کیا ہے کہ اُس نے حج نہیں کیا تو ضرور اُن کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ مامور کا اُن الفاظ کو تلفظ کرنا اثبات ہے نہ نفی کذا فی الطحطاوی۔ ولو قال حججت وکذبوہ صدق بیمینہ

مدیون المیت وقد امرہ بالانفاق ولا تقبل بینتہم انہ کان یوم النحر بالبلد الا اذا

انہ لم یحج (در المختار) شہد و العدد الوقوف بوقوفہم بعد وقتہ لا تقبل شہ

استحساناً حتے الشہود للحرج الشدید اگر وقوف عرفات کے پیچھے لوگو

ں کا وقوف عرفہ کے دن نہیں ہوا بلکہ دسویں تاریخ واقع ہوا تو

کا وقوف بنابر استحسان صحیح ہوگا یہاں تک کہ گواہوں کا و

کہ اِس قسم کا اشتباہ بسا اوقات ہو جایا کرتا ہے

Marfat.com

سے کے بعد بھی جواز و صحت کا حکم نہ دیا جائیگا تو سخت حرج پیش آئیگا حالانکہ عنداللہ دین میں کسی پر مطلقاً حرج و نقصان نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ اور اسی طرف اُس حدیث میں اشارہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا روزہ اُسیدن ہے جس دن تم روزہ رکھتے اور روزہ کھولنے کا وہی دن ہے جس میں روزہ کھولتے ہو نیز تمہارا عرفہ کا وہی دن ہے جسدن تم عرفات میں ہوتے ہو اور قربانی کا وہی دن ہے جس میں تم قربانی کرتے ہو یعنے وقوف عرفات کا دن عنداللہ وہی دن ہے جسے اہل اسلام اپنے اجتہاد اور رائے سے عرفہ جانتے اور اسمیں وقوف کرتے ہیں اور جب اس گواہی پر عدم صحت مترتب نہ ہوئی تو اُسکی سماعت میں کچھ بھی فائدہ نہیں پس حاکم کو اس کا نہ سننا لازم ہے وجہ یہ کہ حاکم کی سماعت اگر مشہور ہو جائیگی تو تمام اہل موقف میں لیس و قال زیادہ ہوگی اور فتنہ برپا ہوگا اور مسلمانوں کے دل اِس شک کے سبب سے کہ حج صحیح ہوا یا نہ ہوا سخت مکدر اور پریشان ہوں گے کہ باوجودیکہ کس محنت و مشقت سے قطع منازل بعیدہ کر کے اور زر خطیر صرف کر کے وہاں تک پہونچے مگر خاطر خواہ حج میسر نہ ہوا اور اگر آٹھویں تاریخ لوگوں نے گواہی دی کہ یہ عرفہ کا دن ہے تو اُسوقت لوگوں کو غور کرنا چاہیئے کہ اگر امام سب یا اکثر لوگوں کے ساتھ وقوف عرفات کر سکتا تو قیاساً اور استحساناً گواہی مقبول ہوئی کیونکہ وقوف عرفات کی ہنوز قدرت حاصل ہے پھر اُس دن اگر دوپہر ڈھلے وقوف نہ ہوگا تو اُنکا حج فوت ہو جائیگا اور اگر رات کو امام سب یا اکثر لوگوں کے ساتھ وقوف کر سکتا ہو تو بھی گواہی مقبول ہوگی۔ لیکن استحساناً نہ قیاساً اور اگر رات کو اکثر لوگوں کے ساتھ وقوف نہ ہو سکے تو ان لوگوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ بلکہ اُس وقت امام کو مناسب ہے کہ خود اُن کو حکم کر[illegible] کرے دن دوپہر ڈھلے کے بعد وقوف کریں۔

کذا فی المنح وغیرہ

[illegible] فرمایا بارہ [illegible]

قربانی کے مختصر مسا[ئل]

[illegible] و عائشہ [illegible] ن مقبو[illegible] مسلمان مقیم غنی پر قربانی واجب ہے اور غنی سے یہ مراد ہے کہ وہ صاحب [illegible] مستحب ہوئی اور جب [illegible] یعنے جو شخص ساڑھے باون روپیہ نقد یا اسقدر چاندی کی [illegible] الفقہ [illegible] انس بن مرواس اسکا راوی منکر الحد[یث] [illegible] تا خواہ زیور ہو یا اور کچھ یا ساڑھے باون روپیہ [illegible] اور وہیں حیا[illegible] حافظ منذر سے [illegible] کے علاوہ رکھتا ہو اُس پر قربانی واجب ہے اور [illegible] اور اُنہوں نے زہیر بن عدی کے وا[illegible] اولاد صغیر ہی ہو مگر بعض کے نزدیک واجب

Marfat.com

قربانی کا اول وقت گاؤں والوں کے واسطے عید قربان کی فجر کے بعد اور شہر والوں کے لئے بعد نماز
عید کے ہے پس اگر کوئی شہر والوں کی نماز کے بعد اور عید گاہ کی نماز سے پہلے یا اُسکے برعکس قربانی
کریگا تو استحساناً جائز ہوگی اسیطرح خطبہ سے پہلے جائز ہو جائیگی مگر اُس کے بعد اولی اور افضل ہوگی
اگر شہر والے کسی عذر کی وجہ سے نماز عید نہ پڑہیں تو نماز عید کا وقت گذر جانا قربانی کا وقت ہے البتہ دوسرے
تیسرے دن نماز سے پہلے بھی جائز ہے کیونکہ اُن میں نماز نہیں ہوتی ادا نہ قضا اور قربانی کا آخر وقت
بارھویں تاریخ غروب آفتاب سے پہلے تک ہے اور فقر و غنا و لادت و موت کے لئے اُسی
آخری وقت کا اعتبار ہے **مسئلہ** اول روز یعنے عید کا دن قربانی کے واسطے افضل ہے
مسئلہ رات کو قربانی کرنی مکروہ تنزیہی ہے **مسئلہ** اگر قربانی کا وقت فوت ہو جائیگا تو
اُس جانور کو زندہ خیرات کرنے سے لازم ہوگا اگر اُس کی نذر مانی ہو برابر ہے کہ وہ فقیر ہو یا غنی اور اگر
ذبح کر ڈالا تو اُسکے گوشت کو خیرات کرے اور صاحب نذر نہ کھائے **مسئلہ** اگر قربانی کا جانور مرجائے
یا چوری جاوے تو فقیر پر اُسکا بدلہ نہیں مگر غنی پر بدلہ واجب ہے **مسئلہ** مستحب تو یہی ہے کہ
قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھہ سے ذبح کرے اگر اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو ورنہ کسی اور کو حکم کرے اور
آپ اُس کے سامنے کھڑا رہے اور ذابح و معین کو بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اگر اُن میں سے
ایک بھی بسم اللہ اکبر نہ کہیگا تو یہ قربانی حرام ہوگی **مسئلہ** اگر میت کی جانب سے قربانی کرے تو اُسکے
گوشت کو تصدق کرنا چاہئے **مسئلہ** قربانی کا جانور اگر بکری یا دنبہ یا بھیڑ نر ہو یا مادہ تو اکیلا ہی
آدمی کر سکتا ہے اور گائے بھینس اونٹ وغیرہ نر ہوں یا مادہ تو اُن میں سات آدمیوں کی بھی شرکت
جائز ہو سکتی ہے بشرطیکہ ان میں سے ہر ایک قربت [illegible] ادہ رکھتا ہو نیز وہ اس قربت کی
اہلیت بھی رکھتا ہو اور ساتویں حصہ سے کسی کا حص[illegible] چاہے کہ میں صرف گوشت
کھانے کے واسطے شریک ہو جاؤں یا اُن میں [illegible] ساتویں حصہ سے کم ہو تو
یہ قربانی کسی کی طرف سے بھی جائز نہ ہوگی اور سات [illegible] ہے اگرچہ دو ہی
ہوں بشرطیکہ اُن میں کوئی بھی ساتویں حصہ [illegible] نا اولی
نہیں اگر ایک شخص تین حصے لے اور ایک چار [illegible]
تین لے تو یہ جائز تو ہوگا مگر اولی اور بہتر نہ ہوگا یہ تو [illegible]

خریدے کے واسطے اونٹ یا گائے خریدی پھر اُسمیں کسی اور کو بھی شریک کرلیا تو یہ جائز ہے بشرطیکہ
کے وقت شریک کرنے کی نیت رکھتا تھا ورنہ ناجائز ہوگا اور خرید کرنے سے پہلے شریک کرنا اولی
مسئلہ اگر امام غلطی سے عرفہ کے دن نماز عید پڑھے اور لوگ اُسی دن قربانی بھی کرلیں
ہو کہ یہ تو عرفہ کا دن تھا تو نماز اور قربانی کا اعادہ سب پر لازم و واجب ہوگا بخلاف اِس کے کہ جب
کسی کی گواہی پر پڑھی گئی ہو تو اُس وقت اعادہ واجب نہ ہوگا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
لَا تَذْبَحُوا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ تَعْسُرَ عَلَیْکُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ رواہ مسلم یعنی
کے اور کسیکو ذبح نہ کرو مگر جب مسنہ نہ پاؤ تو بھیڑ یا دنبہ میں سے جذعہ ہی سہی جو اونٹ پورے پا
برس کا ہو کر چھٹے برس میں شروع ہو اُسے مسنہ کہتے ہیں اور گائے بیل بھینس میں
ہے کہ جو دو برس کا پورا ہو کر تیسرے برس میں شروع ہو اور بکری بھیڑ دنبہ میں وہ مسنہ ہے جو
برس کا پورا ہو کر دوسرے میں لگا ہو پس ان سب اقسام میں قربانی کیواسطے مسنہ ہونا شرط ہے مگر د
اور بھیڑ چھ مہینہ کا بھی درست ہے اِسی کو جذعہ کہتے ہیں عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَا نُضَحِّیَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَ
وَلَا خَرْقَاءَ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی یعنے ہمیں رسول خدا نے اِس امر کا حکم فرمایا
قربانی کے جانور کی آنکھ اور کان خوب دیکھا کریں کہ اسمیں کوئی ایسا نقصان نہ ہو جس سے قربانی درست
اور حکم فرمایا کہ ہم اُس جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان آگے اور پیچھے سے پھٹا ہوا اور نہ اُس جانور کی
بیچ میں سے کان چرے ہوئے ہوں یا گول پھٹے ہوئے ہوں مگر امام شافعی رح کے نزدیک اُس جانور کی
جائز ہے کہ جسکا تھوڑا سا کان پھٹا ہو [illegible] اعظم رح کے نزدیک اگر آدھے کان سے کم پھٹا ہوا ہے تو
ہے ورنہ نہیں ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ [illegible] لَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ ذَبَحَهُمَا بِیَدِهٖ
وَکَبَّرَ قَالَ رَاَیْتُهٗ وَاضِعًا [illegible] مقبو [illegible] صفاحهما یقول بسم اللّٰهِ واللّٰهُ اکبر متفق علیہ یعنے رسو
صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] نجاب ہوئی اور جنبہ [illegible] یعنے نبی کی اور اُنہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم
کہی تکبیر [illegible] بن مرواس اسکا راوی منکر [illegible] ناخواہ پہلو یا گلے پر قدم رکھے دیکھا اُس وقت آپ
تھا اور وہیں جیساکہ حافظ منذری نے عبیر کے علاوہ جانور کے گلا کاٹنے کو خواہ وہ چھری ہو یا پتھر
ہے اور اُنہوں نے زہیر بن عدی کے واسطے [illegible] اور لا ای وغیرہ کو ذبح کرنا اور اونٹ کو نحر کرنا افضل

اور عیدگاہ میں قربانی کرنا افضل ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم البقرۃ عن سبعۃ و
الجزور عن سبعۃ یعنے گائے اور اونٹ سات آدمیوں کی جانب سے کافی ہو سکتا ہے
رواہ مسلم و ابو داؤد قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صوم یوم الترویۃ کفارۃ
سنۃ وصوم یوم عرفۃ کفارۃ سنتین یعنے بقرعید کی آٹھویں کا روزہ ایک برس کے
گناہوں کا کفارہ ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ دو برس کے گناہوں کا کفارہ رواہ ابو الشیخ
فی کتاب التوبہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صیام یوم عرفۃ کصیام الف
یوم یعنے عرفہ کے دن کا روزہ ہزار دن کے روزوں کی مانند ہے اِس حدیث شریف کے بموجب
اگر عرفہ کے روزہ کو ہزاری روزہ کہا جائے تو بجا ہے وقد تم ہذہ الرسالۃ فی اوائل ستۃ اربع
مائۃ لبعد الالف نسال اللہ الکریم ان یجعلہا وسیلۃ النجاۃ ان المغفرۃ والرحمۃ مالوف وہو بالعفو
موصوف الحمد للہ حق حمدہ وصلوتہ وبرکاتہ ورحمتہ علی رسولہ محمد النبی الامی وآلہ الطاہرین واصحابہ الکرام
المنتجبین اجمعین وسلم تسلیما واتماکثیرا آمین یارب العالمین فقط

تمام شد

Marfat.com

مختصر فہرست کتب بک ایجنسی فضل المطابع دہلی حویلی اعظم خان

نام کتب

احسن التفاسیر اردو۔ یہ تمام تفسیرین مین
احسن تفسیر ہے اس تفسیر کی اردو ایسی صاف وسہل
ہے کہ عورتیں اور بچے بھی اچھی طرح پڑھکر سمجھ سکتے ہیں
اس کی رعایتی قیمت معہ مقدمہ عہ روپیہ
رکن دین۔ یہ کتاب مسائل فقہ میں پہلی کتاب
ہے جسمیں ہر ایک مسئلہ سوال و جواب کے طور پر
لکھا گیا ہے۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں کیواسطے
یکساں مفید ہے قیمت ۸
سفرنامہ روم و مصر و شام جسکو مولینا
شبلی نعمانی پروفیسر عربی لٹریچر مدرستہ العلوم علیگڈھ
نے روم و مصر و شام کے سفر سے واپس آکر ترکوں
کی تمدنی حالت اور حسن معاشرت سے عوام کو آگاہ
کرنے کے لئے مرتب کیا۔ جسمیں علاوہ ان حیرتی
دلچسپ واقعات کے جو سلسلہ میں بیان آگئے ہیں قسطنطنیہ
بیروت۔ بیت المقدس۔ قاہرہ وغیرہ کے متعلق تعلقات
ذیل یعنی شہر کی عام اجمالی حالت قابل دید مقامات
مشہور عمارات سررشتہ تعلیم دار العلوم اور مدارس
بورڈنگ اور طلبا کی تربیت مصنفین اور تصنیفات
کتب خانے اخبارات اور رسالے اور سالنے مشہور
بادشاہوں اور ارباب کمال کی ملاقات ترکوں اور
عربوں کے اخلاق و عادات کو تفصیل ...
لکھا ہے۔ آخر میں ان الفاظ ... متعارف ...
جو ... مصر و شام میں مستعمل ...
ہو جانے کیوجہ سے ...
نہیں اٹھا سکتے ...
تاریخ الدولہ ...

نام کتاب

ہیں۔ تعداد صفحہ ایک ہزار کے قریب ہے قیمت
حیات باقیہ۔ خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی
کی سوانح عمری اور آپ کے ملفوظات اس کتاب
کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں آپ کے مفید اور
نتیجہ خیز ملفوظات ہیں دوسرے میں آپ کے اخلاق
و عادات سے بحث کیگئی ہے۔ ملفوظات بجائے خود
نصیحت سے بھری ہوئی یہ ایک کتاب ہے جو نہایت جامع
اور ہر قسم کے مضامین مفید کو محیط ہے جسکو آپکے ایک
محتاز عقیدتمند مرید نے آپکی زبان سے سنکر جمع کی اور
نہ خود جمع کرنے پر بس کی بلکہ جمع کرنے کے بعد حضرت
خواجہ کی نظر فیض اثر میں گذرانی اور آپنے درست
کرکے ان کے حوالہ کی۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے
کہ در حقیقت تمام ملفوظات اول سے آخر تک خود
حضرت ہی کی تصنیفات ہیں۔ ملفوظات کے
مضامین میں ایک ایسی دلبستگی۔ رقت اور بلند
پروازی پائی جاتی ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی تصوف
کے لاینحل مسائل اور غامض و دقیق مضامین اس
خوبی سے حل کئے گئے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں
... کی تحقیق۔ اتباع سنت کی یہی مثالیں
... ہم ... روش کے نمونے ... کے مطالعہ
... ملسکتے ہیں۔ خدا کے دوستوں اور نیک
... کا کامل نمونہ حضرت خواجہ کے
... مقبول ... سلمان ... باب ملاحظہ کرنے سے بخوبی نظر
... کتاب ہوئی اور جسیں ...
... یعنی ... فارسی زبان میں تھی اب
... اسکا اردو منگوا کر ... جمہ کرکے چھاپی ہے ہر صفحہ
... نا خواہ نے پہلے ... عبارت دوسرے میں
... حافظ منذر ... نے عبارت کے علاوہ جالو
... انہوں نے زہیر بن عدی کے ... ادلادی وغیرہ عمری حضرت شاہ
... رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب

جسمیں آپکے حالات وکرامات سلیس اردو میں درج ہیں
یہ کتاب تمام صفات میں اپنی آپ نظیر ہے۔ باوجود
خوبی اور صفحہ ۸۰ کے قیمت ۴
فردوس بریں۔ مصنفہ مولانا عبد الحلیم صاحب شرر
عجیب پر لطف حیرت میں ڈالنے والا عاشق ... جی ...
کی سیر فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کی تاریخ کوہستان الموت کی
سلطنت فلسفہ الٰہی کے ... مباحث حقیقی ...
اور کیمیادی کی میاکاری میں نمایاں امتیاز نہایت دلچسپ قیمت
تذکرہ صابریہ یعنی سوانح عمری مخدوم علاؤ الدین
علی احمد صابری پیران کلیری جس میں آپکی پیدائش
... تعلیم ... کلیر شریف میں تشریف لانا
اور وہاں کی مسجد ... مفصل ...
بڑی سوانح عمری حضرت خواجہ معین الدین
حسن سنجری ثم الاجمیری رحمۃ اللہ کے حالات میں
طور پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر جو حالات
... انتہا تک اسمیں لکھے گئے ہیں وہ دوسری
میں ہرگز نہیں ملسکتے۔ بڑی دلچسپ ...
سوانح عمری بندہ نواز۔ اس میں حضرت خواجہ
محمد بندہ نواز گیسودراز ... گلبرگوی خلیفہ
نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے حالات پیدائش
... حضرت ... چراغ دہلی سے فیض ملفوظ
آپکے اخلاق ... بندہ نواز ...
... آپکے کرامات کا ... شریف میں تشریف
لوگوں کو فیض پہنچانا آپکے وصال وغیرہ کا حال
طور سے لکھا گیا ہے آپکے ملفوظات سے عجیب
کے دقیق اور ... بیچ ... گئی ہیں
۱۲ اور ... بیت شناخت ... زمین ...
... کرامات معاملات اولیاء اللہ شناخت ...
... مراقبہ ... مسائل ...

Marfat.com

Marfat.com